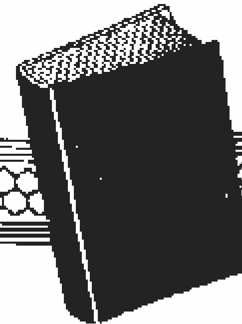
عمران سیریز

ایکشن مشن

ظہیر احمد

ناشر ——— محمد یوسف قریشی
اہتمام ——— محمد بلال قریشی
قانونی مشیران ——— غلام مصطفےٰ قریشی ملتان
——— ملک محمد اشرف لاہور
طابع ——— پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/150 روپے



سرِ راہ

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ایکشن مشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول کیسا ہے۔ ظاہر ہے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے کیونکہ آپ کی رائے ہی حتمی ہوگی۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں یہی کہوں گا کہ ایکشن پسند قارئین کے لئے یہ ناول کسی تحفے سے کم نہیں۔ جوں جوں کہانی آگے بڑھتی جائے گی آپ کے دل کی دھڑکنیں بھی تیز سے تیز تر ہوتی چلی جائیں گی۔ اس وقت تک یہ ناول آپ کے ہاتھوں میں رہے گا جب تک آپ اسے پڑھتے ہوئے آخری صفحے تک نہ پہنچ جائیں۔ یہ ناول نہ صرف ایکشن بلکہ ہر لحاظ سے آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین اس دلچسپ اور ایکشن سے بھرپور کہانی سے پوری طرح لطف اندوز ہوں گے۔ اب آیئے اپنے خطوط کی جانب۔ جہازی سائز کے چھ صفحات پر مشتمل ایک بہت ہی دلچسپ خط موصول ہوا۔ اس کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

کھاریاں سے سردار انجم لکھتے ہیں۔ جناب یوسف قریشی صاحب۔ السلام علیکم! میں گزشتہ تیس سالوں سے عمران سیریز کا مطالعہ کرتا آیا ہوں۔ میرے پسندیدہ مصنف مظہر کلیم صاحب ہیں۔ ان کے ناول میں نے بار بار پڑھے ہیں۔ مجھے ہر بار لطف آیا۔ ظہیر احمد صاحب کے ناول گریٹ ایجنٹس اور گینگ وار بھی پڑھے۔ یہ دونوں ناول بھی پاورفل ہیں۔

مجھے بہت پسند آئے۔ لیکن ظہیر احمد صاحب کے دوسرے ناول ایسے نہیں ہوتے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں ظہیر احمد صاحب کے وہی ناول خریدوں گا جو آپ شائع کریں گے۔ کیونکہ آپ کے ناول ہر لحاظ سے انتہائی معیاری ہوتے ہیں۔ لگتا ہے آپ لوگ بے پناہ محنت کرتے ہیں یا شاید آپ کا تجربہ انتہائی وسیع ہے اور اس سلسلے میں آپ ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھتے ہیں۔ اس کی ضرور وضاحت کریں اور پلیز پلیز میرا یہ خط ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکیں۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔ گنجے فرشتے، سپر ایجنٹ ڈریگن اور سمورائی بھی دلچسپ ناول ہیں۔ یہ ناول اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ ان ناولوں کا انداز بھی منفرد ہے یہ بھی دلچسپ بات ہے۔ ہر روز ایک ہی کھانا کھانے کو ملے تو کوئی بھی بھڑک سکتا ہے۔ میری بات آپ سمجھ رہے ہیں نا۔ آپ کے نئے ناول بہت لیٹ آتے ہیں۔ پلیز دیر نہ کیا کریں۔ آپ کے آنے والے ناولوں کا میں یوں انتظار کرتا ہوں جیسے مجنوں اپنی لیلیٰ کا انتظار کرتا ہے۔ جواب ضرور دینا۔ ضرور۔ ضرور۔ خدا حافظ۔

تو محترم قارئین۔ آپ نے خط کا خلاصہ ملاحظہ فرمالیا۔ یہ خلاصہ ہے تو اصل کیا ہوگا۔ میں تو یہی کہوں گا۔

"کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں"

اب اگلے ماہ تک کے لئے اجازت دیجئے۔

والسلام

یوسف قریشی

کافرستانی پرائم منسٹر اپنے جہازی سائز کے آفس میں بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھے تھے۔ ان کی آنکھوں پر موٹے شیشوں کا چشمہ تھا اور وہ ایک ضخیم فائل پر جھکے ہوئے تھے اور فائل بڑے انہماک اور گہری دلچسپی سے پڑھنے میں مصروف تھے کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"سر۔ چیف آف سیکرٹ سروس مسٹر شاگل تشریف لائے ہیں"۔ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ انہیں اندر بھیج دو"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری نے جواب دیا تو پرائم منسٹر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور دوبارہ فائل پڑھنے میں

مصروف ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور شاگل اندر آ گیا۔ اس نے اندر آتے ہی پرائم منسٹر کو سیلوٹ کیا۔

''آئیں مسٹر شاگل۔ تشریف رکھیں۔''۔۔۔۔۔۔پرائم منسٹر نے سر اٹھا کر شاگل سے مخاطب ہو کر کہا تو شاگل سر ہلا کر آگے بڑھا اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا سر۔''۔۔۔۔۔۔شاگل نے پرائم منسٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مسٹر شاگل۔ چند لمحے ٹھہریں۔ اس فائل کے چند صفحات رہ گئے ہیں۔ میں انہیں دیکھ لوں پھر آپ سے بات کرتا ہوں۔'' پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ پرائم منسٹر نے فائل پڑھتے ہوئے میز پر رکھے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔ اور رسیور کان سے لگا لیا۔

''یس سر۔''۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''شیلا سے کہو۔ دو مگ کافی پہنچا دے۔''۔۔۔۔۔۔پرائم منسٹر نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

''اوکے سر۔''۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری نے کہا تو پرائم منسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر فائل پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر

آ گئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک نفیس ٹرے تھی جس پر کافی کے دو مگ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے آگے آ کر خاموشی سے ایک مگ بڑی نفاست سے پرائم منسٹر کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا مگ شاگل کے سامنے رکھ دیا۔ شاگل نے سر ہلا کر اسے تھینکس کہا تو لڑکی مسکرا کر سر ہلاتی ہوئی پلٹی اور ٹرے لے کر کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

''کافی پئیں مسٹر شاگل۔''۔۔۔۔۔۔پرائم منسٹر نے نظریں اٹھا کر شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ تھینک یو سر۔''۔۔۔۔۔۔شاگل نے کہا اور مگ اٹھا کر بڑے محتاط انداز میں کافی سپ کرنے لگا۔ پرائم منسٹر نے بھی اپنا مگ اٹھایا اور فائل پڑھتے ہوئے وہ بھی کافی کے سپ لینے لگے۔ کمرے میں تقریباً دس منٹ تک خاموشی چھائی رہی۔ پھر پرائم منسٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اپنا سر کرسی کی پشت سے لگا کر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں جیسے وہ مسلسل ضخیم فائل پڑھ کر تھک گئے ہوں۔ شاگل خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی مترشح تھی۔

''مسٹر شاگل۔''۔۔۔۔۔۔پرائم منسٹر نے یکلخت سیدھے ہو کر شاگل سے مخاطب ہو کر کہا اور آنکھوں سے چشمہ اتار کر فائل پر رکھ دیا۔

''یس سر۔''۔۔۔۔۔۔شاگل نے ہمہ تن گوش ہو کر کہا۔

''کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا ہے۔'' پرائم منسٹر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ آپ نے مجھے فوری طور پر کال کر کے یہاں آنے کے لئے کہا تھا۔ ہماری ملاقات چونکہ پہلے سے کنفرم نہ تھی اس لئے سر۔"۔۔۔۔ شاگل نے جیسے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ کوئی بات نہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے آپ کو کیوں بلایا ہے۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ضرور سر۔"۔۔۔۔ شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر شاگل۔ میں نے اور جناب صدر نے فیصلہ کیا ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف کے عہدے سے آپ کو فوری طور پر برخاست کر دیا جائے۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے شاگل کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پرائم منسٹر کے الفاظ شاگل پر کسی بم کی طرح گرے تھے اور وہ بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس کا رنگ اڑ گیا اور اس کی آنکھیں یوں پھٹ پڑی تھیں جیسے ابھی ابل کر باہر آ گریں گی۔

"سس۔ سر۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مم۔ میں۔ میں۔" شاگل نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یس مسٹر شاگل۔ میں نے اور جناب صدر نے بہت سوچ سمجھ کر اور ملکی حالات کو مدنظر رکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے انتہائی سنجیدگی سے کہا اور شاگل کے جسم پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر یکلخت پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور اس کا رنگ اس قدر زرد ہو گیا جیسے اس کے جسم میں خون نام کی کوئی چیز باقی نہ رہ گئی ہو۔

"لل۔ لیکن کیوں سر۔ میں نے ایسا کیا کر دیا ہے جس کے لئے آپ نے اور جناب صدر نے میرے لئے بغیر کسی جرم اور بغیر کوئی کورٹ مارشل کئے میری ہلاکت کا فیصلہ کر لیا ہے۔"۔۔۔۔ شاگل نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جرم۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے مسکرا کر کہا۔

"یس سر۔ کسی بھی مجرم کو کوئی بھی سزا اس کے کسی جرم پر ہی دی جاتی ہے۔ اس کے لئے بھی باقاعدہ ٹریبونل بنایا جاتا ہے۔ اس کے جرم کی نوعیت دیکھی جاتی ہے۔ پھر کیس اوپن کر کے اس پر باقاعدہ کیس چلایا جاتا ہے اور پھر جرم ثابت ہونے پر مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جاتی ہے جبکہ نہ میں نے کوئی جرم کیا ہے۔ نہ مجھ پر کوئی مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ نہ میرا کورٹ مارشل ہوا ہے اور نہ ہی مجھ سے ایسی کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کی پاداش میں مجھے سزا کے طور پر سیکرٹ سروس کے عہدے سے ہٹا دیا جائے جبکہ دوسری ایجنسیوں کی نسبت کافرستان کے لئے میری اور سیکرٹ سروس کی خدمات بے حد زیادہ ہیں اور میں نے کافرستان کے مفادات کو تحفظ دینے کے ساتھ ساتھ کافرستان کی بقاء اور سلامتی کے لئے بھی بہت کچھ کیا ہے۔ جس سے ریکارڈ کی فائلیں بھری پڑی ہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے احتجاجاً اور تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"آپ کن مفادات اور تحفظات کی بات کر رہے ہیں مسٹر شاگل۔ کیا مجھے آپ کو بتانا پڑے گا کہ آپ کی اور آپ کی سروس کی ناقص اور

مایوس کن کارکردگی کی وجہ سے کافرستان کو کن کن پریشانیوں اور کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یوں تو کافرستانی سیکرٹ سروس بے حد منظم، فعال اور انتہائی طاقتور گردانی جاتی ہے مگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کے مدمقابل آ کر کافرستانی سیکرٹ سروس کی کارکردگی نہ ہونے کے برابر بلکہ زیرو ہو کر رہ جاتی ہے۔ آپ بتائیں عمران اور اس کے ساتھی جب بھی یہاں اپنے کسی مشن کو پورا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تو آپ کی سروس کی کیا حالت ہو جاتی ہے۔ وہ آپ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہر جگہ دندناتے پھرتے ہیں۔ ان کا جو بھی مشن ہو کیا آپ کبھی انہیں مشن مکمل کرنے سے روک سکے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ آپ مجھے اتنا ہی بتا دیں کہ عمران کا کوئی ایک بھی ساتھی آپ کی سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہلاک ہو سکا ہے۔ ان کا گروپ چار افراد پر مشتمل ہو یا تین افراد پر۔ وہ یہاں آ کر نہ صرف بھرپور انداز میں کام کرتے ہیں بلکہ آپ کی سیکرٹ سروس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اور اپنا مشن مکمل کر کے آسانی سے یہاں سے نکل بھی جاتے ہیں۔ یہ فائل جو میرے سامنے پڑی ہے دیکھ رہے ہیں آپ۔ یہ ضخیم فائل ان مشنز کے بارے میں ہے جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے یہاں آ کر مکمل کئے ہیں۔

اس فائل میں زیادہ تر مشنز ایسے ہیں جن میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف آپ اور آپ کی سروس کام کر رہی تھی۔ مگر ان کی کامیابیوں اور آپ کی ناکامیوں کے سوا اس فائل میں مجھے اور

کچھ پڑھنے کو نہیں ملا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہاں آ کر کافرستان کو جو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے ہیں کیا آج تک ان کا ازالہ ہوا ہے۔ ان کا مشن کافرستان کے کسی بڑے اور نامور سائنسدان کی ہلاکت کا ہو یا کسی میزائل اسٹیشن کی تباہی کا۔ وہ وادی مشکبار میں آئے ہوں یا ساندر بن کے جنگلات میں گئے ہوں یا انہیں کسی ایجاد کو اڑانا ہو غرضیکہ وہ یہاں کسی بھی مقصد کے لیے آئے ہوں۔ وہ راستے میں آنے والی ہر دیوار کو گراتے چلے جاتے ہیں۔ ہر طرف تباہی اور بربادی کے نشانات چھوڑ جاتے ہیں۔ آگ اور خون کا ایسا بازار گرم کرتے ہیں جسے روکنا آپ کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر ان کی کارکردگی، تیز رفتاری اور ذہانت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ان کے مدمقابل آپ کو لایا جاتا ہے۔ وہ آپ کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دیتے۔ آپ کے بچھائے ہوئے جالوں کو تار تار کر کے آپ کی سروس کی ہزاروں رکاوٹیں کھڑی کرنے کے باوجود وہ آسانی سے آپ کو مات دے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب آپ کی نظر میں معمولی جرم ہیں۔ بے پناہ وسائل کے باوجود آپ کی سروس کی ان معاملات میں ناکامی، کافرستان کی تباہی اور کافرستان کے مفادات کا نقصان، اگر دیکھا جائے تو یہ اتنے بڑے بڑے جرم ہیں جن کی پاداش میں آپ کو اور آپ کی سروس کے ہر ممبر کو فوراً گولی مار کر ہلاک کر دینا چاہیے۔ مگر اس کے باوجود آج تک آپ کو اور آپ کی سروس کو کچھ نہیں کہا گیا۔ صرف چند ایک معاملات پر ہلکی پھلکی سزائیں دے کر

آپ کو ہر بار معاف کر دیا گیا کہ آئندہ کسی معاملے میں آپ دوبارہ کوئی ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ اپنے آپ کو سدھارتے ہوئے آپ اپنے اندر ان کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے مگر انہیں ہلاک کر کے ان کے منطقی انجام تک پہنچانا تو دور کی بات ہے۔ آپ کو آج تک کبھی اس بات کا بھی علم نہیں ہو سکا کہ وہ یہاں کب آتے ہیں اور کب جاتے ہیں۔ کیا یہ ہے آپ کی کارکردگی۔''——پرائم منسٹر نے غصے سے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نہ جانے کب سے غصے میں بھرے بیٹھے تھے۔ ان کی باتیں سن کر شاگل کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے تھے۔ پرائم منسٹر نے جو باتیں کی تھیں اب جیسے اس کے پاس ان باتوں کا جواب دینے کے لئے کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا۔

''یہ سب تو پرانی باتیں ہیں سر۔''——شاگل نے حوصلہ کر کے کپکپاتے ہوئے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

''پرانی باتیں۔ ہونہہ۔ کیا یہ صدیوں پرانی ہیں۔''——پرائم منسٹر نے سرد لہجے میں کہا تو شاگل کانپ کر رہ گیا۔

''مم۔ مگر سر۔ پچھلے چند برسوں سے آپ نے مجھے انڈر گراؤنڈ کر دیا تھا اور میری جگہ پنڈت نارائن کو سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا تھا۔ مجھ سے زیادہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے وقار، اس کی کارکردگی کو کھوکھلا کرنے میں پنڈت نارائن کا ہاتھ تھا۔''——شاگل نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ اسی لئے تو پنڈت نارائن کو فوری طور پر اس کے

عہدے سے الگ کر کے دوبارہ آپ کو سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا تھا۔ آپ کو دوبارہ سیکرٹ سروس کا چیف بنانا ہماری مجبوری تھی کیونکہ کافرستان میں ہمیں ایسا کوئی انسان نہیں نظر آ رہا تھا جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہتر طور پر جانتا ہو اور انہیں سمجھ سکتا ہو اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے راستے کی دیوار بن سکتا ہو۔''——پرائم منسٹر نے غصے سے سر جھٹک کر کہا۔

''اوہ۔ اب۔ کیا اب آپ کو کوئی مل گیا ہے۔''——شاگل نے جیسے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک ہماری نظر میں ایسا کوئی آدمی نہیں آیا ہے جو کافرستان سیکرٹ سروس کو صحیح رنگ اور ڈھنگ سے سنبھال سکے۔'' پرائم منسٹر نے انکار میں سر ہلا کر کہا تو ان کی بات سن کر شاگل کی آنکھوں میں حیرت امڈ آئی۔

''تب پھر آپ مجھے اس عہدے سے کیوں ہٹا رہے ہیں سر۔ اگر مجھے چیف کے عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا تو کافرستان سیکرٹ سروس کو کون سنبھالے گا۔ کیا آپ میری جگہ دوبارہ پنڈت نارائن کو لانا چاہتے ہیں۔''——شاگل نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارا فی الحال پنڈت نارائن کو سامنے لانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔''——پرائم منسٹر نے کہا۔

''تو پھر سر۔''——شاگل نے کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور زیادہ گہری ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر پرائم منسٹر

کہنا کیا چاہتے ہیں۔ ایک مدت تک انہوں نے ہی اسے سیکرٹ سروس سے الگ رکھا تھا اور اس کی جگہ پنڈت نارائن کو چیف بنا دیا تھا۔ جس کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کافرستان کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچائے تھے اور پنڈت نارائن ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکا تھا۔ پھر ایک روز کافرستانی پرائم منسٹر نے پنڈت نارائن کا کورٹ مارشل کر کے اسے کافرستانی سیکرٹ سروس سے الگ کر دیا اور اس کی جگہ دوبارہ شاگل کو چیف بنا دیا تھا۔

شاگل کو کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف بنے ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران تو ایک طرف ابھی تو اس کے سامنے کوئی بھی کیس نہیں آیا تھا جس پر کام کر کے وہ اپنی اہمیت اور برتری ثابت کرسکتا۔ پھر آج پرائم منسٹر نے اسے بلا کر پھر چیف کے عہدے سے سبکدوش ہونے کا مژدہ کیوں سنایا تھا۔ اور وہ اس پر ان جرائم کا بوجھ کیوں لاد رہے تھے جو پنڈت نارائن کے دور کے تھے۔

"مسٹر شاگل۔ سب باتوں کے قطع نظر۔ آپ یہ بتائیں۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ کافرستان میں آئے تو آپ ان کا راستہ روکنے، انہیں ان کے کسی بھی مقصد میں کامیاب ہونے اور ان کے یہاں سے زندہ بچ کر نکل جانے کا ادراک کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"سر سیکرٹ سروس سے الگ ہو کر میں نے خود ہی اپنا احتساب کیا تھا۔ میں نے اور سیکرٹ سروس کے ممبران نے ان تمام پہلوؤں کا غور

سے جائزہ لیا تھا جن کی وجہ سے ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی۔ ان کے کام کرنے کا انداز ان کا طریقہ کار اور ان کی تمام عادتوں کو اب میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے۔ وہ کیا ہیں۔ کس طرح سے کام کرتے ہیں اور کن بنیادوں پر اور کس انداز سے سوچتے ہیں۔ میں نے ان سب کا باریک بینی سے موازنہ کیا تھا۔ پھر میں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ میں نے ایکریمیا، گریٹ لینڈ، اسرائیل کرانس اور دوسرے بہت سے ممالک جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں نے مشنز مکمل کئے تھے۔ وہاں کی بے شمار ایجنسیوں، سیکرٹ سروسز اور جرائم پیشہ تنظیموں سے معلومات حاصل کیں۔ میں نے ان معلومات کا بغور جائزہ لیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھ سے کہاں کہاں کوتاہیاں ہوئی تھیں اور وہ کیا وجوہات تھیں جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی ہم پر سبقت لے جاتے تھے۔ تب میں نے سوچا کہ اگر مجھے دوبارہ ان کے خلاف کام کرنے کا موقع ملا تو میں اپنی تمام تر کوتاہیوں اور خامیوں کو دور کر کے ان کے خلاف ایسا کام کروں گا کہ انہیں حقیقت میں ناکوں چنے چبوا دوں گا۔ پھر جب میں نے دوبارہ سیکرٹ سروس جوائن کی تو میں نے سیکرٹ سروس کی ازسرنو تشکیل کی اور بڑی بڑی تبدیلیاں کر کے میں نے انہیں دوبارہ فعال کیا اور سیکرٹ سروس میں ایسے افراد کو شامل کیا جو ہر قسم کا معاملہ ہینڈل کرنے، ہر قسم کی پچویشن پر قابو پانے اور ہر طرح کی کارروائی کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ اور اب

میری سروس اس قدر فعال، طاقتور اور باصلاحیت ہو چکی ہے کہ اب عمران اور اس کے ساتھی تو کیا ہمارے مقابلے پر اسرائیل اور ایکریمیا کے ایجنٹس بھی آ جائیں تو ہم ان کا فوراً احاطہ کر کے ان کا قلع قمع کر سکتے ہیں اور سر اب جبکہ ہماری سیکرٹ سروس اس قدر پاورفل، فعال اور ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے اور ہر قسم کے معاملات سنبھالنے کی اہل ہو گئی ہے تو آپ سیکرٹ سروس ختم کر رہے ہیں۔'' شاگل رکے بغیر تیز تیز بولتا چلا گیا۔

''میں نے سیکرٹ سروس ختم کرنے کی کوئی بات نہیں کی۔ میں نے سیکرٹ سروس کے چیف یعنی آپ کو سیکرٹ سروس سے الگ کرنے کا کہا ہے کیونکہ ہمارے سامنے ایک ایسا مسئلہ آ گیا ہے جس پر مجھے اور صدر صاحب کو یہ خدشہ ہے کہ شاید ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان آئیں گے۔'' ــــــ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ اس خدشے کی بنیاد کیا ہے سر۔'' ــــــ شاگل نے کرسی پر بے چینی اور اضطراب بھرے انداز میں پہلو بدلتے ہوئے کہا۔ کسی خیال کے تحت اس کی بجھی ہوئی آنکھوں میں جیسے نئی روشنی سی پھوٹ پڑی تھی۔ اور اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ پھر سے بحال ہونا شروع ہو گیا تھا۔

''بنیاد بہت گہری ہے۔ میں اس کا آپ سے کوئی ذکر نہیں کروں گا۔ میں خدشے کی بات کر رہا ہوں اور ہمارا یہ خدشہ اگر سچ ثابت ہو گیا

تو کافرستان پر ایک بار پھر تباہی اور بربادی کے بادل منڈلانا شروع ہو جائیں گے۔ کافرستان کو ایک بار پھر خوفناک اور تباہ کن مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے میں نے اور صدر صاحب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سے پہلے کہ کافرستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے والے مجرم یہاں آئیں۔ ان کا راستہ روکنے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کا انتظام کیا جا سکے۔ اس کے لئے ہمیں ایک ایسے انسان کی ضرورت ہے جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائے اور انہیں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھنے دے۔ اسی لئے ہم نے سیکرٹ سروس کو فعال اور انتہائی طاقتور بنانے کا سوچا ہے۔ آپ چونکہ ان سے بارہا شکست کھا چکے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کی جگہ کسی ایسے شخص کو سیکرٹ سروس کا چیف بنانا چاہتے ہیں جو ان سے بڑھ کر خوبیوں کا حامل ہو۔'' ــــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

''سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں جناب صدر سے بات کروں۔'' ــــــ شاگل نے کہا۔

''کیا مطلب۔ تم صدر صاحب سے کیا بات کرو گے۔'' پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

''سر۔ میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ میں اپنی تمام تر خامیوں کو دور کر چکا ہوں۔ میں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی بدل لیا ہے۔ اس کے علاوہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جس حد تک میں سمجھتا اور جانتا ہوں اتنا کوئی اور نہیں سمجھتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر مجھے صرف ایک

موقع اور دیا جائے اور مجھے ان کے مدمقابل کھڑا کیا جائے تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی اب میرے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ میں کافرستان کی زمین پر انہیں قدم نہیں رکھنے دوں گا۔ کافرستان کی زمین ان کے لئے اس قدر تنگ کر دوں گا کہ وہ اس بار کسی بھی طرح میرے ہاتھوں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے۔"۔۔۔۔ شاگل نے قدرے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا آپ ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ مگر عملی طور پر آپ جو کچھ کرتے ہیں اس کے مثبت نتائج نہیں ملتے۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"سر۔ یہ پہلے کی بات تھی۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ آپ ایک بار بلکہ آخری بار مجھ پر اعتماد کریں۔ اس بار میں ایسا انتظام کروں گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو سوائے ناکامیوں اور ہلاکت کے کچھ نہیں ملے گا۔"۔۔۔۔ شاگل نے بڑے ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر آپ اس قدر خود اعتماد ہیں تو میں صدر صاحب سے خود بات کرتا ہوں۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل کا بجھا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"سر۔ کیا آپ مجھے بطور ٹپ بتا سکتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کافرستان آنے کا خدشہ کیوں کیا جا رہا ہے۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"نہیں مسٹر شاگل۔ جب تک میری صدر مملکت سے بات نہیں ہو

جاتی اس وقت تک میں آپ سے کوئی بات شیئر نہیں کر سکتا۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے ویٹنگ روم میں تشریف رکھیں۔ میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں۔ پھر ان کا جو فیصلہ ہوگا۔ اس سے آپ کو بھی آگاہ کر دوں گا۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا تو شاگل کا چہرہ ایک بار پھر بجھ گیا اور پھر وہ اٹھا اور پرائم منسٹر کو سیلوٹ کر کے ان کے آفس سے باہر آ کر ویٹنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں شدید پریشانی اور الجھن مترشح تھی اور اس کا دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ صدر مملکت، پرائم منسٹر کی بات مان جائیں۔ عمران اور اس کے ساتھی جو نہ جانے کس مقصد کے لئے کافرستان میں آ رہے ہیں۔ وہ ایک بار پھر ان کے مدمقابل آنا چاہتا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر اسے موقع مل گیا تو وہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ایسی تیز ترین اور تباہ کن کارروائیاں کرے گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کافرستان کی زمین پر قدم رکھنے بھی مشکل ہو جائیں گے۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے اسے سیکرٹ سروس سے الگ کیا گیا تھا۔ ویسے بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اس کا متعدد بار ٹکراؤ ہوا تھا اور وہ واقعی ان کے مقابلے میں قطعی طور پر ناکامیوں سے ہی دوچار ہوا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا کسی طرح عمران سے ٹکراؤ ہو جائے اور وہ اس سے گن گن کر بدلے لے۔ اور اب جبکہ عمران اور اس کے ساتھی پھر

کسی مقصد کے لئے کافرستان آنے والے تھے تو پرائم منسٹر اور کافرستانی صدر نے اسے ایک بار پھر اس کے عہدے سے ہٹانے کا مژدہ سنا دیا تھا۔ سیکرٹ سروس سے دوسری بار الگ ہونے کے خیال سے ہی شاگل کو پسینے آ رہے تھے۔

وہ پریشانی کے عالم میں ویٹنگ روم میں آ کر ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر منرل واٹر کی بوتل اور نفیس گلاس پڑا تھا۔ لیکن وہ جب سے یہاں آیا تھا۔ اس نے پانی کی بوتل کی طرف دیکھا تک نہ تھا۔ اچانک اس کی نظر بوتل پر پڑی تو اس نے چونک کر اسے اٹھایا اور ڈھکن کھول کر پانی گلاس میں ڈالنے کی بجائے اس نے بوتل کو ہی منہ لگا لیا اور غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ اسی لمحے ویٹنگ روم میں پرائم منسٹر کا ملٹری سیکرٹری داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی شاگل نے فوراً بوتل منہ سے ہٹائی اور میز پر رکھ دی۔

”سر آپ کو پرائم منسٹر یاد کر رہے ہیں۔“ ـــــ ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں شاگل سے کہا اور شاگل یہ سنتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا اور ویٹنگ روم سے نکل کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا پرائم منسٹر کے آفس کی جانب چل پڑا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ شائد پرائم منسٹر نے صدر مملکت سے بات کر لی تھی اور صدر مملکت نے اس کے بارے میں نہ جانے کیا فیصلہ دیا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھا اور دوبارہ پرائم منسٹر کے آفس میں آ گیا۔ پرائم منسٹر کے چہرے پر بے حد سنجیدگی تھی۔

”سر۔“ ـــــ شاگل نے آفس میں داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”آئیں۔“ ـــــ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل آگے بڑھا اور پھر پرائم منسٹر کے اشارے پر وہ ایک بار پھر دھڑکتے دل کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

”میری جناب صدر سے بات ہو گئی ہے۔“ ـــــ پرائم منسٹر نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔“ ـــــ شاگل نے ان کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

”مسٹر شاگل۔ اس سے پہلے کہ میں آپ کو جناب صدر کا فیصلہ بتاؤں۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا کافرستان میں آنے کا خدشہ کیوں ہو رہا ہے۔“ ـــــ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل کے چہرے پر یکلخت بشاشت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ پرائم منسٹر کے یہ الفاظ اس بات کا ثبوت تھے کہ انہیں صدر مملکت کی طرف سے اس کے لئے یقیناً کوئی مثبت جواب ملا ہے۔

”یس سر۔ پلیز سر۔“ ـــــ شاگل نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ پرائم منسٹر نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر کوئی بٹن پریس کیا تو کمرے کے دروازے پر نہ صرف لاک لگ گیا بلکہ دیواروں پر ربڑ کی موٹی موٹی چادریں بھی چڑھتی چلی گئیں۔ پرائم منسٹر نے آفس کو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف کر دیا

تھا۔

"یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ جہاں کافرستان ایک سے بڑھ کر ایک ایٹمی میزائل بنا رہا ہے وہاں پاکیشیا بھی اپنے ایٹمی میزائلوں کو جدید سے جدید بنانے اور انہیں مین ٹارگٹ پر ہٹ کرنے کے آئے دن تجربات کرتا رہتا ہے اور اس سلسلے میں انہوں نے بے پناہ کامیابیاں بھی حاصل کر لی ہیں۔"——پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں۔ ان کی ٹیکنالوجی ہمارے میزائلوں کی ٹیکنالوجی سے کہیں زیادہ ایڈوانس ہے۔" شاگل نے کہا۔

"ہاں۔ اور اس ٹیکنالوجی کو ایڈوانس کرتے ہوئے انہوں نے اپنے تمام میزائلوں کو کمپیوٹرائزڈ لانچرز میں ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا ہے۔ کمپیوٹرائزڈ لانچر ٹیکنالوجی انہیں حال ہی میں حکومت شوگران نے فراہم کی تھی۔ ان کمپیوٹرائزڈ لانچر کو کمپیوٹر لانچنگ سسٹم بھی کہا جاتا ہے جسے کوڈ میں سی ایل سسٹم بھی کہا جاتا ہے۔ سی ایل سسٹم کے تحت چلنے والے تمام میزائلوں کی رفتار نہ صرف دس گنا بڑھ جاتی ہے بلکہ وہ سو فیصد اپنے اس ٹارگٹ کو ہٹ کرتے ہیں جن کے لئے انہیں پروگرام کیا گیا ہو۔"——پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں اس جدید ٹیکنالوجی سے بخوبی واقف ہوں۔ ایسی ہی ٹیکنالوجی ہمیں بھی روسیاہ نے فراہم کی ہے جو شوگرانی ٹیکنالوجی سے کہیں زیادہ ایڈوانس ہے۔"——شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر اسے تیز

نظروں سے گھورنے لگے۔

"تمہارا بیچ میں مداخلت کرنا ضروری ہے۔"——پرائم منسٹر نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو شاگل بوکھلا گیا۔

"اوہ۔ نہیں سر۔ سوری سر۔ آئی ایم رئیلی سوری۔"——شاگل نے جلدی سے کہا۔

"ہمارے فارن ایجنٹس نے شوگرانی سی ایل سسٹم کے بارے میں جاننے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں مگر انہیں کوئی کامیابی نہیں ملی۔ نہ ہی انہیں اس بات کا علم ہو سکا تھا کہ پاکیشیا کو کتنی تعداد میں سی ایل سسٹم فراہم کئے گئے ہیں اور پاکیشیا نے ان سی ایل سسٹم کو کہاں اور کن لوکیشنز پر ایڈجسٹ کیا ہے۔ جس پر ہمیں بے حد تشویش تھی۔ سی ایل سسٹم سے ایٹمی میزائل مخصوص کوڈز کے ذریعے فائر کیا جاتا ہے۔ کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا میں ایسے کوڈز فیڈ کر دیئے جاتے ہیں جن کی ایڈجسٹمنٹ کے بعد محض ایک بٹن پریس کرنے سے ایک وقت میں کئی میزائل فائر کئے جا سکتے ہیں۔ پھر ان میزائلوں کو نہ کسی طرح سے روکا جا سکتا ہے اور نہ انہیں راستے میں ہٹ کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال ہمیں ان سی ایل سسٹم کا کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اور انہوں نے سی ایل سسٹم میں میزائل لانچ کر کے انہیں اپنے مخالف ملکوں پر ٹارگٹ کرنا بھی شروع کر دیا۔ اب وہ ایک بٹن دبا کر کافرستان پر درجنوں میزائلوں کی بارش کر سکتے ہیں۔ ان میزائلوں کو روکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی سسٹم کوئی ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ بہرحال پاکیشیا نے جن سائنسدانوں اور سافٹ

ویئر انجینئرز کے ساتھ مل کر سی ایل سسٹم میں میزائلوں کے جو کوڈز فیڈ کئے تھے وہ کوڈز ہمیں مل چکے ہیں اور اگر ان کوڈز میں معمولی ردوبدل کر دیا جائے تو سی ایل سسٹم میں موجود ایٹمی میزائل خود پاکیشیا کی تباہی کا باعث بن جائیں گے۔ کوڈز کی تبدیلی کی وجہ سے وہ پاکیشیا میں ہی بلاسٹ ہو جائیں گے اور پاکیشیا اپنے ہی بنائے ہوئے ایٹمی میزائلوں سے تباہی کا شکار ہو جائے گا۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھل اٹھا۔

”ویری گڈ۔ یہ تو ہمارے لئے واقعی ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔“ شاگل نے کہا۔

”ہاں۔ ان کوڈز کے ہمارے ہاتھ آتے ہی پاکیشیا کا تقریباً تمام میزائل سسٹم ہمارے کنٹرول میں آ چکا ہے اور ہم جب چاہیں تو یہاں بیٹھے بیٹھے پاکیشیا میں قیامت خیز تباہی لا سکتے ہیں۔ ایسی تباہی جو ان کے اپنے ہی بنائے ہوئے میزائلوں سے ہو گی اور دنیا کو اس بات کی کبھی خبر نہیں ہو گی کہ پاکیشیا کو تباہ کرنے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹانے میں ہمارا ہاتھ ہے۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

”فنٹاسٹک۔ رئیلی فنٹاسٹک سر۔ ان بلاسٹنگ کوڈز کے بل پر تو ہم جب چاہیں پاکیشیا کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔“ شاگل نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری رسائی ان سی ایل سسٹم تک ہو جائے جن پر ایٹمی میزائل نصب کئے گئے

ہیں۔ ان سی ایل سسٹم کی رسائی کے بعد ہی ہم ان کے اوریجنل کوڈز کو بدل سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

”اوہ۔ ایسا کب اور کیسے ممکن ہو گا سر۔“ ——— شاگل نے کہا۔

”اس کے لئے ہمارے سائنسدان اور سافٹ ویئر انجینئرز کام کر رہے ہیں۔ وہ ایسی ویوز بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جنہیں کسی طرح پورے پاکیشیا میں پھیلایا جا سکے۔ ان ویوز کے ذریعے سی ایل سسٹم کے پروگرامنگ کوڈز میں داخل ہوا جا سکے گا اور پھر اس پروگرامنگ میں موجود کوڈز کو بدلا جا سکے گا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کمپیوٹر ہیکر دوسرے کمپیوٹر کو ہیک کر کے اس کا نہ صرف تمام مواد حاصل کر لیتا ہے بلکہ اس کمپیوٹر میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں بھی کر سکتا ہے اور اس کمپیوٹر میں فالٹ بھی پیدا کر سکتا ہے۔“ ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

”میں سمجھ گیا۔ لیکن سر۔ کیا ہمارے انجینئرز اور سائنسدان ایسی ویوز بنا سکتے ہیں جو زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے سی ایل سسٹم تک پہنچ سکیں اور ان میں اپنی مرضی کی تبدیلیاں کر سکیں۔“ ——— شاگل نے کہا۔

”ہاں۔ ہمارے پاس ایک سے بڑھ کر ایک کمپیوٹر سافٹ ویئر انجینئر، پروگرامر اور سائنسدان موجود ہے اور ان کے پاس ایسی ٹیکنالوجی ہے جس کے ذریعے وہ اس ناممکن کو ممکن بنا سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے کام بھی شروع کر دیا ہے اور ابتدائی رپورٹ کے مطابق انہوں نے دس فیصد تک کامیابی بھی حاصل کر لی ہے۔“ پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔ سر وری گڈ۔ جہاں انہوں نے دس فیصد کامیابی حاصل کی ہے۔ وہاں وہ جلد ہی باقی کامیابی بھی حاصل کر لیں گے۔"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"ان کی کامیابی تو طے ہے۔ مگر ہمیں جو خطرات لاحق ہیں۔ میں اس سلسلے میں تم سے ڈسکس کرنا چاہتا ہوں۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ضرور سر۔ میں ہمہ تن گوش ہوں۔"۔۔۔ شاگل نے فوراً کہا۔

"سی ایل سسٹم کے کوڈز جسے بلاسٹنگ کوڈز یا بی سی کہاں جاتا ہے۔ ہمارے لئے بے حد اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم ویوز بنانے میں کامیاب ہو بھی جائیں تب بھی ہم اس صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ بی سی ہمارے پاس رہے۔ اور ہمیں خطرہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اگر ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو وہ یہاں بی سی حاصل کرنے آ سکتے ہیں ۔ اور ہمیں جس شکل میں بی سی ملے ہیں اسے نہ تو کاپی کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی دوسری جگہ نوٹ کیا جاسکتا ہے۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"کیا مطلب۔ ان کوڈز کو کاپی یا نوٹ کیوں نہیں کیا جا سکتا سر۔" شاگل نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کوڈز ایک ایسی ڈیٹا ڈرائیو میں ہیں جسے یا تو اوریجنل سی ایل سسٹم کے کمپیوٹرز پر چلایا جا سکتا ہے یا پھر ڈی ایس سپر کمپیوٹر پر۔ اور

اگر اس ڈرائیو کو کسی بھی دوسرے کمپیوٹر میں لوڈ کرنے یا کاپی کرنے کی کوشش کی گئی تو ڈرائیو میں موجود فائل سسٹم میں وائرس آ سکتا ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس ڈرائیو کو اسی صورت میں سپر ماسٹر کمپیوٹر پر لایا جائے گا جب اس کمپیوٹر سے ہائی ویوز تیار کر کے پاکیشیا میں پھیلائی جائیں گی۔ ہمیں جس نے ڈیٹا ڈرائیو مہیا کی ہے اس نے جان بوجھ کر اس ڈرائیو میں ایسی ای ایکس ای فائل بنا دی ہے جسے اوپن کر کے نہ تو نوٹ کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی اور ڈرائیو میں اسے لوڈ یا کاپی کیا جا سکتا ہے۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ وہ ڈرائیو کس نے مہیا کی تھی۔"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری کے ایک کمپیوٹر پروگرامر انجینئر نے ہمیں وہ ڈرائیو لاکھوں ڈالر میں فروخت کی تھی۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو دوبارہ اس انجینئر سے رابطہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہمیں ان کوڈز کی ایسی ڈیٹا ڈرائیو دے دے۔ جسے نوٹ بھی کیا جا سکے اور دوسرے کمپیوٹر ڈرائیو پر لوڈ اور کاپی بھی۔"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"نہیں۔ اب ایسا ممکن نہیں ہے۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"وہ کیوں سر۔ کیا ہمارا اس انجینئر سے رابطہ نہیں ہے۔"۔۔۔ شاگل نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں۔ رقم حاصل کرنے کے بعد وہ فرار ہو گیا تھا۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے۔

"اوہ۔ تب تو واقعی مشکل ہو جائے گی۔ یہاں ایک سوال اور بھی

پیدا ہوتا ہے سر۔ اگر اجازت ہو تو۔'' ـــــ شاگل نے کہا۔

''کیا۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

''اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اس نے ہمیں جو بلاسٹنگ کوڈز دیئے تھے وہ اصلی ہیں۔ یہ بھی تو ممکن ہے اس پروگرامر نے دولت کے حصول کے لئے ہمیں غلط کوڈز دے دیئے ہوں۔'' ـــــ شاگل نے کہا۔

''نہیں۔ ایٹمی لیبارٹری کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے اس نے جو کوڈز ڈاؤن لوڈ کئے تھے۔ اس وقت اس کے ہمراہ ہمارا ایک فارن ایجنٹ بھی تھا جسے وہ پروگرامر وہاں اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس ایجنٹ کو ان کوڈز کی کافی حد تک معلومات تھیں۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ پروگرامر نے اس کے ساتھ کوئی چالاکی نہیں کی تھی۔ لیکن جب ڈیٹا ڈرائیو یہاں لایا گیا۔ تب پتہ چلا کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو ایسا ڈرائیو ہے جسے کمپیوٹر پر صرف ایک بار ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اور ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں سے یہی خطرہ ہے کہ وہ اس ڈیٹا ڈرائیو کے حصول کے لئے یہاں آسکتے ہیں۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھ گیا سر۔ اب آپ یہ بتا دیں کہ جناب صدر نے میرے بارے میں حکم دیا ہے۔ اگر انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بار میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں آئے تو میں انہیں کسی بھی طرح اس ڈیٹا ڈرائیو تک نہیں پہنچنے دوں گا۔ وہ یہاں آئے تو زندہ

لوٹ کر نہیں جائیں گے۔ اس بار ان کو بھیانک اور دردناک موت کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا۔'' ـــــ شاگل نے کہا۔

''صدر مملکت نے میری سفارش پر تمہیں ایک اور موقع دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب تم نے ثابت کرنا ہے کہ تم واقعی اس اہل ہو کہ تم ہی کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف رہ سکتے ہو۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل کے کملایا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

''تھینک یو۔ تھینک یو سر۔ آپ نے میری سفارش کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں آپ کا یہ اعتماد کبھی نہیں ٹوٹنے دوں گا۔ اور میں اس بار حقیقتاً آپ کو یہ ثابت کر کے دکھا دوں گا کہ عمران اور اس کے ساتھی کافرستانی سیکرٹ سروس کے سامنے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ اول تو وہ یہاں نہیں آئیں گے اور اگر وہ آگئے تو میں ان کے ٹکڑے اڑا دوں گا۔'' ـــــ شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ تھینک یو سر ویری مچ۔'' ـــــ شاگل نے کہا۔

''اور کوئی بات۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔ ایک دو باتیں ہیں اگر اجازت دیں تو۔'' ـــــ شاگل نے کہا۔

''پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے۔'' ـــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

''بلاسٹنگ کوڈز کی ڈیٹا ڈرائیو پاکیشیا کے کس شخص سے حاصل کی گئی

تھی۔ اب وہ ڈرائیو کہاں ہے اور ویوز تیار کرنے والے انجینئرز اور سائنسدان کون ہیں اور وہ کہاں ہیں۔ اگر آپ مجھے ان کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دیں تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی یہاں آمد پر ان کا بہتر انداز میں احاطہ کر سکوں گا۔'' ــــــ شاگل نے کہا اور اس کی بات سن کر پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر انہوں نے میز کی سائیڈ دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ جلد والی فائل نکال لی۔ فائل پر ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ تھے۔

''اس فائل کا مطالعہ کر لو۔ تمہیں تمہاری تمام باتوں کا جواب مل جائے گا۔'' ــــــ پرائم منسٹر نے کہا اور فائل شاگل کے آگے کر دی۔

''اوہ۔ یس سر۔ تھینک یو سر۔ کیا اس فائل کو میں ساتھ لے جا سکتا ہوں تاکہ میں اسے اطمینان سے پڑھ سکوں۔'' ــــــ شاگل نے کہا۔

''لے جاؤ۔ مگر کل تک یہ مجھے واپس کر دینا۔ اس فائل کی مجھے ایک رپورٹ بنا کر صدر مملکت کو دینی ہے۔'' ــــــ پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فائل اٹھا کر پرائم منسٹر کو سیلوٹ کیا اور واپس جانے کے لئے جونہی مڑا پرائم منسٹر نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر بٹن پریس کر کے دروازے کا لاک کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی دیواروں پر ربڑ کی تہیں بھی سمٹتی چلی گئی تھیں۔

عمران صوفے میں دھنسا صبح کا اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔ سلیمان سودا سلف لینے کے لئے بازار گیا ہوا تھا۔ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر فون کی جانب دیکھا اور اخبار ایک طرف رکھ کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس علی عمران۔ بندہ نادان ولد سر عبدالرحمان سپیکنگ۔'' عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

'' سلطان سپیکنگ۔'' ــــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''سوری۔ رانگ نمبر۔'' ــــــ عمران نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھنے لگا ہی تھا کہ سر سلطان کی آواز آئی۔

''فوراً آفس آ جاؤ۔ تمہارے لئے ایک بری خبر ہے۔'' دوسری طرف سے سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

''بری خبر۔ ارے باپ رے۔ کہیں میری ہونے والی نے مجھے چھوڑ کر آپ کے ساتھ گھر بسانے کا فیصلہ تو نہیں کر لیا۔'' ـــــــ عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسری طرف سے سر سلطان نے رابطہ کاٹ دیا تھا۔

''بری خبر۔ میرے لئے۔ اللہ اپنا رحم کرے۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی اور ایک بھی بچہ نہیں ہوا۔ پھر میرے لئے صبح صبح سر سلطان کے پاس کیا بری خبر ہو سکتی ہے۔'' ـــــــ عمران نے رسیور رکھ کر حیرت بھرے انداز میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ سر سلطان کی آواز میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ ورنہ وہ عمران کی کسی، نہ کسی بات پر ہنستے ضرور تھے۔ عمران نے اپنی طرف سے انہیں ہنسانے کے لئے ہی وہ سب کچھ کہا تھا۔ مگر سر سلطان جیسے اس کی کسی بات پر توجہ ہی نہیں دے رہے تھے۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

دوسرے کمرے میں جا کر اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر وہ فلیٹ سے نکل آیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر میں بیٹھا سیکرٹریٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سر سلطان کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

''اگر جان کی امان پاؤں تو سنجیدگی کے بادشاہ جناب سر سلطان کے دیوان خاص میں علی عمران ولد سر عبدالرحمٰن قوم چنگیز خان قدم رنجہ ہونے کی جرأت کر سکتا ہے۔'' ـــــــ عمران نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا جو انتہائی سے ایک فائل پر جھکے ہوئے تھے۔ اس کی آواز سن

کر انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''اوہ۔ تم۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔'' ـــــــ سر سلطان نے کہا۔ ان کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی کے تاثرات تھے۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ بندہ اس عزت افزائی کے لئے جناب کو کورنش بجا لاتا ہے۔'' ـــــــ عمران نے آگے بڑھ کر سر سلطان کو باقاعدہ شاہی انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''عمران پلیز۔'' ـــــــ سر سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''حیرت ہے۔ آج تک میں خود کو علی عمران ولد سر عبدالرحمٰن قوم چنگیز خان ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سمجھتا رہا ہوں۔ آج مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا اصل نام عمران پلیز ہے۔ واہ کس قدر پرکشش اور خوبصورت نام ہے۔ عمران پلیز۔ یہ نام میں جب اپنی اس سے سنوں گا تو کانوں کو کس قدر بھلا لگے گا۔ وہ کہے گی عمران پلیز یہ کرنا۔ عمران پلیز وہ کرنا۔ عمران پلیز۔ پلیز۔'' ـــــــ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یہاں آؤ اور بیٹھ جاؤ۔ مجھے تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔'' ـــــــ سر سلطان نے جیسے اس کی سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

''اگر رشتے کی بات کرنی ہے تو میں ہمہ تن گوش ہوں۔'' عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا تم تھوڑی دیر کے لئے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔'' ـــــــ سر سلطان نے اسے غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''اگر میں سنجیدہ ہو گیا تو پھر آپ کو رنجیدہ ہونا پڑے گا۔ رنجیدہ ہونا صحت کے لئے برا ہوتا ہے۔ اس لئے نہ آپ رنجیدہ ہوں اور نہ مجھے سنجیدہ ہونے کے لئے کہیں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''کیا تم پاکیشیا کی تباہی برداشت کر سکتے ہو۔'' ——— سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔'' ——— عمران نے بری طرح سے چونک کر کہا۔ پاکیشیا کی تباہی کا سن کر اس کے چہرے پر یکلخت حماقت کے نقاب غائب ہو گئے تھے۔ یہ دیکھ کر سر سلطان نے سکون کا سانس لیا۔

''پاکیشیا ایک انتہائی نازک اور خوفناک صورتحال کا شکار ہونے جا رہا ہے عمران اور یہ صورتحال پاکیشیا کی مکمل تباہی اور بربادی میں بھی بدل سکتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم سنجیدگی اختیار کرو اور میری بات غور سے سنو۔'' ——— سر سلطان نے کہا۔

''فرمائیں۔ میں سنجیدہ ہوں۔'' ——— عمران نے واقعی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک نظر اس فائل کو دیکھ لو پھر بات کرتے ہیں۔'' ——— سر سلطان نے کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ان سے فائل لی۔ فائل میں چند پرنٹڈ صفحات تھے۔ جس پر ٹاپ سیکرٹ کے الفاظ تھے۔ عمران نے پہلے صفحے پر نظر ڈالی اور پھر وہ اس فائل میں منہمک ہو گیا۔ جوں جوں وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کی فراخ پیشانی پر بل پڑتے جا رہے تھے۔ کچھ دیر تک وہ فائل کے

صفحات پڑھتا رہا۔ پھر اس نے آخری صفحہ پڑھا اور فائل بند کر دی۔ اس کے چہرے پر یکلخت چٹانوں جیسی سختی اور سنجیدگی کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو گئے تھے۔

''کہاں سے ملی ہے یہ فائل آپ کو۔'' ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ فائل ریحان ملک نے مجھے ذاتی طور پر بھجوائی ہے۔ سپیشل کوریئر کے ذریعے۔'' ——— سر سلطان نے کہا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا اگر اس نے یہ سب کام کیا ہے تو اس نے یہ ساری تفصیل آپ کو کیوں بتا دی ہے۔ اس ساری تفصیل سے وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔'' ——— عمران نے کہا۔

''شاید اس کا ضمیر زندہ ہو اور اس نے جو کچھ بھی کیا ہو اس پر وہ پشیمان ہو۔'' ——— سر سلطان نے کہا۔

''ہونہہ پشیمان۔ جان بوجھ کر ملک سے غداری کرنے والا کسی بات سے پشیمان ہو کر اپنے گناہوں کی تلافی کرے۔ میں اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔'' ——— عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''پھر تم ہی بتاؤ۔ جب اس نے ملک سے غداری کر کے سب کچھ دشمنوں کے حوالے کر دیا تھا اور اس کے بدلے کثیر رقم بھی حاصل کر لی تھی تب اسے اس طرح ہمیں سب کچھ بتانے کی کیا ضرورت تھی۔ جو کام اس نے کیا تھا وہ خاموشی سے اور انتہائی ذہانت سے کیا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو وہ اپنے اس فعل کو چھپا بھی سکتا تھا۔ مگر اس نے ایسا

نہیں کیا۔ اس نے ساری تفصیلات مجھے بھیج دی ہیں۔"——سر سلطان نے کہا۔

"اس میں کایا پلٹ کیوں اور کیسے ہوئی ہے۔ اس کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتا ہے۔ آپ نے سر داور سے بات کی ہے۔ کیا ریحان ملک اب بھی لیبارٹری میں ہی ہے۔"——عمران نے سر جھٹک کر پوچھا۔

"نہیں۔ میری کسی سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ معاملہ بے حد اہم اور حساس نوعیت کا ہے۔ ابھی ایک گھنٹہ قبل فائل مجھے موصول ہوئی۔ میں نے اسے پڑھا تو تمہیں بلا لیا تاکہ اس کا جلد سے جلد ازالہ کیا جاسکے۔ اور چونکہ اس معاملے کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ فی الوقت اس کے بارے میں کسی اور کو علم ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہر طرف کہرام مچ جائے گا۔ حکومت کی بنیادیں تک ہل جائیں گی۔"——سر سلطان نے کہا۔

"مجھے اس سلسلے میں سر داور سے بات کرنی ہوگی۔ جب تک میں ان کو اعتماد میں نہیں لے لیتا۔ اس سلسلے میں مزید پیشرفت ممکن نہیں ہو سکتی۔"——عمران نے کہا۔

"کیا بات کرو گے تم ان سے۔ کس طرح تم انہیں اعتماد میں لو گے۔"——سر سلطان نے کہا۔

"اس کے بارے میں ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"——عمران نے کہا پھر اس نے ان کا ایک فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔"——دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ میری سر داور سے بات کرائیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں۔"——دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس داور سپیکنگ۔"——چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر داور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں۔"——عمران نے کہا تو اس کے لہجے سے سنجیدگی کا عنصر غائب ہوتے دیکھ کر سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ حالانکہ جس طرح عمران سنجیدہ نظر آ رہا تھا اور اس نے سر داور سے بات کرنے کے لئے جس سنجیدگی سے اپنا نام لیا تھا اس سے سر سلطان کا خیال تھا کہ وہ سر داور سے بھی اسی انداز میں بات کرے گا۔ مگر اب اس کا بدلا ہوا انداز اس بات کا غماز تھا کہ وہ سنجیدہ ہو کر بھی سنجیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔

"اگر اس بدزبانی سے پہلے سلام و دعا ہو جاتی تو کیا وہ بہتر نہیں تھا۔"——دوسری طرف سے سر داور کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔ انہوں نے بذبان کو بڑی خوبصورتی سے بدزبانی میں بدل دیا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ میں بھول ہی گیا تھا۔ اسلام و علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ عزت مآب جناب قبلہ و کعبہ حضور ظل سبحانی آپ کے کیا حال ہیں۔ ویسے آپ ناراض کیوں ہیں۔"——عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی تھی۔

"وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میں خیریت سے ہوں۔ اور یہ تم نے کیا کہا کہ میں ناراض کیوں ہوں۔ کس سے۔ میں بھلا کسی سے ناراض کیسے ہو سکتا ہوں۔"——— دوسری طرف سے سر داور کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مجھے آپ کے لب و لہجے سے شک ہوا تھا جیسے آپ مجھ سے ناراض ہوں۔"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔" دوسری طرف سے سر داور نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ اور سنائیں کیا ہو رہا ہے آج کل۔ آپ ناراض کیوں ہیں۔"——— عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے اپنے کام میں ہی مصروف ہوں اور میں کیا کام کرتا ہوں یہ تم جانتے ہی ہو۔ اور میں نے تم سے کہا ہے نا کہ میں ناراض نہیں ہوں۔"——— دوسری طرف سے سر داور نے کہا۔

"شکریہ۔ شکریہ۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے کہ آپ ناراض نہیں ہیں۔ مگر۔"——— عمران کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر۔ مگر کیا۔"——— دوسری طرف سے سر داور نے کہا۔

"آپ ناراض کیوں ہیں۔"——— عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر سر سلطان کے ہونٹوں پر بھی بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"پھر وہی بات۔ کیا تمہاری ہر بات اسی ایک جملے پر ہی اٹک گئی ہے جو بار بار ایک ہی بات کر رہے ہو۔"——— دوسری طرف سے سر

داور نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میری زبان صرف ایک جملے پر کیسے اٹک سکتی ہے۔ میں تو آپ سے صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ ناراض کیوں ہیں۔"——— عمران نے کہا۔

"لگتا ہے تم نے فون اپنا اور میرا وقت برباد کرنے کے لئے کیا ہے۔"——— دوسری طرف سے سر داور نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا نا کہ آپ ناراض ہیں۔ مگر کیوں۔ آپ ناراض کیوں ہیں۔"——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"عمران۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔"——— دوسری طرف سے سر داور نے تیز لہجے میں کہا۔

"فون تو آپ بند کر ہی دیں گے۔ مگر یہ تو بتا دیں کہ آپ ناراض کیوں ہیں۔"——— عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کٹاک سے فون بند کر دیا گیا۔

"ارے باپ رے۔ وہ تو سخت ناراض ہیں۔ دیکھا آپ نے انہوں نے فون ہی بند کر دیا۔"——— عمران نے سر سلطان کی طرف بے چارگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آخر تمہیں بیٹھے بٹھائے ہو کیا جاتا ہے۔ اچھے بھلے سنجیدہ ہوتے ہو پھر یکدم پٹڑی سے اتر جاتے ہو۔"——— سر سلطان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ بڑے بزرگوں کے سامنے بیٹھتے ہی میرے دماغ کے انجن کی بیٹری ڈاؤن ہو جاتی ہے اور پھر گاڑی خود بخود پٹڑی سے اتر جاتی ہے۔"——عمران نے دوبارہ نمبر پریس کرتے ہوئے کہا تو سر سلطان خاموش ہو گئے۔

"دیکھو عمران۔ میرے پاس تمہاری فضول باتیں سننے کے لئے وقت نہیں ہے۔ اگر تمہیں مجھ سے کوئی کام ہے تو ٹو دی پوائنٹ بات کرو ورنہ اگلی بار میں تمہارا فون نہیں سنوں گا۔"——دوسری طرف سے رابطہ ملتے ہی سر داور کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

"آپ تو سچ مچ ناراض ہو گئے ہیں۔ میں تو آپ سے صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ آپ۔"——عمران نے اتنا ہی کہا تھا کہ دوسری طرف سے ایک بار پھر رابطہ کاٹ دیا گیا۔ شاید سر داور اس کی باتوں سے زچ ہو گئے تھے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"عمران۔ سر داور عمر اور رتبے میں مجھ سے بھی بڑے ہیں۔ ان سے بات کرتے ہوئے کچھ تو خیال کر لیا کرو۔"——سر سلطان نے اسے رسیور کریڈل پر رکھتے دیکھ کر کہا۔

"سر داور تو سر داور۔ اب تو آپ بھی مجھے ناراض لگ رہے ہیں۔ وہ نہیں بتاتے تو آپ ہی بتا دیں۔"——عمران نے کہا۔

"کیا بتا دوں۔"——سر سلطان نے کہا۔

"یہی کہ آپ ناراض کیوں ہیں۔"——عمران نے کہا تو سر

سلطان اسے گھور کر رہ گئے۔

"اب مجھ پر الٹ پڑے ہو۔"——سر سلطان نے بے اختیار مسکرا کر کہا۔

"تو کیا کروں۔ آپ کے سوا یہاں کوئی اور نظر بھی تو نہیں آ رہا۔" عمران نے جواباً مسکرا کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب کہاں جا رہے ہو۔"——سر سلطان نے پوچھا۔

"اب مجھے ریڈ لیبارٹری میں جا کر سر داور سے ملنا پڑے گا۔ وہ پتہ نہیں مجھ سے اس قدر ناراض کیوں ہیں کہ فون پر میری کوئی بات ہی نہیں سن رہے۔ اب یہ بات ان سے میں لیبارٹری میں ہی جا کر پوچھوں گا۔"——عمران نے میز پر رکھی فائل اٹھاتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا یہ فائل تم انہیں دکھاؤ گے۔"——سر سلطان نے اسے فائل اٹھاتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ فائل کے حوالے سے مجھے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے تدارک کا وہ خود ہی کوئی حل نکال لیں۔" عمران نے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران نے انہیں سلام کیا اور وہاں سے نکل کر ریڈ لیبارٹری کی طرف روانہ ہو گیا۔ اگلے ایک گھنٹے بعد وہ ریڈ لیبارٹری میں سر داور کے سامنے تھا۔ وہ عمران کو لے کر اپنے آفس میں آ گئے تھے۔

"اگر یہاں یہ پوچھنے آئے ہو کہ میں ناراض کیوں ہوں تو فوراً

واپس چلے جاؤ۔ میں بہت مصروف ہوں۔ صرف چند لمحوں کے لئے لیبارٹری سے نکل کر تمہاری بات سننے آیا ہوں۔ گیٹ سے تم نے اگر یہ نہ کہا ہوتا کہ ملکی مفادات کا معاملہ ہے تو میں شاید تمہیں لیبارٹری کے اندر بھی نہ آنے دیتا۔"۔۔۔۔۔۔ سر داور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"آپ ناراض کیوں ہیں اس کے بارے میں آپ سے میں پھر کبھی پوچھ لوں گا۔ فی الحال تو میں آپ کے لئے یہ ایک فائل لایا ہوں۔ جو آپ کی لیبارٹری کے ایک سپیشل کمپیوٹر سافٹ ویئر انجینئر ڈاکٹر ریحان ملک نے سر سلطان کو ارسال کی تھی۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے فائل ان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ریحان ملک۔ کیا مطلب۔ اس نے کون سی فائل سر سلطان کو بھیجی تھی۔ کیا ہے اس میں۔"۔۔۔۔۔۔ سر داور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خود ہی دیکھ لیں۔"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سر داور چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے سر جھٹک کر فائل کھولی اور اسے پڑھنے لگے اور پھر وہ اچانک اسی بری طرح سے اچھلے جیسے اچانک ان کی کرسی میں ہزاروں وولٹ کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ ریحان ملک۔ یہ۔ اس نے کیا لکھا ہے۔ بلاسٹنگ کوڈز اس نے لیبارٹری کے سپر کمپیوٹرز سے نکال کر کافرستانی ایجنٹوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔"۔۔۔۔۔۔ سر داور نے ہکلاتے ہوئے

کہا۔

"آگے پڑھیں۔ پوری فائل دیکھیں۔ پھر بات کرتے ہیں۔" عمران نے کہا تو سر داور جلدی جلدی فائل پڑھنے لگے۔ جوں جوں وہ فائل پڑھتے جا رہے تھے ان کا رنگ اڑتا جا رہا تھا اور ان کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے ساتھ ساتھ شدید غصے کے تاثرات بھی نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔

"اوہ۔ میرے خدا۔ یہ کیا ہو گیا۔ یہ ریحان ملک نے کیا کر دیا۔ اس نے پاکیشیا کی بقاء اور سالمیت داؤ پر لگا دی۔ ایٹمی میزائلوں کے کوڈز اس نے کافرستان کے حوالے کر دیئے ہیں۔ اف۔ اگر کافرستانی ان کوڈز میں ردوبدل کر دیں اور ان کوڈز کو دوبارہ سوپر کمپیوٹرز میں فیڈ کر دیا جائے تو ہمارے میزائل وہ ہمارے ہی خلاف استعمال کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ ریحان ملک غدار اور اس قدر گرا ہوا انسان ہو سکتا ہے اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔"۔۔۔۔۔۔ سر داور نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس فائل کے مطابق ڈاکٹر ریحان ملک جو آپ کی ریڈ لیبارٹری میں سپیشل سافٹ ویئر انجینئر کمپیوٹر کوڈز میکر اور ڈیٹا میکر ہے۔ اس نے اپنے ہی بنائے ہوئے کوڈز ایک ڈیٹا ڈرائیو میں منتقل کر کے کافرستانی ایجنٹوں کو فروخت کر دیئے ہیں۔ وہ لیبارٹری میں باقاعدہ ایک کافرستانی ایجنٹ کو لایا تھا۔ اس نے اس کے سامنے ہی سارا ڈیٹا کمپیوٹر سے نکال کر اسے دیا تھا۔ اب ایک تو ان میزائلوں کے کوڈز

کافرستان پہنچ چکے ہیں۔ دوسرے ریڈ لیبارٹری کا محل و وقوع بھی انہیں معلوم ہو گیا ہے۔ جو سب سے بڑی اور خطرناک بات ہے۔ ریحان ملک نے یہ سب کچھ دولت کے حصول کے لئے کیا تھا اور پھر اس نے اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد اپنے جرم کو چھپانے کے بجائے ساری تفصیل لکھ کر سر سلطان کو بھیج دی جو میرے لئے حیران کن بات تھی۔ اسی لئے اس فائل کو لے کر میں آپ کے پاس آ گیا ہوں۔'' ـــــ عمران کہتا چلا گیا۔

''لیکن ریحان ملک ہے کہاں۔ وہ پچھلے کئی روز سے لیبارٹری میں نہیں آیا ہے اور نہ ہی وہ اپنی رہائش گاہ پر ہے۔'' ـــــ سر داور نے کہا۔

''کیا آپ نے اس کی رہائش گاہ پر کسی کو بھیجا تھا۔'' ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے ایک دو بار اس کا پتہ کرایا تھا مگر اس کی رہائش گاہ کو تالا لگا ہوا ہے۔ اس کا سیل فون بھی آف ہے۔ مجھے اس سے چند ضروری کمپیوٹرائزڈ معلومات پر ڈسکس کرنی تھی مگر وہ نجانے کہاں چلا گیا ہے۔ اب اس فائل کو دیکھ کر لگ رہا ہے کہ وہ پاکیشیا میں نہیں ہے۔ کافرستانی دولت حاصل کر کے وہ یہاں سے فرار ہو گیا ہے۔'' سر داور نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ضروری نہیں کہ وہ فرار ہوا ہو۔ ایسے کام کرانے کے بعد ہو سکتا ہے کافرستانی ایجنٹوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو۔ وہ ایسے معاملات میں

کسی قسم کا کوئی رسک لینا پسند نہیں کرتے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر۔'' ـــــ سر داور نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''پھر کیا۔ آپ مجھے ریحان ملک کے بارے میں تفصیل بتائیں۔ وہ ریڈ لیبارٹری کب سے تھا اور یہاں اس کی ذمہ داریاں کیا کیا تھیں۔'' ـــــ عمران نے پوچھا۔

''وہ پچھلے دو سالوں سے یہاں تھا۔ بے حد شریف، خوش مزاج اور انتہائی ذہین انسان تھا۔ اس نے ماسٹر کرنے کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر پروگرامنگ اور کوڈ ورڈنگ کی بھی سپیشل ڈگریاں حاصل کر رکھی تھیں۔ اسے یہاں کوڈ ورڈنگ میکنگ کا بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ نئے اور جدید کوڈ ایجاد کر کے ان کی پروگرامنگ کرتا تھا اور ان کوڈز کی کمپیوٹر میں فیڈنگ بھی خود ہی کرتا تھا۔ یہ ایسا کام تھا جس کے لئے اسے اپنے ساتھ کسی اسسٹنٹ کو بھی رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ریڈ لیبارٹری میں اور بہت سے کمپیوٹر ہیں مگر سپیشل فائر ڈیٹا کمپیوٹر صرف ایک ہی ہے جس کا وہ انچارج تھا۔ اس کمپیوٹر میں دس ایٹمی میزائلوں کے سپیشل کوڈز فیڈ کئے گئے تھے جن سے کافرستان کے دس بڑے اور حساس شہروں کو رینج میں لے کر انہیں ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ اس ماسٹر کمپیوٹر کی مدد سے ان دس میزائلوں کو ایک ساتھ فائر کیا جا سکتا تھا جو اپنی پاور سے دوگنی رفتار پر پرواز کرتے ہوئے اپنے ٹارگٹ پر ہٹ ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے۔'' ـــــ سر داور تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ تو بے حد حیران کر دینے والی بات بتا رہے ہیں کہ اس

کا یہاں کوئی اسسٹنٹ نہیں تھا۔ اگر ریحان ملک کو واقعی کچھ ہو گیا ہو تو اس کمپیوٹر کو اور اس سے منسلک میزائلوں کو اب کون ہینڈل کرے گا۔“ ــــــ عمران نے کہا۔

”اسی بات سے تو میں پریشان ہو رہا ہوں۔“ ــــــ سرداور نے کہا۔

”ریحان ملک نے آپ کو کبھی یہ بتایا تھا کہ ضرورت پڑنے پر ان سپیشل کوڈز کو تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔“ ــــــ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے جو پروگرامنگ کی ہے۔ اگر اس پروگرامنگ کو کسی بھی وجہ سے تبدیل کیا جانا مقصود ہو تو اس کے لئے چند ایک بنیادی کوڈز بدلنے پڑیں گے۔ مگر ان کوڈ کے لئے بھی باقاعدہ پروگرامنگ کرنی پڑے گی اور یہ بھی صرف وہی جانتا تھا۔“ ــــــ سرداور نے کہا۔

”اس نے فائل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں اس نے ایک ایسا کوڈ لاک لگا رکھا ہے جسے بدلنا یا اوپن کرنا ناممکن ہے۔ اگر اس کوڈ کو بدلنے یا غلط طریقے سے کھولنے کی کوشش کی گئی تو اس کمپیوٹر سے منسلک دس کے دس میزائل تکنیکی فالٹ کی وجہ سے یہیں بلاسٹ بھی ہو سکتے ہیں۔“ ــــــ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس نے مجھ سے اس بات کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ بے حد ذہین تھا۔ مجھے چونکہ وہ اپنے کام میں ماہر اور محب وطن نظر آتا تھا۔ اسی

لئے میں نے اس کے کام میں کبھی مداخلت نہیں کی تھی۔ سارے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کا وہ یہاں اکیلا ہی انچارج تھا۔“ ــــــ سرداور نے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ اگر ہم نے ان کمپیوٹروں کو چھیڑنے یا ان میں کسی بھی کوڈ کی تبدیلی کی کوشش کی تو ہمارے لئے بے پناہ مشکلات کھڑی ہو سکتی ہیں۔ اور ریحان ملک کے کہنے کے مطابق اگر واقعی یہ میزائل یہاں بلاسٹ ہو گئے تو پاکیشیا میں تو قیامت آ جائے گی۔“ عمران نے پریشانی کے عالم میں ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس خوفناک تباہی سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ریحان ملک خود یہاں آ جائے۔“ ــــــ سرداور نے کہا۔

”مجھے تو ایسا ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔“ ــــــ عمران نے کہا۔

”تب تو صورت حال بہت خوفناک ہو جائے گی عمران۔“ ــــــ سرداور نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”کیا ان میزائلوں کو اس کمپیوٹر سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ ممکن نہیں ہے۔ تمام میزائل کمپیوٹرائزڈ لانچروں میں فکسڈ ہیں۔ انہیں کھولنے یا ان میں سے ایٹمی مواد نکالنے کی کوشش بھی کی گئی تو وہ سب کچھ ہو جائے گا جس کے تصور سے ہی روح کانپ جاتی ہے۔ البتہ ان میزائلوں کو اسی ماسٹر کمپیوٹر سے الگ کیا جا سکتا ہے جب کمپیوٹر کوڈز کے بغیر اوپن ہو ورنہ نہیں۔“ ــــــ سرداور نے کہا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کافرستان نے اس قدر خطیر رقم دے کر کوڈز کیوں حاصل کئے ہیں۔ وہ ان کوڈز کا کیا کریں گے۔ جب تک کوڈز میں تبدیلیاں لا کر انہیں دوبارہ اس ماسٹر کمپیوٹر میں پروگرام نہ کر دیا جائے اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کوڈز میں چاہے جتنی مرضی تبدیلیاں کر دیں مگر ان بدلے ہوئے کوڈز کو یہاں لانا اور انہیں ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کرنا ان کے لئے کیسے ممکن ہے۔ ایسا تو تب ہی ممکن تھا جب یہ کمپیوٹر ان کے پاس ہوتے یا ان تک ان کی رسائی ہوتی۔“ ------ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ بھی درست ہے۔ یہ سب وہ ریڈ لیبارٹری میں داخل ہوئے بغیر نہیں کر سکتے۔ اور ریڈ لیبارٹری میں داخل ہونا ان کے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔“ ------ سرداور نے کہا۔

”خیر ایسا نہ کہیں۔ ان کا ایک ایجنٹ ریحان ملک کے ساتھ یہاں آ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے یہاں ایسا کچھ کر دیا ہو جس سے وہ دوبارہ یہاں آنے کا راستہ بنا گیا ہو۔ یا وہ یہاں کوئی ایسی سائنسی ایجاد چھوڑ گیا ہو جسے وہ دور بیٹھ کر ان کمپیوٹرز کو کنٹرول کر سکتے ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ایسی صورت میں تو ریڈ لیبارٹری کو ان سے شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔“ ------ سرداور نے عمران کی بات سن کر بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”آپ تمام حفاظتی اور سرچ سسٹم آن کرائیں اور لیبارٹری کی ایک

ایک اینٹ چیک کریں۔ اگر لیبارٹری میں آپ کو کوئی غیر معمولی تبدیلی یا چیز نظر آئے تو فوراً اس کا تدارک کریں۔ میں تب تک ریحان ملک کا آفس چیک کرتا ہوں۔ شاید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے اس سنگین مسئلے کا کوئی حل نکلتا ہو۔ ہمیں ہر حال میں پاکیشیا کے تحفظ اور اس کی سالمیت کو برقرار رکھنا ہے۔ اور ہمیں یہ کام جلد سے جلد کرنا ہو گا۔“ عمران نے کہا تو سرداور سر ہلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر شدید پریشانی اور آنے والے خوفناک حالات کی سنگینی کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو گئے تھے۔ اور سرداور کے اٹھتے ہی عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ آفس سے نکلتے چلے گئے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ بڑے پریشان اور تھکے تھکے سے نظر آ رہے ہیں۔"۔۔۔۔ سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر پریشانی اور تھکاوٹ کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا بے حد سنگین اور خوفناک صورتحال سے دوچار ہونے جا رہا ہے طاہر۔ میں پریشان نہ ہوں تو اور کیا کروں۔"۔۔۔۔ عمران نے تھکے تھکے انداز میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسا کیا ہو گیا۔"۔۔۔۔ عمران کی بات سن کر بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ پہلے مجھے ایک کال کرنے دو۔ مجھے لانگ رینج ٹرانسمیٹر لا دو۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر

ہلایا اور اٹھ کر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آیا اور عمران کو دے دیا۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر لے کر اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور کال دینے لگا۔ چند ہی لمحوں میں دوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس، اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کافرستانی ایجنٹ ناٹران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس چیف۔ ناٹران سپیکنگ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"ناٹران۔ میں تمہیں کافرستان کے ایک فارن ایجنٹ کا حلیہ بتا رہا ہوں۔ اس حلیے کو نوٹ کرو اور اس کے بارے میں پتہ لگاؤ کہ وہ کون ہے اور اس کا تعلق کس ایجنسی یا سروس سے ہے۔ مجھے اس کے بارے میں جلد سے جلد اور مفصل رپورٹ چاہئے۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ او کے سر۔ آپ حلیہ بتائیں۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا تو عمران اسے حلیہ بتانے لگا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی سے سرچ آپریشن شروع کر دیتا ہوں۔ جیسے ہی اس کے بارے میں مجھے کچھ پتہ چلے گا میں فوراً اس کے بارے میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"جیسے ہی نہیں۔ میں نے کہا ہے نا۔ مجھے ہر حال میں اس کے

بارے میں رپورٹ چاہئے۔ سمجھے تم۔ اوور۔“ ——— عمران نے غرا کر کہا۔

”یس۔ یس چیف۔ ایسا ہی ہوگا۔ مگر چیف۔“ ——— دوسری طرف سے ناٹران نے ایکسٹو کا سرد لہجہ سن کر بوکھلاتے ہوئے کہا۔

”اگر مگر مت کرو۔ تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ میں نے جو حلیہ بتایا ہے وہ میک اپ زدہ بھی ہوسکتا ہے۔ اوور۔“ ——— عمران نے کہا۔

”یس چیف۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا۔ اوور۔“ ——— دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

”مجھے کیا احمق سمجھتے ہو تم۔ اوور۔“ ——— عمران نے غرا کر کہا۔

”اوہ۔ نو چیف۔ مم۔ میں۔ میں۔ اوور۔“ ——— ناٹران نے اور زیادہ بوکھلاتے ہوئے کہا۔

”نانسنس۔ میں نے تمہیں اصلی آدمی کا حلیہ بتایا ہے۔ اوور۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”او کے چیف۔ میں اس آدمی کے لئے رجسٹریشن آفس سے لے کر وزارت داخلہ و خارجہ کے آفس تک چھان بین کروں گا۔ میں جلد ہی اس کے بارے میں پتہ چلا لوں گا۔ اوور۔“ ——— دوسری طرف سے ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ اوور اینڈ آل۔“ ——— عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

”کون ہے یہ فارن ایجنٹ اور اس نے کیا کیا ہے۔“ ——— بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”یہ پوچھو۔ اس نے کیا نہیں کیا۔ وہ پاکیشیا سے پاکیشیا کا دل نکال کر لے گیا ہے اور اسے دل نکال کر دینے والا کوئی غیر نہیں اپنے ہی ملک کا ایک غدار ہے۔“ ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا کا دل۔“ ——— بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ پاکیشیا نے حال ہی میں ریڈ لیبارٹری میں ایک جدید کمپیوٹرائزڈ ٹیکنالوجی حاصل کی تھی جو ماسٹر کمپیوٹر کی شکل میں تھی۔ اس ماسٹر کمپیوٹر کی جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ایٹمی میزائلوں کے لانچر منسلک کئے جاتے تھے۔ اور پھر اس کمپیوٹر میں جدید اور نئے کوڈز فیڈ کئے جاتے تھے۔ ان کوڈز کو بلاسٹنگ کوڈز کہا جاتا ہے۔ اور بلاسٹنگ کوڈز بنانے والا اور کمپیوٹر میں اس کی فیڈنگ کرنے والا ایک ہی ماسٹر مائنڈ تھا جس کا نام ڈاکٹر ریحان ملک تھا۔ سرداور نے اس ڈاکٹر کی مدد سے پاکیشیا کے دس طاقتور وار ہیڈز سے لیس میزائل لانچ کئے تھے جو کافرستان کی تباہی اور بربادی کے لئے کافی تھے۔ ان میزائلوں کو لانچر میں فکسڈ کر کے ماسٹر مائنڈ ڈاکٹر ریحان ملک نے ماسٹر کمپیوٹر میں نئے اور جدید بلاسٹنگ کوڈز فیڈ کر کے انہیں ہر لحاظ سے او کے کر دیا تھا۔

لیبارٹری میں جس ماسٹر کمپیوٹر میں کوڈز فیڈ کئے گئے تھے اس کا کنٹرول صرف ڈاکٹر ریحان کے پاس ہی تھا۔ اس جیسا ذہین کوئی دوسرا ماسٹر مائنڈ نہ ہونے کی وجہ سے کسی اور کو اس کا اسسٹنٹ بھی نہیں بنایا گیا تھا اور ڈاکٹر ریحان ملک تمام کوڈز ماسٹر کمپیوٹر پر ہی بناتا تھا اور وہ جو کچھ کرتا تھا اس کی فائل رپورٹنگ بھی نہیں کرتا تھا۔ وہ سب کچھ اپنے

ذہن میں رکھنے کا عادی تھا۔ حالانکہ حساس اور قیمتی ترین پراجیکٹس کی باقاعدہ فائل ورکنگ کی جاتی تھی اور جہاں پر صرف ایک فرد ہی کام کر رہا ہو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے کام کی بھی فائل بنائے تاکہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں اس کی رپورٹ سے استفادہ حاصل کیا جا سکے مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ البتہ اس کا کہنا تھا کہ اس نے ایک پرسنل ڈائری بنا رکھی ہے جس پر وہ فارغ اوقات میں کام کرتا ہے اور ضرورت پڑنے پر وہ اس ڈائری سے رپورٹنگ فائل تیار کر سکتا ہے چونکہ میزائل کمپیوٹر پر حال ہی میں پروگرام کئے گئے تھے اور اس پر ابھی کام جاری تھا اس لئے سر داور اسی پر اکتفا کر رہے تھے۔ مگر نہ جانے کیا ہوا کہ ایک روز ڈاکٹر ریحان ملک انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ساتھ ریڈ لیبارٹری میں ایک کافرستانی ایجنٹ کو لے گیا۔

اس نے یہ کام اس دوران میں کیا تھا جب سر داور ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے بیرون ملک گئے ہوئے تھے۔ ان کی غیر موجودگی میں ریڈ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر سبط الحسن تھے جو ایک دن علالت کے باعث ریڈ لیبارٹری میں نہیں جا سکے تھے اور ان کی غیر موجودگی میں لیبارٹری کا چارج ڈاکٹر ریحان ملک کے پاس آ گیا تھا۔ ظاہر ہے جب چارج اس کے پاس تھا تو وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس روز نہ صرف وہ غیر ملکی ایجنٹ کو اپنے ساتھ ریڈ لیبارٹری میں لے گیا بلکہ اس نے ایک ڈیٹا ڈرائیو پر ماسٹر کمپیوٹر کے وہ تمام بلاسٹنگ کوڈز اسے کاپی کر

کے دے دیئے جو کافرستان کے حساس مقامات کی طرف ٹارگٹ تھے۔ ڈاکٹر ریحان ملک نے اس ایجنٹ کو خفیہ راستے سے ریڈ لیبارٹری سے واپس بھجوا دیا تھا۔ پھر کچھ دنوں بعد اس نے خود ہی اپنے اس جرم کی تفصیل تیار کی اور سر سلطان کے ایڈریس پر بھیج دی اور غائب ہو گیا۔ سر سلطان کو اس نے جو رپورٹ بھیجی تھی اس میں خود اس نے اقرار کیا تھا کہ اس نے بہت بڑی رقم کے لالچ میں کافرستان کے ایک ایجنٹ کو ماسٹر کمپیوٹر سے تمام کوڈز کاپی کر کے دے دیئے ہیں۔ اس نے لکھا تھا کہ اس نے ملک سے غداری کی ہے اور وہ اپنے اس جرم پر پچھتا رہا ہے۔ اس سے جو غلطی سرزد ہوئی ہے اس کا کسی بھی طرح **ازالہ نہیں کیا جا سکتا۔ کمپیوٹر میں اس نے جو کوڈز فیڈ کئے ہیں۔ انہیں تبدیل کرنا یا ان کی مزید کوڈنگ کرنا صرف اس کے اختیار میں ہے۔** اس کی غیر موجودگی میں اگر ماسٹر کمپیوٹر کو چھیڑا گیا یا کمپیوٹر پروگرام اوپن کیا گیا تو اس سے ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس نے جو کچھ کیا ہے۔ اس کے مطابق بلاسٹنگ کوڈز اس کمپیوٹر میں لاکڈ ہو چکے ہیں۔ جنہیں نہ تو کسی طرح توڑا جا سکتا ہے نہ بدلا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کمپیوٹر کے لانچروں سے لنک میزائلوں کو ان سے الگ کیا جا سکتا ہے۔

اس کے اس عمل سے دو انتہائی خوفناک خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دس کے دس قیمتی اور طاقتور میزائل ناکارہ ہو جائیں گے۔ دوسرا جو سب سے بڑا خطرہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر اگر

ان کوڈز سے کمپیوٹر کو ری بوٹ یا ری فریش نہ کیا جائے تو کمپیوٹرائزڈ مشینری خود بخود آن ہو سکتی ہے اور میزائل خود بخود ایکٹیو ہو کر لانچنگ پیڈ سے فائر ہو سکتے ہیں۔

ایسی صورت میں ظاہر ہے میزائل کافرستان میں مقررہ اہداف پر جا گریں گے اور پھر وہاں ہر طرف خوفناک تباہی پھیل جائے گی۔ ایسی تباہی جسے روکنا ناممکن ہو گا۔ ادھر سے جیسے ہی میزائل فائر ہوں گے ادھر کافرستان کے پاور راڈارز سے انہیں فوراً پتہ چل جائے گا اور پھر ان کی طرف سے بھی فوراً میزائل فائر کر دیے جائیں گے جس کا نتیجہ ظاہر ہے پاکیشیا کی تباہی کی صورت میں ہو گا۔ ڈاکٹر ریحان ملک کی اس حماقت نے دونوں ملکوں کو آتش فشاں کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ یہ سب کچھ اس نے کیوں کیا ہے اور وہ خود کہاں غائب ہو گیا ہے اس کے بارے میں فی الحال کچھ پتہ نہیں چل رہا۔

اس نے کافرستانی ایجنٹ کو جس ڈیٹا ڈرائیو میں بلاسٹنگ کوڈز کاپی کر کے دیے ہیں وہ ڈیٹا ڈرائیو ایسی ڈسپوزیبل ڈرائیو ہے جسے صرف ایک ہی بار استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ اس ڈسپوزیبل ڈرائیو سے نہ ان کوڈز کو کسی دوسرے کمپیوٹر میں فیڈ کیا جا سکتا ہے اور نہ کاپی۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کافرستان ان کوڈز سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر ریحان ملک نے کوڈز کافرستان کے حوالے کر بھی دیے تھے تو اس نے ماسٹر کمپیوٹر کو لاک کیوں کیا تھا اور ایسی صورتحال کیوں بنا دی ہے کہ یا تو ہمارے میزائل قطعی طور پر

ناکارہ ہو کر رہ جائیں یا پھر وہ ری فریش نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی کافرستان کی طرف فائر ہو جائیں۔ یہاں ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس نے کافرستان کو یہ بتایا ہے کہ اس نے ریڈ لیبارٹری کے کمپیوٹر لاکڈ کر دیے ہیں۔ اگر ایسا ہو چکا ہے تو پاکیشیا کے پاس کیا باقی رہ جاتا ہے۔ کافرستان تو کبھی بھی اور کسی وقت بھی پاکیشیا کے خلاف جارحانہ اقدام کر سکتا ہے اور چونکہ ہمارے میزائل لاکڈ ہو چکے ہیں اس لئے جوابی کارروائی کے طور پر ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ پھر ڈاکٹر ریحان ملک کا روپوش ہونا بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ اس نے یہ سب کچھ کر بھی لیا ہے۔ خود بھی غائب ہو گیا ہے اور اپنی غداری کا احوال بھی اس نے سر سلطان کو لکھ بھیجا ہے۔ ان عجیب و غریب اور الجھی ہوئی باتوں نے مجھے چکرا کر رکھ دیا ہے۔ میں نے سر داور کے ساتھ مل کر ریڈ لیبارٹری کا تمام حفاظتی سسٹم چیک کیا ہے مگر وہاں دوسری کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی۔

بہرحال احتیاط کے طور پر سر داور نے وہاں کا حفاظتی نظام بدل دیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر ریحان ملک کے کمپیوٹرز اور اس کا کیبن بھی چیک کیا تھا مگر وہاں مجھے ایسی کوئی چیز نہیں مل سکی اور نہ ہی مجھے وہاں سے ڈاکٹر ریحان ملک کی وہ پرسنل ڈائری ملی جس میں اس نے کمپیوٹر کے کوڈز نوٹ کر رکھے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ بھی چیک کی ہے۔ ڈاکٹر ریحان ملک کی بیوی اور دو بچے گریٹ لینڈ میں رہتے ہیں۔ یہاں اس کا نہ کوئی عزیز ہے اور نہ رشتہ دار۔ رہائش گاہ

میں وہ ملازمین کے ساتھ رہتا تھا۔ اس کی رہائش گاہ میں ان تمام ملازمین کی لاشیں پائی گئی ہیں اور وہاں سے تمام فائلیں اور ریڈ لیبارٹری کا تمام تر مواد غائب ہے۔ میرے اندازے کے مطابق ڈاکٹر ریحان ملک نے اپنے ملازمین کو خود ہی ہلاک کیا تھا۔ پھر وہ سب کچھ سمیٹ کر وہاں سے غائب ہو گیا۔'' ـــــ عمران رکے بغیر مسلسل بولتا چلا گیا۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی خوفناک معاملہ ہے۔ ڈاکٹر ریحان ملک نے ماسٹر کمپیوٹر کو لاکڈ کر کے نہ صرف کافرستان بلکہ پاکیشیا کو بھی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔'' ـــــ بلیک زیرو نے ساری تفصیل سن کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ میں نے واچ ٹرانسمیٹر پر سیکرٹ سروس کے ممبران کو ڈاکٹر ریحان ملک کی تلاش پر لگا دیا ہے۔ مگر مجھے نہیں لگ رہا کہ وہ اسے تلاش کر سکیں گے۔ وہ پچھلے چار روز سے لاپتہ ہے اور ان دنوں میں وہ کہیں کا کہیں نکل گیا ہوگا۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''کہاں جانا ہے اس نے۔ زیادہ سے زیادہ وہ گریٹ لینڈ میں اپنے بیوی بچوں کے پاس ہی گیا ہوگا۔'' ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

''شاید۔ بہرحال اس کا زندہ رہنا پاکیشیا کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اگر وہ کافرستانی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے تو پھر سمجھ لو کہ کافرستان اور پاکیشیا کی تباہی اٹل ہو چکی ہے۔ ایٹمی میزائلوں کو ایک ماہ سے زیادہ کسی بھی صورت میں روکا نہیں جا سکتا۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''یہ آپ کہہ رہے ہیں۔'' ـــــ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں نے حالات کا جائزہ لیا ہے اور خود ان کمپیوٹرائزڈ مشینوں کو چیک کیا ہے۔ اگر ریحان ملک نے ان کمپیوٹروں میں اپنے نئے اور جدید کوڈز فیڈ نہ کئے ہوتے تو ان کوڈز کو تبدیل کیا جا سکتا تھا اور کمپیوٹروں کو ری پروگرام بھی کیا جا سکتا تھا۔ مگر اس نے بالکل نئی اور انتہائی حیرت انگیز کوڈنگ کی ہے جسے سمجھنا کم از کم میری ریڈی میڈ کھوپڑی کے بس کی بھی بات نہیں ہے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ کیا ڈاکٹر ریحان ملک کو اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ اس کی یہ حماقت کس قدر بھیانک اور خوفناک تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔'' ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

''اسے سب معلوم تھا۔ اس نے سر سلطان کو جو رپورٹ بھیجی ہے۔ اس میں جان بوجھ کر اس نے اپنی غداری کا اعتراف کیا ہے اور اس نے یہ بھی باور کرا دیا ہے کہ وہ دونوں ملکوں کی تباہی چاہتا ہے اور اس نے جو کچھ کیا ہے اسے کسی بھی طرح روکا نہیں جا سکتا۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اور وہ ری فریش کرنے والی بات۔'' ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات بھی مجھے بے حد الجھا رہی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے جس ڈیٹا ڈرائیو میں کوڈز کاپی کئے تھے۔ اگر اس ڈرائیو کو ماسٹر

کمپیوٹر میں لگا کر کمپیوٹر کو ری بوٹ کیا جائے تو کمپیوٹر کے کوڈز خود بخود کھل جائیں گے اور کمپیوٹر ری فریش ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اور جو ڈیٹا ڈرائیو اس نے کافرستانی ایجنٹ کے حوالے کی ہے وہ ڈسپوز ایبل ڈرائیو ہے۔ جو صرف ایک بار استعمال ہو سکتی ہے۔ اس ڈرائیو سے نہ دوبارہ استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے کسی اور جگہ کاپی کیا جا سکتا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ اس نے سر سلطان کو یہ پیغام دیا ہو کہ اس ڈیٹا ڈرائیو کو کافرستان سے واپس لایا جائے اور اس کے ذریعے ہی کمپیوٹر کو ری بوٹ کیا جائے۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن تمہارا کیا خیال ہے۔ کافرستان والے اس ڈرائیو کو صرف دیکھتے رہیں گے۔ اگر انہوں نے اس ڈرائیو کو چیک کرنے کے لئے اوپن کیا تو ڈرائیو کا ڈیٹا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اور ظاہر ہے وہ اس ڈیٹا ڈرائیو کو کسی کمپیوٹر پر ہی اوپن کریں گے۔ دوسری بار اگر اس ڈرائیو کو اوپن کرنے کی کوشش کی تو اس میں ایک ایسا وائرس آ جائے گا جس سے بچنا ناممکن ہو گا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"واقعی حیرانی کی بات ہے۔ کافرستان والے ان بلاسٹنگ کوڈز سے آخر کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے ڈاکٹر ریحان ملک کو اس قدر خطیر رقم دی۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے زیادہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر ریحان ملک جیسے ذمہ دار آدمی کے ساتھ اس کافرستانی ایجنٹ کا رابطہ کیسے ہوا تھا۔ اور وہ

اس کے ساتھ ریڈ لیبارٹری میں کیسے آ گیا تھا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"واقعی۔ یہ بھی ایک اہم پوائنٹ ہے۔ لیکن آپ نے ناٹران کو جو حلیہ بتایا ہے۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس حلیے کے آدمی نے ہی ریڈ لیبارٹری میں قدم رکھے تھے۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سر داور نے روزمرہ چیکنگ کے لئے لیبارٹری میں کیمرے لگا رکھے ہیں جن سے لیبارٹری کے ایک ایک حصے کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے بلکہ اس کی فلم بندی بھی کی جاتی ہے۔ میں نے اس ریکارڈنگ کو بھی چیک کیا تھا۔ مگر ڈاکٹر ریحان ملک نے فلم کے ان حصوں کو کاٹ دیا تھا مگر تھوڑا سا حصہ کٹنے سے بچ گیا تھا جس میں مجھے ایک انجانا سا میک اپ زدہ چہرہ نظر آ گیا تھا۔

"اس کا ایک سیدھا سا حل میرے پاس بھی ہے۔ اگر کہیں تو۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر اس سلسلے میں کافرستان سے سفارتی تعلقات پر بات کی جائے یا کافرستانی پرائم منسٹر سے بات کی جائے تو کیا اس کے حوصلہ افزا نتائج نہیں ملیں گے۔ ظاہر ہے وہ بھی نہیں چاہیں گے کہ کافرستان میں اس قدر خوفناک اور نہ رکنے والی تباہی برپا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ خود ہی وہ ڈرائیو ہمیں واپس دے دیں۔"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اول تو وہ اس حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کریں گے کہ ایک معمولی ڈیٹا ڈرائیو سے اس قدر خوفناک تباہی برپا ہو سکتی ہے۔ دوسرا اگر وہ مان بھی

جائیں تب بھی وہ اپنا وہ مقصد تو حاصل کریں گے جس کے لئے انہوں نے اس قدر خطیر رقم خرچ کی ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"پھر بھی عمران صاحب۔ وہ کچھ بھی کر لیں۔ کم از کم یہ تو طے ہے کہ جب تک وہ اس ڈیٹا ڈرائیو کو ہمارے ماسٹر کمپیوٹر میں نہ لگا دیں وہ اس کا کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور ریڈ لیبارٹری میں ان کے لئے اب داخل ہونا آسان نہ ہوگا۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"جو بھی ہو۔ میں نے سر سلطان سے بات کی ہے۔ وہ اس سلسلے میں صدر صاحب سے بات کریں گے اور صدر صاحب کافرستانی صدر یا پرائم منسٹر سے بات کریں گے۔ اگر دوسری طرف سے امید افزا جواب نہ ملا تو ہمیں لازمی طور پر حرکت میں آنا پڑے گا اور اس ڈیٹا ڈرائیو کو واپس لانا ہوگا تاکہ اس ممکنہ خطرے سے نپٹا جا سکے۔" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے آپ نے ناٹران کو اس کافرستانی ایجنٹ کی تلاش پر مامور کیا ہے۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اس کا ملنا بھی بہت ضروری ہے۔ بس دعا کرو کہ وہ زندہ ہو۔" ——— عمران نے کہا۔

"اللہ کرے وہ زندہ ہو۔ اس غدار انسان نے کروڑوں انسانوں کی زندگیاں خطرے میں ڈال دی ہیں۔ ایسے بدفطرت اور سنگدل انسان کو ایسی سزا ملنی چاہیے کہ مرنے کے بعد بھی اس کی روح صدیوں تک

بلبلاتی رہے۔" ——— بلیک زیرو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہوگا۔" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی فیصلہ کن نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

شاگل اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگ کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فون پر نظر پڑتے ہی شاگل چونک پڑا۔ سرخ رنگ کا فون کافرستانی پرائم منسٹر اور صدر کے لئے مخصوص تھا جس پر شاگل ان سے کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ہاٹ لائن کے طور پر بات کر سکتا تھا۔

''یس سر۔ شاگل سپیکنگ''۔۔۔۔۔شاگل نے رسیور اٹھا کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''پرائم منسٹر سپیکنگ''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔۔۔شاگل کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''شاگل۔ ایک عجیب وغریب صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔ اس سلسلے میں میری جناب صدر سے بھی بات ہوئی ہے لیکن وہ مجھے کوئی قابل

ذکر جواب نہیں دے رہے''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے کافرستانی پرائم منسٹر نے الجھے ہوئے اور قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہوگئی ہے سر۔ مجھے بتائیں۔ شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں''۔۔۔۔۔شاگل نے فوراً کہا۔

''اسی لئے تو تمہیں فون کیا ہے۔ بہرحال میں نے تمہیں جس ڈیٹا ڈرائیو کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کے لئے ابھی تھوڑی دیر پہلے میری پاکیشیائی پریذیڈنٹ سے تفصیلی بات ہوئی ہے''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''پاکیشیائی پریذیڈنٹ۔ کیا مطلب۔ انہیں اس ڈیٹا ڈرائیو کے بارے میں کیسے علم ہوگیا''۔۔۔۔۔شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے مجھ سے کھل کر بات کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ریڈ لیبارٹری کے ڈاکٹر ریحان ملک نے جو ڈیٹا ڈرائیو کافرستانی ایجنٹ کو فروخت کی تھی۔ ایک تو وہ ڈسپوزیبل ہے اور دوسرے اس میں جو کوڈز ہیں وہ ہمارے لئے قطعی بے کار اور غیر مفید ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ ڈاکٹر ریحان ملک نے ڈیٹا ڈرائیو کافرستانی ایجنٹ کے حوالے کرنے کے بعد ذاتی طور پر ایک رپورٹ تیار کی تھی اور پھر وہ رپورٹ اس نے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان کو کوریئر کر دی تھی۔ اس رپورٹ میں اس نے کچھ ایسی باتیں تحریر کی ہیں جس سے دونوں ممالک یعنی پاکیشیا اور کافرستان کو شدید ترین خطرات لاحق ہو گئے ہیں''۔

پرائم منسٹر نے کہا اور پھر وہ شاگل کو اس رپورٹ کے بارے میں تفصیل بتانے لگے جو ڈاکٹر ریحان ملک نے سر سلطان کو بھیجی تھی۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی خوفناک اور سنگین صورتحال ہے۔ دس وار ہیڈز سے لیس میزائل کافرستان پر ٹارگٹ ہیں اور کافرستان کسی بھی وقت ان میزائلوں سے تباہ ہو سکتا ہے۔''۔۔۔۔۔ شاگل نے ساری تفصیل سن کر سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہی بات پریشان کن ہے۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیکن سر۔ ایک انسان اس طرح کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کا موجب کیسے بن سکتا ہے۔ اس ڈاکٹر ریحان ملک نے ایسا کیوں کیا ہے۔ اس نے پاکیشائی میزائلوں کو ٹارگٹ پر لاکڈ کر کے اگر کافرستان کی تباہی کا پروگرام بنایا تھا تو کیا وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جوابی کارروائی کے طور پر ہم بھی پاکیشیا پر ایٹمی میزائل برسا سکتے ہیں۔ اگر کافرستان تباہ ہو گا تو کیا پاکیشیا جوابی طور پر اس خوفناک تباہی سے محفوظ رہ سکے گا۔'' شاگل نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یہی تو کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ وہ انسان ہے یا درندہ، وہ کروڑوں انسانوں کو موت کے منہ میں کیوں جھونک رہا ہے۔''۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

''ایسا ہی لگتا ہے۔ بہرحال اب تم بتاؤ۔ مجھے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہئے۔''۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں سر۔ کیا کرنا چاہئے سے آپ کی کیا مراد ہے۔'' شاگل نے کہا۔

''ڈاکٹر ریحان ملک نے جس طرح کمپیوٹر لاکڈ کیا ہے۔ اس کمپیوٹر کو ری فریش کرنے کے لئے پاکیشیا ہم سے اس ڈیٹا ڈرائیو کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب تک ڈیٹا ڈرائیو سے کمپیوٹر کو ری فریش نہیں کیا جائے گا وہ اس سنگین اور خوفناک معاملے پر قابو نہیں پا سکتے۔'' پرائم منسٹر نے کہا۔

''اوہ۔ کیا آپ نے اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ ڈیٹا ڈرائیو ہمارے پاس ہے۔''۔۔۔۔۔ شاگل نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے اس بات سے یکسر انکار کر دیا ہے کہ ہمارے کسی ایجنٹ نے ایسا کوئی کام کیا ہے اور چونکہ یہ سارا کام غیر قانونی طور پر کیا گیا تھا اس لئے میں بھلا اس کی ذمہ داری کیسے لے سکتا تھا۔ میں نے بہرحال پاکیشیائی صدر سے کہہ دیا ہے کہ میں اس سلسلے میں باقاعدہ انکوائری کراؤں گا اور اگر میرے نوٹس میں ایسی کوئی بات آئی تو میں انہیں ضرور انفارم کروں گا اور ممکن ہوا تو ڈیٹا ڈرائیو بھی ان کے حوالے کیا جا سکتا ہے۔''۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات محض ڈرائیو حاصل کرنے کے لئے کی ہو۔''۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

''ممکن ہے۔''۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

''لیکن سر۔ ڈاکٹر ریحان ملک کہاں ہے۔ کیا وہ زندہ ہے۔'' شاگل

نے کہا۔

"وہ فرار ہو چکا ہے اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہے۔" پرائم منسٹر نے کہا۔

"تب پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا ہمیں ڈیٹا ڈرائیو انہیں واپس دے دینی چاہئے۔" ــــ شاگل نے کہا۔

"پاکیشیائی صدر نے کہا ہے کہ انہیں اگلے دس سے پندرہ دنوں تک اگر ڈیٹا ڈرائیو واپس نہ ملی اور ماسٹر کمپیوٹر کو اس سے ری فریش نہ کیا گیا تو دونوں ممالک کے لئے مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔ ادھر ہمارے سائنسدان اور انجینئرز سرتوڑ کوششیں کر رہے ہیں کہ کسی طرح وہ اس ڈسپوز-یبل ڈیٹا ڈرائیو کے ڈیٹا کو اوریجنل حالت میں اپنے پاس محفوظ کر سکیں۔ لیکن یہاں ایک اور خدشہ سر اٹھا رہا ہے مسٹر شاگل۔" ــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

"وہ کیا سر۔" ــــ شاگل نے کہا۔

"اس وقت ڈیٹا ڈرائیو پاکیشیا کے لئے بے حد اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس ڈیٹا ڈرائیو کی وجہ سے ایک لحاظ سے ان کا ایٹمی پروگرام بھی خطرے میں آ گیا ہے۔ اس لئے وہ ڈیٹا ڈرائیو حاصل کرنے کی سرتوڑ کوششیں کریں گے۔ سفارتی بنیادوں پر تو انہیں ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑے گا۔ مگر وہ اس کے حصول کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی حرکت میں لا سکتے ہیں۔ اب جس طرح سب پر ساری صورتحال واضح ہو گئی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی آندھی اور طوفان کا روپ

دھار کر یہاں آ سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ اگر ڈیٹا ڈرائیو تک پہنچ گئے اور اسے یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو ہمارا سارا کیا دھرا تمام ہو کر رہ جائے گا۔" ــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

"ان کی آپ فکر نہ کریں سر۔ میں نے اس خدشے کے پیش نظر پہلے ہی تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں آ کر ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ انہیں قدم قدم پر موت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس بار شاگل ان کے سامنے موت کا روپ دھار کر آئے گا۔ ایسی موت کا روپ جس سے بچ نکلنا ان کے لئے ناممکن ہو گا۔ قطعی ناممکن۔" ــــ شاگل نے ٹھوس اور بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"میں ایک بار پھر آپ پر بھروسہ کر رہا ہوں مسٹر شاگل۔ امید ہے آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے۔" ــــ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں سر۔ اس بار میرا اور عمران کا ٹکراؤ بے حد بھیانک ہو گا اور اس ٹکراؤ میں فتح سو فیصد ہماری ہوگی اور عمران کے حصے میں سوائے شکست اور ہلاکت کے اور کچھ نہیں آئے گا۔" شاگل نے ٹھوس اور پراعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔" ــــ پرائم منسٹر نے کہا۔

"سر۔ کیا میں آپ سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔" ــــ شاگل نے کہا۔

"پوچھو۔"۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔

"میں آپ سے یہ تو نہیں پوچھوں گا کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو کہاں ہے۔ اور اس پر کام کرنے والے کون ہیں۔ لیکن مجھے آپ صرف یہ بتا دیں کہ جس ایجنٹ کے ساتھ ڈاکٹر ریحان ملک کی ڈیل ہوئی تھی وہ کون تھا۔ اس کا تعلق کس ایجنسی سے تھا اور وہ اب کہاں ہے۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"اس کا تعلق ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے تھا۔ جب وہ ڈیٹا ڈرائیو لایا تھا تو اسے اسی وقت ہلاک کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ ریڈ لیبارٹری میں جا چکا تھا اور ہمیں یقین تھا کہ ریڈ لیبارٹری کے خفیہ کیمروں نے اس کی اوریجنل تصاویر لے لی ہوں گی۔ عمران اس ایجنٹ کے کلیو کو مدنظر رکھ کر کافرستان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کلیو کو ہی ختم کر دیا ہے۔"۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"یہ بہت اچھا کیا ہے آپ نے۔ میرے ذہن میں یہی خدشہ سر ابھار رہا تھا کہ عمران اس سیکرٹ ایجنٹ تک اگر پہنچ گیا تو اس کے ذریعے اسے اس بات کا ضرور علم ہو جائے گا کہ اس نے ڈیٹا ڈرائیو کس کے حوالے کیا تھا۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"میں اس بات کو تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ بہرحال اب میں نے ساری صورتحال تم پر واضح کر دی ہے۔ اگر عمران اور اس کی ٹیم کافرستان آئی تو اسے سنبھالنا تمہارا کام ہے۔ اس بار میں تمہاری طرف سے ناکامی کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ اسے تم میری طرف سے فائنل

اور لاسٹ وارننگ سمجھو۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔ یہ سب کہتے ہوئے ان کے لہجے میں بے پناہ سرد پن آ گیا تھا۔

"یس سر۔ میں اس مرتبہ آپ کو شکایت کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ شاگل نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر یوں گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ جیسے بڑی دور سے دوڑ لگا کر آیا ہو اور اس کا سانس پھول گیا ہو۔

"پرائم منسٹر نے مجھے فائنل اور لاسٹ وارننگ دی ہے۔ اب اگر عمران یہاں آیا تو مجھے اس کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نپٹنا پڑے گا۔ اس بار اگر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا اور میرے ہاتھوں بچ کر نکل گیا تو پرائم منسٹر مجھے یقیناً فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیں گے۔ نہیں۔ نہیں۔ میں ایسی نوبت نہیں آنے دوں گا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ اس مرتبہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقدر صرف موت بنے گی۔ بھیانک اور یقینی موت۔"۔۔۔۔۔ شاگل خود کلامی کے انداز میں کہتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی اور درندوں کی سی وحشت ابھر آئی تھی اور اس کی آنکھیں یوں سرخ ہو گئی تھیں جیسے اس کے سارے جسم کا خون سمٹ کر اس کی آنکھوں میں آ گیا ہو۔

عمران کو آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مسئلے کا کوئی حل نکلا ہے۔"۔۔۔۔ سلام و دعا کے بعد اس نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے چہرے پر بدستور سنجیدگی تھی اور وہ سوچ میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"ابھی نہیں۔"۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"صدر مملکت نے کافرستانی پرائم منسٹر سے بات کی تھی۔ کیا جواب دیا ہے انہوں نے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہی۔ جو میں نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ وہ اس حقیقت کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے کہ ان کے کسی ایجنٹ نے کوڈز حاصل کئے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"کیا صدر صاحب نے انہیں خطرناک صورتحال اور اس کی سنگینی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سب کچھ بتایا تھا۔ یہاں تک کہ میرے ایما پر کافرستانی پرائم منسٹر کو ڈاکٹر ریحان ملک کی وہ رپورٹ بھی فیکس کر دی گئی تھی جو اس نے سر سلطان کو بھیجی تھی۔ مگر کافرستانی پرائم منسٹر اپنی کسی ایجنسی کو مورد الزام ٹھہرانے کے لئے تیار ہی نہیں ہو رہے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پھر اب کیا کیا جائے۔ ادھر ڈاکٹر ریحان ملک بھی گدھے کے سر کے سینگ کی طرح غائب ہے۔ اس نے سارے کام اس قدر ذہانت اور صفائی سے کئے ہیں کہ اپنے پیچھے کوئی چھوٹا سا کلیو بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ فارن ایجنٹس کی رپورٹ کے مطابق اس کے بیوی بچے بھی گریٹ لینڈ سے غائب ہو گئے ہیں۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اس سے یہ بات تو طے ہو گئی ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے اپنی مرضی سے ہی کر رہا ہے۔ مگر کیوں۔ اس سوال کا جواب ملنا ابھی باقی ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ناٹران کی بھی رپورٹ آ گئی ہے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا بتایا ہے اس نے۔"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اسے صرف اس حد تک علم ہوا ہے کہ مذکورہ آدمی کا نام کرشن تھا اور اس کا تعلق کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے تھا۔ وہ پچھلے دنوں دارالحکومت میں دیکھا گیا تھا مگر اس کے بعد سے وہ بھی غائب ہے۔"

بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹاپ سیکرٹ ایجنسی۔ اوہ۔ تو وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا آدمی تھا۔" عمران کے منہ سے نکلا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو۔" ——— بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف۔" ——— دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس جولیا۔ کوئی رپورٹ۔" ——— بلیک زیرو نے کہا اور اس نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تا کہ اس کی اور جولیا کی باتیں عمران بھی سن سکے۔

"یس چیف۔ ایک اہم بات کا پتہ چلا ہے۔" ——— دوسری طرف سے جولیا کی پر جوش آواز سنائی دی۔

"کس بات کا پتہ چلا ہے۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"چیف۔ ہم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر ریحان ملک نے کن ذرائع سے اور کہاں کافرستانی ایجنٹوں سے ڈیل کی تھی۔" ——— دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو بلیک زیرو کے ساتھ عمران بھی چونک پڑا۔

"گڈ۔ تفصیل بتاؤ۔" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہم نے ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ کے ارد گرد سے معلومات اکٹھی کی ہیں۔ کچھ لوگوں نے اس رہائش گاہ میں کئی لوگوں کو آتے

جاتے دیکھا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جن کا تعلق جرائم کی دنیا سے تھا۔ یہاں کے ایک رہائشی نے ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں کچھ عرصہ قبل شارک کلب کے بدنام زمانہ جیکی دادا کو کئی بار آتے جاتے دیکھا تھا۔ جیکی دادا رات کی تاریکی میں آتا تھا جب ڈاکٹر ریحان ملک گھر میں ہوتا تھا۔ وہ کئی کئی گھنٹے ڈاکٹر ریحان ملک کے پاس رہتا تھا۔ پھر دو ہفتے پہلے اس نے جیکی دادا کے ساتھ ایک اور آدمی کو بھی رہائش گاہ میں آتے دیکھا تھا۔ وہ آدمی وہی ہے جو ڈاکٹر ریحان ملک کے ساتھ ریڈ لیبارٹری گیا تھا۔ ہم نے اسے اس آدمی کا فوٹو گراف دکھا کر تصدیق کرا لی ہے۔ اس آدمی کا جیکی دادا کے ساتھ آنے کا مطلب صاف ہے کہ ڈاکٹر ریحان ملک کے جیکی دادا کے ساتھ تعلقات تھے اور اسی کے توسط سے وہ کافرستانی ایجنٹ اس سے ملا تھا۔" دوسری طرف سے جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تم اس وقت کہاں ہو اور کون ہے تمہارے ساتھ۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"تمام ممبر میرے ساتھ ہیں اور ہم شارک کلب کے کچھ فاصلے پر ہیں۔" ——— جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران اس کی بات سن کر اٹھا اور اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"کیوں۔ تم نے سب کو وہاں کیوں بلایا ہے۔" ——— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ جیکی دادا انتہائی سفاک، بے رحم اور خطرناک انسان ہے۔"

اس کے بارے میں یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس نے شارک کلب میں غنڈوں کی ایک بہت بڑی فوج پال رکھی ہے جو کلب میں غیر متعلق آدمی کو داخل ہوتے دیکھ کر فوراً گولی مار دیتے ہیں۔ اس کلب میں سوائے کلب کے ممبران کے اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ہدف جیکی دادا ہے۔ اس لئے اس تک پہنچنے کے لئے وہ غنڈے ہمارے آڑے آ سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سب کو بلا لیا تھا۔'' ——— دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ تم میں سے کسی کو شارک کلب میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیکی دادا تک پہنچنے کا میں خود ہی کوئی انتظام کر لوں گا۔ تم سب فوراً واپس آ جاؤ۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیار رہو۔ تم سب کو کسی بھی وقت کافرستان مشن پر جانا پڑ سکتا ہے۔'' ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جیسے آپ کا حکم۔'' ——— دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''یہ کیا۔ آپ نے انہیں جیکی دادا کے خلاف ایکشن لینے سے منع کیوں کر دیا ہے۔'' ——— بلیک زیرو نے عمران کو رسیور رکھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں جیکی دادا کے بارے میں بخوبی جانتا ہوں۔ وہ واقعی شیطانوں کا شیطان ہے۔ انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا اس کے لئے معمولی بات ہے۔ اس کی چونکہ جرائم پیشہ افراد سے ٹھنی رہتی ہے

اس لئے میں نے اس پر خاص توجہ نہیں دی تھی البتہ ٹائیگر کو اس کے ساتھ ضرور لگا دیا تھا تاکہ وہ اس پر کڑی نظر رکھے اور اگر وہ اسے ملک کے خلاف کسی جرم میں ملوث ہوتا دیکھے تو وہ اس کا راستہ خود ہی روک دے۔ اب اگر سیکرٹ سروس کے ممبران شارک کلب میں جاتے تو ان کا لازماً اس کے غنڈوں سے مقابلہ ہو جاتا۔ اور میں چونکہ انہیں فوراً کافرستان لے جانا چاہتا ہوں اس لئے میں فی الحال کسی کے جسم پر معمولی سی بھی خراش دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''چلیں اسی بہانے اندھیرے میں ہمیں کوئی تو راستہ نظر آیا ہے۔ اب جیکی دادا سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کافرستان ایجنٹ کون تھا اور اس کا کافرستان کی کس ایجنسی سے تعلق تھا۔'' ——— بلیک زیرو نے کہا۔

''ہوش کے ناخن لو۔ تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ ناٹران نے تمہیں انفارم کیا ہے کہ اس ایجنٹ کا نام کرشن تھا اور اس کا تعلق کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے تھا۔'' ——— عمران نے اسے گھور کر کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ سوری۔ میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔'' ——— بلیک زیرو نے شرمندگی سے کہا۔

''اس لئے کہتا ہوں۔ ہوش میں رہا کرو۔ اگر ایکسٹو کے ذہن سے ہی باتیں نکلنے لگ گئیں تو ممبران کا تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔'' عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"سوری عمران صاحب۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پھر شرمندہ لہجے میں کہا۔

"مجھے ٹرانسمیٹر لا کر دو۔ میں ٹائیگر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" عمران نے سر جھٹک کر کہا تو بلیک زیرو سر ہلا کر اٹھا اور دوسرے کمرے سے ایک جدید ٹرانسمیٹر لے آیا۔

"ایک بات کہوں برا تو نہیں مانیں گے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"برا ماننے والی ہوئی تو ضرور مانوں گا۔"۔۔۔۔ عمران نے اس انداز میں کہا کہ بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے مسکرا دیا۔

"جب اس بات کا تعین ہو چکا ہے کہ ڈاکٹر ریحان ملک سے ملنے والا کافرستانی ایجنٹ کرشن تھا اور اس کا تعلق کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے تھا۔ پھر آپ جیکی دادا سے اب کیا پوچھیں گے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کہہ رہے ہو یا پوچھ رہے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پوچھ رہا ہوں۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکرا کر کہا۔

"بھلے آدمی۔ اگر جیکی دادا ڈاکٹر ریحان ملک کو کسی کافرستانی ایجنٹ سے ملا سکتا ہے تو یہ بھی تو ہو سکتا ہے اسے غائب کرنے میں بھی اسی کا ہاتھ ہو۔ ممکن ہے ڈاکٹر ریحان ملک اسی کے ذریعے غدار بنا ہو۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں ۔ یہ بھی ممکن ہے۔"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے فوراً کہا۔

"اب میں ٹائیگر سے بات کر لوں۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ ۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ لگتا ہے تمہاری صلاحیتوں کو زنگ لگ گیا ہے یا پھر تم نکمے ہوتے جا رہے ہو۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کی آواز سن کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ب۔ باس۔ میں نے کیا کیا ہے۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے کیا کیا ہے۔ تم شاید اب آنکھیں بند کر کے کسی پنجرے کے کونے میں پڑے رہنے کے عادی ہو گئے ہو۔ جب تک کوئی بھی یا دوسرا جانور تمہیں پنجہ نہ مارے تم آنکھیں ہی نہیں کھولتے۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"پ۔ پلیز باس۔ ایسی باتیں کر کے آپ میرا دل دہلا رہے ہیں۔ آخر ہوا کیا ہے۔ میں نے ایسی کون سی غلطی کی ہے۔ جس کے لئے آپ میری اس قدر سخت سرزنش کر رہے ہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے ٹائیگر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں جیکی دادا پر نظر رکھنے کے لئے کہا تھا۔ اوور۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ مسلسل میری نظروں میں ہی ہے۔ مگر۔ اوور۔" ٹائیگر کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"مگر۔ مگر کیا۔ اوور۔" ـــــ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"چند روز پہلے اس کے کلب پر چند نامعلوم افراد نے حملہ کیا تھا۔ کلب کے اندر اور باہر زبردست فائرنگ کا تبادلہ ہوا تھا۔ اس معرکے میں خود جیکی دادا بھی لڑتا ہوا کلب سے باہر آ گیا تھا اور وہ تاک تاک کر حملہ آوروں کو مار رہا تھا۔ لیکن پھر ایک طرف سے ایک اندھی گولی آ کر اس کے سینے میں لگی اور وہ وہیں گر گیا۔ دو گھنٹوں کی مسلسل فائرنگ کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی۔ اس معرکے میں جیکی دادا کے کئی غنڈے بھی ہلاک ہوئے تھے جبکہ حملہ آوروں کے لاتعداد آدمی ہلاک و زخمی ہو گئے تھے جنہیں وہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ادھر جیکی دادا کے ساتھیوں نے اسے انتہائی تشویشناک حالت میں اٹھا کر ایک قریبی ہسپتال پہنچا دیا اور آپریشن کے بعد اس کے جسم سے گولی نکال لی گئی تھی۔ جس سے اس کی حالت خطرے سے باہر آ گئی تھی۔ اور وہ ابھی تک سول ہسپتال میں ہی ہے۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ کب کا واقعہ ہے۔ اوور۔" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"آج اس واقعہ کو چھ روز ہو گئے ہیں۔ اوور۔" ـــــ ٹائیگر نے

جواب دیا تو عمران کے چہرے پر حیرتوں کی آبشار بہنے لگی۔

"چھ روز۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ جیکی دادا ہی ہے۔ اوور۔" عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں آج صبح ہی اس سے ملنے ہسپتال گیا تھا۔ اوور۔" ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"جب شارک کلب پر حملہ ہوا تھا۔ تم اس وقت کہاں تھے اور کیا ان حملہ آوروں کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے۔ اوور۔" ـــــ عمران نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔

"حملہ آدھی رات کے بعد کیا گیا تھا۔ اس وقت میں اپنے فلیٹ میں تھا۔ اگلے روز جب میں شارک کلب گیا تب مجھے معلوم ہوا کہ وہاں کیا ہوا تھا۔ اس کے بعد میں فوراً جیکی دادا سے ملنے چلا گیا۔ میں نے اسے اپنا اچھا دوست بنا رکھا ہے۔ سب مجھے جانتے ہیں اس لئے مجھے اس سے ملنے سے نہیں روکا گیا۔ میں نے اس سلسلے میں جیکی دادا سے بات کی تھی مگر وہ ان حملہ آوروں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"اب تم کہاں ہو۔ اوور۔" ـــــ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"فی الحال تو اپنے فلیٹ میں ہی ہوں اور ہسپتال جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ اوور۔" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہسپتال جاؤ اور جا کر جیکی دادا سے ملو۔ میں تم سے پھر بات کروں گا۔ اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔ مسئلہ کیا ہے۔ آپ کے وہ سخت الفاظ میری سمجھ میں نہیں آئے۔ اوور۔"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ایک گھمبیر اور انتہائی خوفناک مسئلہ ہو گیا ہے اور اس مسئلے میں جیکی دادا کا نام سامنے آیا ہے اور اسی سلسلے میں تمہیں میں نے کال کی تھی۔ اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔ پھر اس نے کچھ سوچ کر ٹائیگر کو ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اگر جیکی دادا کو ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں آتے جاتے دیکھا گیا تھا تو ہسپتال میں کون ہے۔ اوور۔"۔۔۔ ساری تفصیل سن کر ٹائیگر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔ بہرحال تم ہسپتال جا کر جیکی دادا کو بغور دیکھو۔ ہو سکتا ہے ہسپتال میں موجود جیکی دادا کے میک اپ میں کوئی اور ہو یا پھر کوئی اور جیکی دادا کے روپ میں ڈاکٹر ریحان ملک سے ملتا رہا ہو۔ اگر ایسا ہے تو انہوں نے بڑے اونچے لیول پر گیم کھیلی ہے اور ہمیں ہر حال میں اس گیم کا پتہ لگانا ہے۔ اوور۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں آپ کو ایک گھنٹے میں فون کروں گا۔ آپ فلیٹ میں ہی ہیں۔ اوور۔"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ تم کال مت کرنا۔ میں تم سے خود رابطہ کر لوں گا۔ اوور۔" عمران نے کہا۔

"یس باس۔ اوور۔"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل۔"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب تو سارے کا سارا معاملہ ہی الجھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ حیرت ہے اگر جیکی دادا ہسپتال میں پڑا ہے تو ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں آنے والا جیکی دادا کون تھا۔"۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کیا اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے چند بٹن پریس کئے اور پھر وہ کال کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ۔ ہیلو۔ اوور۔"۔۔۔ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ ناٹران اٹنڈنگ یو۔ اوور۔"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"ناٹران۔ تم نے جس ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ کے بارے میں بتایا تھا۔ مجھے اس کے بارے میں مزید تفصیلات چاہئیں۔ اوور۔" عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"کیسی معلومات چیف۔ اوور۔"۔۔۔ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف کون ہے۔ اس ایجنسی میں کتنے ممبران ہیں اور ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اوور۔"۔۔۔ عمران نے

کہا۔

"اوکے چیف۔ میں یہ سب معلوم کر لوں گا۔ اوور۔" ــــــ ناٹران نے کہا۔

"اور اگر چیف اور ایجنسی کے ممبران کا بائیوڈیٹا اور ان کے فوٹوگرافس بھی مل جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"لیس چیف۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"کوشش نہیں نانسنس۔ مجھے یہ سب ہر حال میں چاہئے۔ سمجھے تم۔ ہر حال میں۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"لیس چیف۔ میں یہ سب کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور۔" ایکسٹو کا کرخت لہجہ سن کر دوسری طرف سے ناٹران نے گھبرا کر کہا۔

"میں تمہیں کل کال کروں گا۔ کل تک مجھے تمام تفصیلات مل جانی چاہئے۔ اوور۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"لیس چیف۔ اوور۔" ــــــ دوسری طرف سے ناٹران نے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل۔" ــــــ عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا بات ہے۔ ناٹران سے آپ بڑے سخت لہجے میں بات کر رہے تھے۔ پہلے تو کبھی آپ نے اس سے ایسے لہجے میں بات نہیں کی تھی۔" ــــــ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے اس نے بھی کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ کوشش کرے گا۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ میں حتمی اور مفصل رپورٹ مانگتا ہوں اور اسے جو بھی کام کہا جائے اسے پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہے اور کوشش کا لفظ کہہ کر کوئی اپنی جان چھڑانے کی کوشش کرے۔ کم از کم یہ ایکسٹو برداشت نہیں کر سکتا۔" ــــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ بات بھی ٹھیک ہے۔" ــــــ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"آخر ڈاکٹر ریحان ملک جا کہاں جا سکتا ہے۔" ــــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹائیگر کی رپورٹ کے مطابق ہسپتال میں اصلی جیکی دادا ہوا تو پھر آپ کیا کریں گے۔" ــــــ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پھر مجھے ایک بار پھر ڈاکٹر ریحان ملک اور جیکی دادا کو چیک کرنا پڑے گا۔ ڈاکٹر ریحان ملک کا کلیو مل ہی جائے گا۔ وہ ہے تو اسی دنیا میں ہی۔ میں اسے کھود نکالوں گا۔" ــــــ عمران نے کہا۔

"ہمارے لئے کیا ضروری ہے۔ ڈاکٹر ریحان ملک یا کافرستان میں موجود ڈیٹا ڈرائیو۔" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمارے لئے دونوں ضروری ہیں۔ ڈیٹا ڈرائیو کے ذریعے ریڈ لیبارٹری کا ماسٹر کمپیوٹر ری فریش کیا جائے گا اور رہا ڈاکٹر ریحان ملک۔ تو وہ ریڈ لیبارٹری کے بارے میں بہت کچھ بلکہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر وہ دولت کے لالچ میں بلاسٹنگ کوڈز دشمن ملک کے حوالے کر سکتا

ہے تو اس جیسے غدار انسان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ کسی دن ساری ریڈ لیبارٹری ہی دشمنوں کے حوالے کر دے۔ ایسے انسان کو تو میں جب تک اپنے ہاتھوں سے زندہ درگور نہ کر دوں میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔" عمران نے کہا۔ آخری الفاظ کہتے ہوئے اس کے لہجے میں بے پناہ سرد پن آ گیا تھا۔ اس کی بات سن کر بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جب تک ٹائیگر کچھ معلوم نہیں کر لیتا تب تک تم جولیا کو کال کرو۔ وہ تمام ممبران کو لے کر یہاں آ جائے۔ میں انہیں کافرستان لے جانے کے لئے بریف کرنا چاہتا ہوں۔" ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔

شاگل اپنے آفس میں موجود تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— اس نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"آنند بول رہا ہوں سر۔ انچارج پاکیشیائی سیکشن۔" ——— دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یہ بتا کر کہ تم پاکیشیائی سیکشن کے انچارج ہو مجھ پر رعب ڈال رہے ہو۔ نانسنس۔" ——— شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ مجھے اسی سیکشن کے تحت آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ اسی لئے میں نے یہ بات کی تھی۔" ——— دوسری طرف سے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" ——— شاگل نے کہا۔ لہجہ غصیلا ہی تھا۔

"جناب۔ سورج نگر سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں چند اجنبی آئے ہیں اور وہ سورج نگر کے سردار کے ہاں ٹھہرے ہیں۔"۔۔۔۔ آنند نے کہا۔

"اجنبی۔ کون ہیں وہ۔ کتنی تعداد ہے ان کی۔"۔۔۔۔ شاگل نے بری طرح سے چونک کر کہا۔

"ان کی تعداد سات ہے چیف۔ ان میں دو عورتیں بھی ہیں۔" آنند نے جواب دیا۔

"ان سات افراد کے بارے میں تمہیں کیسے معلوم ہوا۔" شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں نے تمام سرحدی علاقوں میں اپنے گروپ کے آدمی بھیج دیئے تھے۔ ان کے پاس عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلیے اور قد وقامت کی انفارمیشن بھی تھی۔ اسی طرح میں نے دارالحکومت اور اردگرد کے علاقوں میں بھی اپنے آدمی پھیلا رکھے ہیں۔ دارالحکومت سے تو کوئی اطلاع نہیں ملی البتہ سورج نگر سے ابھی کچھ دیر پہلے اطلاع آئی ہے کہ سات اجنبی سورج نگر کے سردار سورج سنگھ کے گھر آئے ہیں اور وہ ابھی وہیں ہیں۔ ان سب کے حلیے عمران اور اس کے ساتھیوں جیسے تو نہیں ہیں مگر ان کے قد وقامت سے ضرور اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ سورج نگر اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں قبائلی نظام رائج ہے اور سورج نگر ان تمام قبیلوں کا سردار ہے۔ اگر ہم نے ان کے گھر کی طرف

پیش قدمی کی تو صورتحال انتہائی مخدوش ہو جائے گی۔ اب جیسے آپ حکم دیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آنند نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے آدمیوں نے ان کے سپیشل ڈیجیٹل کیمروں سے فوٹو گرافس نہیں لئے۔ جن سے پتہ چل سکے کہ وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ان کی تصویریں لی گئی تھیں سر۔ مگر ان کے میک اپ چیک نہیں ہو سکے۔ شاید انہوں نے خاص قسم کے میک اپ کر رکھے ہیں۔ جس سے ان کی ڈیجیٹل کیمرے میں اصلی تصویریں نہیں آئیں۔"۔۔۔ آنند نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو نانسنس۔ وہ کوئی اور بھی ہو سکتے ہیں۔"۔۔۔ شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ممکن ہے سر۔"۔۔۔۔ آنند نے کہا۔

"یو نانسنس۔ احمق۔ کیا تم میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جب تک تمہارے پاس حتمی اطلاع نہیں تھی تو تم نے مجھے کال ہی کیوں کی ہے۔ پہلے ان کے بارے میں معلوم کرتے۔ پھر مجھے بتاتے۔ نانسنس۔"۔۔۔۔ شاگل نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس سر۔ وہ۔ وہ۔"۔۔۔۔ آنند نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ بے وقوف آدمی انہیں وہاں سے اغوا کرو اور ان سے پوچھ گچھ کرو۔ اور اگر ان پر ہلکا سا بھی شک ہو تو انہیں مہلت دیئے بغیر ہلاک کر دو۔ گولیاں مار کر ان کی لاشیں لانا میرے سامنے۔ سمجھے تم۔ نانسنس۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس۔ یس سر۔ مم۔ میں اب یہی کروں گا۔ بالکل کروں۔ یہی کروں گا۔"۔۔۔۔ آنند نے اسی طرح بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا تو شاگل نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ نانسنس۔ صحیح ڈھنگ سے ان سے کوئی کام ہوتا نہیں۔ بس مجھے کال ملا لیتے ہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"سپیشل فون پر میری پاکیشیا میں وہاں کے گروپ انچارج سنتوش سے بات کراؤ۔ ابھی۔"۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ شاگل گہری سوچ میں کھو گیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔"۔۔۔۔ شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں سنتوش بول رہا ہوں۔ پاکیشیا سے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کھردری سی آواز سنائی دی۔

"سنتوش۔ عمران کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ تمہارا گروپ اس کی نگرانی کر رہا ہے یا نہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ ہم مسلسل اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سنتوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ کہاں ہے وہ۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"وہ عام طور پر اپنے فلیٹ میں ہی رہتا ہے باس۔ جب تک وہ فلیٹ میں رہتا ہے ہماری نگرانی میں رہتا ہے۔ مگر جب وہ فلیٹ سے نکل کر کہیں جاتا ہے تو ہمیں اس پر نظر رکھنی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ ہماری مشینری میں کمی ہے۔ اگر ہم اس کا تعاقب کریں تو ہمیں فوراً اس کی نظروں میں آنے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس لئے ہم صرف اس کے فلیٹ کی حد تک ہی نگرانی کرتے ہیں۔"۔۔۔۔ سنتوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بے وقوف۔ میں پوچھ رہا ہوں۔ وہ اب کہاں ہے۔"۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے فلیٹ میں آیا تھا باس اور اب تک وہ فلیٹ میں ہی ہے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سنتوش نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں کنفرم ہے کہ وہ فلیٹ میں ہی ہے۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے اسے فلیٹ میں خود جاتے دیکھا تھا۔" دوسری

طرف سے سنتوش نے کہا۔

"اوکے۔ تم اس کی نگرانی وسیع کر دو۔ وہ کسی بھی وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافرستان کے خلاف کام کرنے کے لئے کافرستان کا رخ کر سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ایئر پورٹ، بندرگاہ یا کسی بھی راستے سے ملک سے باہر نکلنے کی کوشش کرے تو تم مجھے فوراً اطلاع دو۔ اس سلسلے میں اگر تم نے ذرا سی بھی کوتاہی کی تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ سمجھ گئے تم۔"۔۔۔۔شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ہر ممکن طریقے سے عمران کو اپنی نظر میں رکھوں گا۔"۔۔۔۔دوسری طرف سے سنتوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ اوکے بائے۔"۔۔۔۔شاگل نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ عمران اگر پاکیشیا میں ہے تو پھر وہ ون مین شو کی طرح سورج نگر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیسے نظر آ سکتا ہے۔ آنند کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ نانسنس۔ نکمے۔ کام چور۔ کام تو انہیں کرنا ہی نہیں آتا۔ مفت میں روٹیاں توڑ رہے ہیں سب کے سب نانسنس۔" شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک بار پھر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔"۔۔۔۔اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"آنند بول رہا ہوں چیف۔"۔۔۔۔دوسری طرف سے آنند کی

گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیوں فون کیا ہے۔ اور تمہاری آواز میں گھبراہٹ کیوں ہے۔" شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کنفرم ہو گیا ہے باس۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔" دوسری طرف سے آنند نے کہا تو شاگل اس بری طرح سے اچھلا جیسے اسے ہزاروں وولٹ کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ عمران اور اس کے ساتھی۔ کیا مطلب۔ کیسے معلوم ہوا۔"۔۔۔۔اس بار شاگل نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ان کے جو مجھے فوٹو گرافس بھجوائے گئے تھے۔ میں نے ان کے پرنٹ بلیو لائیٹ سکینر سے چیک کئے ہیں۔ بلیو لائیٹ سکینر نے ان کے اصلی چہرے نمایاں کر دیئے ہیں اور میں ان سب کو بخوبی پہچانتا ہوں۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔"۔۔۔۔دوسری طرف سے آنند نے کہا اور اس کی بات سن کر شاگل کے چہرے کا رنگ یکلخت متغیر ہو گیا۔

"اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری ابھی پاکیشیا میں موجود فارن ایجنٹ سے بات ہوئی ہے۔ اس نے تو کہا ہے کہ عمران پاکیشیا میں اپنی رہائش گاہ میں ہی ہے۔"۔۔۔۔شاگل نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اس نے آپ کو غلط رپورٹ دی ہے سر۔ میں نے بلیو لائیٹ سکینر

سے ان کے دوسرے پرنٹ نکال لئے ہیں۔ اگر کہیں تو وہ پرنٹ میں آپ کو بھجوا دوں۔"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے آنند نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔تم خود پرنٹس لے کر فوراً میرے پاس آ جاؤ۔" شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے آنند نے کہا۔

"ایک گھنٹہ۔ اوہ۔ نانسنس۔ ایک گھنٹے میں تو نہ جانے کیا ہو جائے۔ وہ کسی اور طرف نکل گئے تو۔ سورج نگر میں تمہارے کتنے آدمی ہیں۔"۔۔۔۔۔شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دس آدمی ہیں سر۔"۔۔۔۔۔آنند نے کہا۔

"دس آدمی۔ ہونہہ۔ اگر وہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو وہ تمہارے ان دس آدمیوں کو تو سالم ہی نگل جائیں گے۔ تم نہیں جانتے وہ سب عفریت ہیں۔ خوفناک عفریت۔"۔۔۔۔۔شاگل نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس۔یس سر۔"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے آنند نے کہا۔

"کیا یس سر۔یس سر کی رٹ لگا رہے ہو۔ نانسنس۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ان سے دور رہ کر جدید مشینوں سے ان کی نگرانی جاری رکھیں۔ وہ کسی بھی حال میں ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے چاہئیں۔ اگر ایسا ہوا تو میں تمہیں اور تمہارے سارے سیکشن کو زندہ دفن کر دوں گا۔"۔۔۔۔۔شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں۔"۔۔۔۔۔آنند نے فوراً کہا۔

"ان کے فوٹو گرافس لے کر جلد میرے پاس آؤ۔ ہری اپ۔" شاگل نے کہا اور دوسری طرف سے آنند کا جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور الجھن کے ملے جلے سے تاثرات نمایاں ہو رہے تھے کہ اگر سنتوش کی اطلاع کے مطابق عمران ابھی پاکیشیا میں ہی ہے تو پھر اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ وہ کون ہے جسے آنند کہہ رہا ہے کہ وہ عمران ہے۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا۔ مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اب وہ آنند کے آنے کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔

عمران اپنے چھ ساتھیوں جولیا، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، کراسٹی اور ٹائیگر کے ساتھ کافرستان کے سرحدی علاقے سورج نگر سے نکل کر رات کی تاریکی میں دو جیپوں میں سوار قریبی شہر آسون جا رہے تھے۔ سورج نگر کا سردار سورج سنگھ وہاں قدیم دور کے مشہور قبیلے داگانا سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ نسل در نسل وہاں صدیوں سے رہتے چلے آ رہے تھے۔ ان کا بظاہر پیشہ لکڑیاں کاٹنا اور بھیڑ بکریاں پالنا تھا۔ لیکن در حقیقت سورج سنگھ ایک بہت بڑا سمگلر تھا۔ جو کافرستان اور پاکیشیا سے اسلحے اور منشیات کے ساتھ ساتھ انسانی سمگلنگ کا بھی بے تاج بادشاہ سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کا اردگرد کے علاقوں میں زبردست اثر و رسوخ تھا۔ وہ دیکھنے میں ایک عام اور بوڑھا سا آدمی تھا۔ مگر حقیقت میں وہ بے حد چالاک اور خطرناک ترین انسان تھا۔

ٹائیگر کا چونکہ ایسے لوگوں سے گٹھ جوڑ رہتا تھا اور ایسے لوگ سرحد

کراس کرانے میں بھی معاون ثابت ہوتے تھے۔ اس لئے عمران کے حکم سے وہ ایسے افراد سے زیادہ سے زیادہ تعلقات رکھتا تھا اور آج یہی تعلق عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان میں داخل کرانے کا موجب بن گیا تھا۔ ٹائیگر کے سورج سنگھ کے ساتھ گہرے اور خاص تعلقات تھے اور سورج سنگھ ٹائیگر کی صلاحیتوں، اس کی ذہانت اور اس کی کارکردگی سے بے حد متاثر تھا۔ اس لئے اس کے کہنے پر وہ راتوں رات عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو چرواہوں کے بھیس میں کافرستان لے آیا تھا۔ اور اب وہ سب اس کے مہمان تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی جلد سے جلد وہاں سے نکلنا چاہتے تھے مگر سورج سنگھ نے ٹائیگر سے کہہ کر انہیں ایک رات کے لئے اپنا مہمان بنا لیا تھا۔ انہیں رہنے کے لئے بہترین رہائش گاہ کے ساتھ ان کی ضرورت کی ہر چیز انہیں فراہم کر دی تھی۔

وہ سب میک اپ میں تھے اور عمران ان کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا انہیں تفصیلات بتا رہا تھا کہ انہیں وہاں کیا کرنا ہے۔ ناٹران کی رپورٹ عمران کو مل چکی تھی۔ اس نے ایکسٹو کو ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے بارے میں تمام معلومات فراہم کر دی تھیں۔ ادھر ٹائیگر نے بھی عمران کو بتا دیا تھا کہ ہسپتال میں جیکی دادا کے میک اپ میں کوئی اور نہیں بلکہ وہ خود ہی تھا۔ جس سے عمران سمجھ گیا کہ جس جیکی دادا کو ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں آتے جاتے دیکھا گیا تھا اس کا تعلق بھی کسی کافرستانی ایجنسی سے ہی ہوگا اور یقیناً انہوں نے ہی اصلی جیکی دادا کو

اس حال میں پہنچایا تھا تا کہ وہ اس کی آڑ میں اپنا کام کر سکیں اور دوسروں کی نظروں میں آنے پر یہی ظاہر ہو کہ اس سارے معاملے میں جیکی دادا کا ہاتھ ہے۔عمران نے جیکی دادا کے کلب میں اس کے آفس اور پھر اس کی رہائش گاہ کو بھی چیک کیا تھا مگر اسے وہاں سے ایسا کوئی کلیو نہیں ملا تھا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ جیکی دادا کی کبھی ڈاکٹر ریحان ملک سے بات ہوئی ہو۔اس کے بعد عمران ایک بار پھر ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں گیا۔ وہاں باریک بینی سے جائزہ لینے کے باوجود جب اسے کچھ نہ ملا تو اسے ڈاکٹر ریحان ملک کے ان ملازمین کا خیال آیا جنہیں زہر سے ہلاک کیا گیا تھا۔

ان ملازمین کی تعداد پانچ تھی جبکہ اردگرد کے رہائشیوں سے جو معلومات ملی تھیں ان کے مطابق ملازمین کی تعداد صرف چار تھی۔ ان میں پانچواں ملازم کون تھا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ ان سب کو گولیاں ماری گئی تھیں۔عمران نے سردخانے میں جا کر ان لاشوں کو چیک کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ پانچواں ملازم ڈاکٹر ریحان ملک ہی تھا۔ جسے ملازموں جیسا میک اپ کر کے اور لباس پہنا کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے یہ سارا چکر معاملے کو الجھانے کے لئے کیا گیا تھا۔ کافرستانی ایجنٹوں نے ذہانت سے کام لیتے ہوئے ڈاکٹر ریحان ملک سے بلاسٹنگ کوڈ بھی حاصل کر لئے تھے اور اسے ہلاک بھی کر دیا تھا۔

رہائش گاہ سے ظاہر ہے جب ڈاکٹر ریحان ملک کی لاش ہی نہ ملتی تو یہی کیا خیال جانا تھا کہ ڈاکٹر ریحان ملک نے ہی اپنے ملازمین کو

ہلاک کیا تھا اور سب کچھ سمیٹ کر وہاں سے فرار ہو گیا تھا اور پھر اس پر طرہ یہ کہ گریٹ لینڈ میں اس کے بیوی بچوں کو بھی غائب کر دیا گیا تھا۔ جس سے اس بات کو تقویت ملتی تھی کہ ڈاکٹر ریحان ملک اپنے بیوی بچوں کو بھی گریٹ لینڈ سے نکال لے گیا ہے۔ کافرستانی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ایجنٹوں نے اس بار واقعی عمران کو بری طرح سے الجھا کر رکھ دیا تھا مگر ڈاکٹر ریحان ملک کی لاش ملتے ہی تمام معاملے سلجھتے چلے گئے۔ اور عمران کو آخر یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ وہ اپنی ٹیم کے ساتھ کافرستان جائے اور کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کو ٹریس کر کے نہ صرف ان کا تارو پود بکھیرے بلکہ ان سے بلاسٹنگ کوڈز کی ڈیٹا ڈرائیو بھی ہر صورت میں واپس لائے۔ چنانچہ اس نے ٹائیگر سے بات کی اور اس کے کہنے پر ٹائیگر نے سورج نگر کے سردار سورج سنگھ سے رابطہ کیا۔ اس طرح وہ کافرستان کے سرحدی علاقے میں پہنچ گئے۔

عمران کو اس بات کا بھی پتہ تھا کہ اس کے فلیٹ کی بھرپور نگرانی کی جا رہی ہے۔ گو نگرانی کرنے والے اس کے سامنے تو نہیں تھے۔ مگر عمران نے اپنے فلیٹ کے اردگرد چند ریز اور ان کی چمک محسوس کی تھی جس سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس کی جدید آلات اور مشینری سے چیکنگ کی جا رہی تھی۔ اور ایسا ظاہر ہے کافرستانی کوئی ایجنسی یا پھر ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہی کرا رہی تھی تا کہ اگر عمران بلاسٹنگ کوڈز کے لئے وہاں سے نکلے تو انہیں پیشگی اطلاع مل سکے۔ اس لئے عمران نے سلیمان سے کہہ دیا تھا کہ وہ اس کی غیر موجودگی میں چند دن اس کے

میک اپ میں رہے اور کسی کو ایسا کوئی تاثر نہ دے جس سے یہ پتہ چل سکے کہ وہ عمران نہیں بلکہ سلیمان ہے۔

ڈیٹا ڈرائیو کہاں تھی اور اسے کافرستان والوں نے کس مقصد کے لئے حاصل کیا تھا۔ یہ بات ابھی عمران کو معلوم نہ ہو سکی تھی۔ اس کے سامنے صرف ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا نام آیا تھا اور ناٹران نے بتایا تھا کہ ٹاپ ایجنسی کا چیف کوئی کرنل ترپاٹھی ہے اور عمران نے فوری طور پر اس کے خلاف کام کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ایجنٹ جنہوں نے ڈاکٹر ریحان ملک سے بلاسٹنگ کوڈز حاصل کئے تھے۔ ظاہر ہے انہوں نے وہ ڈیٹا ڈرائیو اپنے چیف کو ہی پہنچائی ہو گی۔ اس کے بعد اس ڈرائیو کو آگے کہیں بھجوایا گیا ہو گا۔ عمران کے پاس اب یہی ایک راستہ تھا کہ وہ کسی طرح ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کرنل ترپاٹھی تک پہنچ جاتا۔ اس سلسلے میں ناٹران نے خاصا کام کیا تھا۔ اس نے ایکسٹو کو بتایا تھا کہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا مین ہیڈ کوارٹر کافرستان کے جنوب میں ساماگا نامی جنگل میں ہے۔ جس کا ایک حصہ جنگل اور دوسرا ریگستان پر مشتمل تھا۔ اور یہ علاقہ بستیوں اور عام آبادیوں سے بہت دور تھا۔ جہاں کسی عام و خاص کو آنے جانے کی اجازت نہیں تھی۔

ناٹران نے انتہائی کوششوں کے بعد ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کا نام بھی معلوم کر لیا تھا مگر چیف کرنل ترپاٹھی کہاں رہتا تھا اور وہ کس روپ میں تھا اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ ناٹران کی رپورٹ کے مطابق کرنل ترپاٹھی کا اپنے ہیڈ کوارٹر میں بھی آنا جانا نہیں

تھا نہ ہی اس کی ایجنسی کے افراد اسے اصلی نام اور اصلی شکل سے جانتے تھے۔ کرنل ترپاٹھی کا اپنے ممبران سے فون اور ٹرانسمیٹر پر ہی رابطہ رہتا تھا اور وہ احکامات کے لئے مخصوص کوڈز استعمال کرتا تھا جسے اس کی ایجنسی کے ممبران ہی سمجھتے تھے۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پروگرام بنایا تھا کہ وہ سب دو حصوں پر کام کریں گے۔ جولیا، صفدر، تنویر، کراسٹی اور کیپٹن شکیل ساماگا جنگل میں جا کر ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے جبکہ عمران اپنے ساتھ ٹائیگر کو لے جائے گا اور اس کا کام ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کرنل ترپاٹھی کو تلاش کرنے کا ہو گا۔ اسے اس بات کی قوی امید تھی کہ بلاسٹنگ کوڈز انہیں یا تو ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے ملیں گے یا پھر کرنل ترپاٹھی سے۔ اس لئے عمران انہیں جنگل کی طرف جانے والے راستوں کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے انہیں ہدایات دے رہا تھا۔

عمران نے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس مشن پر کام کرتے ہوئے کافرستان کی دوسری ایجنسیاں بھی آڑے آ سکتی ہیں مگر انہیں ان ایجنسیوں سے ہر حال میں بچ کر اپنے مین ٹارگٹ تک پہنچنا ہو گا۔ چاہے اس کے لئے انہیں تیز رفتار ایکشن سے ہی کیوں نہ کام لینا پڑے۔ اور وہ ساماگا جنگل میں ان ایکشن ہو کر ہی پہنچ سکتے ہیں۔ تنویر اس بات سے بے حد خوش تھا کہ وہ کافرستان میں کھل کر اور اپنے مخصوص ڈیشنگ انداز میں کام کر سکتا ہے۔

ٹائیگر کے کہنے پر سورج سنگھ نے عمران کو اپنی معاونت کا یقین دلاتے ہوئے اس کی خواہش کے مطابق ان کی مرضی کا سامان مہیا کر دیا تھا۔ اور انہیں سورج نگر سے شہر پہنچانے کا بھی انتظام کر دیا تھا۔عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ وہ رات وہیں گزار کر صبح اپنے اپنے راستوں پر چلے جائیں گے۔ اور پھر عمران اور اس کے ساتھی گھومنے پھرنے کی غرض سے جیسے ہی باہر نکلے۔عمران کو فوراً معلوم ہو گیا کہ وہ اور اس کے ساتھی کسی کی نظروں میں آ گئے ہیں اور ان کی بھر پور نگرانی کی جا رہی ہے۔تب عمران نے سورج نگر سے راتوں رات نکلنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس سلسلے میں ایک بار پھر سورج سنگھ کا تعاون حاصل کیا گیا۔ جس نے انہیں رات کے اندھیرے میں چند خفیہ راستوں سے نکال کر سورج نگر سے دور بھجوا دیا۔ اور انہیں دو جیپیں فراہم کر دی گئیں۔ جس سے وہ قریبی شہر آسون جا سکتے تھے۔

اگلی جیپ میں عمران کے ساتھ ٹائیگر اور جولیا تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ پچھلی جیپ میں صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل، تنویر اور کراسٹی تھے۔ تنویر کو اس بات سے بے حد کوفت ہو رہی تھی کہ جولیا عمران کے ساتھ اگلی جیپ میں کیوں گئی تھی مگر وہ ساتھیوں کی موجودگی میں خاموش ہو گیا تھا۔

”آخر تمہیں راتوں رات یہاں سے نکلنے کی کیا ضرورت آن پڑی تھی۔ اچھا بھلا تم نے خود ہی صبح یہاں سے جانے کا پروگرام بنایا تھا“ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اپنے فائدے کے لئے۔“ ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔

”اپنے فائدے کے لئے۔ کیا مطلب۔ اس میں تمہارا کیا فائدہ ہے“ ——— جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ جیسے وہ عمران کی بات نہ سمجھ سکی ہو۔

”دن کے اجالے میں یہ موقع ملتا نہ ملتا۔ کم از کم رات کے سفر میں تو تم میری ہمسفر ہو۔ کیا یہ میرا فائدہ نہیں ہے۔“ ——— عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اس میں بھلا تمہارا کیا فائدہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دو فائدے ہیں۔ ایک تو تنویر ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ دوسرے میں تم سے اپنے دل کی بات کر سکتا ہوں۔“ ——— عمران نے کہا۔

”دل کی بات۔ ہونہہ۔ تمہارے پاس دل ہے۔ یہ واقعی آج ہی معلوم ہوا ہے۔“ ——— جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”چلو معلوم تو ہو گیا۔ اب تو تم اس کی پرسان حال بن سکتی ہو نا۔“ عمران نے کہا۔

”فضول باتیں مت کرو۔ جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو۔“ ——— جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”تم نے جو پوچھنا ہے بعد میں پوچھ لینا۔ پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔“ ——— عمران نے کہا۔

”کون سے سوال کا جواب۔“ ——— جولیا نے چونک کر کہا۔

"کیا تمہیں میری حالت پر کوئی ترس نہیں آتا۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ ڈھیٹ عاشقوں جیسا تھا۔

"کیا ہوا ہے تمہاری حالت کو۔ اچھے بھلے تو ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ میرا نہیں۔ تمہاری آنکھوں کا قصور ہے جو تمہیں میری دلگداز حالت نظر نہیں آ رہی۔ میں پاگل ہو رہا ہوں دیوانہ ہو رہا ہوں۔ میرے دل و دماغ میں بس ایک ہی طوفان برپا ہو رہا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"کیسا طوفان۔"۔۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔ عمران کی باتیں سن کر اس کی آنکھوں میں قدرے دلچسپی سی ابھر آئی تھی اور اس کا چہرہ سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا جیسے عمران واقعی اس کے دل کی بات کہنا چاہ رہا ہو۔

"وہی طوفان جس نے میرے تمام احساسات، تمام خیالات کو تہہ و بالا کر رکھا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پھر وہی بات۔ کچھ بولو گے تو پتہ چلے گا نا کہ تمہارے دل میں کون سے طوفان اٹھ رہے ہیں۔"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میرا دل چاہ رہا ہے کہ آج میں تم سے وہ بات کہہ دوں جسے میں کب سے دل میں سمائے بیٹھا ہوں۔"۔۔۔۔ عمران نے والہانہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت بھری ہوئی تھی۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے اس کی طرف جیسے نہ

یقین آنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل سچ۔ مجھے اس رات کی تاریکی میں جیپ کی ڈرائیونگ کرتے ہوئے ٹائیگر اور اس سارے سامان کی قسم جو جیپ میں رکھا ہے۔ جولیا۔ اگر تم اجازت دو تو میں آج ٹائیگر کو اپنا گواہ بنا کر کہہ دوں۔"۔۔۔۔ عمران نے یہ سب کچھ اس انداز میں کہا کہ ٹائیگر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ جبکہ جولیا اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھنے لگی تھی کہ جیسے عمران ایک بار پھر اس کے جذبات کا مذاق اڑانے کی کوشش میں ہو۔

"عمران پلیز۔ کم از کم میرے ساتھ ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے تمہاری کسی بھی بات پر یقین نہیں ہے۔"۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں جانتا تھا کہ تم میری باتوں پر یقین نہیں کرو گی۔ میں کچھ بھی کہوں تم اسے جھوٹ ہی سمجھو گی۔ مگر ہائے افسوس۔ تمہیں میرے دل کی حالت معلوم نہیں ہے۔ میرا دل۔ میرا دل۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اچانک اس کی آنکھوں میں نمی سی تیرنے لگی۔ چاند کی روشنی میں اس کی چمکدار آنکھوں میں نمی دیکھ کر جولیا حقیقتاً بوکھلا گئی۔

"تمہاری آنکھیں۔ اوہ۔ کیا تم رو رہے ہو۔"۔۔۔۔ جولیا نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم ان بھیگی آنکھوں پر ہی یقین کر لو۔ کہ میرا دل کیا چاہ رہا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے روہانسے انداز میں کہا۔

"عمران۔ تمہارا یہ انداز۔ اوہ۔ اوہ۔ اب تو میرا بھی دل دھڑکنا

شروع ہو گیا ہے۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”اپنے دل کی دھڑکنیں روکو۔ اور میرے دل کی دھڑکیں سنو۔ جو تم سے کچھ کہی رہی ہیں۔“ ——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اب ٹائیگر کے چہرے پر بھی حیرانی ابھر آئی تھی۔ اس نے عمران کا یہ انداز پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ عمران آخر جولیا سے کیا کہنا چاہ رہا ہے اور اس کا یہ والہانہ انداز کیا وہ واقعی جولیا سے اظہار محبت کرنا چاہ رہا ہے۔

”میں تمہارے دل کی دھڑکنیں سن رہی ہوں عمران۔ تمہاری دھڑکنوں کے ساتھ اب تو میری دھڑکنیں بھی مل گئی ہیں۔ میرا بھی یہی دل چاہ رہا ہے جو تمہارا چاہ رہا ہے۔“ ——— جولیا نے بھی جیسے عمران کے رنگ میں رنگتے ہوئے کہا اور ان کی یہ باتیں سن کر ٹائیگر کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچنے لگی۔

”بب۔ باس۔“ ——— اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خاموشی سے گاڑی چلاؤ ٹائیگر۔ اپنی آنکھیں سکرین پر رکھو اور کان بند کر لو۔ آج پہلی بار دو دلوں کی دھڑکنیں ایک دوسرے سے کچھ کہنے جا رہی ہیں۔ تم ہمارے درمیان آ کر ظالم سماج بننے کی کوشش مت کرو۔“ ——— عمران نے کہا۔

”ہاں ٹائیگر۔ تم خاموش رہو۔ آج پہلی بار عمران مجھ سے اس انداز میں باتیں کر رہا ہے جسے سننے کے لئے میرے کان نہ جانے کب سے ترس رہے تھے۔ بولو عمران بولو۔ کہہ دو اپنے دل کی بات۔“ ——— جولیا

اسی انداز میں کہا تو ٹائیگر کو یوں لگا جیسے وہ ان دونوں کے درمیان خود کو چغد محسوس کر رہا ہو۔

”کیا واقعی تم بھی یہی سوچ رہی ہو جو میں سوچ رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بالکل۔ میری اور تمہارے دل کی دھڑکنیں ایک ہو گئی ہیں۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”سچ۔“ ——— عمران نے بھرپور وارفتگی سے کہا۔

”بالکل سچ۔“ ——— جولیا نے بھی اسی انداز میں کہا۔

”تو پھر پہلے تم کہو نا۔“ ——— عمران نے کہا۔

”نہیں۔ پہلے تم۔“ ——— جولیا نے اٹھلا کر کہا۔

”اوہ۔ نہیں۔ لیڈیز فرسٹ۔ تم نہیں جانتی۔ جب کوئی لڑکی کسی لڑکے سے کچھ کہتی ہے تو لڑکے کا سیروں خون بڑھ جاتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نہیں کہوں گی۔ پہلے تم بولو۔“ ——— جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم کہتی ہو تو پہلے میں ہی اپنے دل کا حال تمہارے سامنے عیاں کر دیتا ہوں۔“ ——— عمران نے کہا تو ٹائیگر کا ہاتھ سٹیئرنگ پر بے اختیار بہک گیا اور جیپ ایک لمحے کے لئے لہرا سی گئی۔

”ارے۔ ارے کیا کر رہے ہو۔ جیپ سنبھالو۔ تم کیوں۔ دو دلوں کی آواز ایک ہونے سے پہلے جدا کرنا چاہتے ہو۔“ ——— عمران نے

کہا۔

"بب۔ باس۔"۔۔۔ ٹائیگر ایک بار پھر کرایا۔

"جولیا۔"۔۔۔ عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران۔"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں کہنے لگا ہوں۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کہو نا عمران۔ اب کیوں میرے کانوں کو ترسا رہے ہو۔" جولیا نے کہا۔

"تو سنو۔ میں۔ میں۔"۔۔۔ عمران نے اس انداز میں کہا جیسے الفاظ اس کا ساتھ نہ دے رہے ہوں یا اس میں کچھ کہنے کی ہمت نہ ہو رہی ہو۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں سن رہی ہوں بولو عمران۔ بولو۔"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ٹائیگر۔ تم نے اپنے کان بند کر رکھے ہیں نا۔"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ اگر آپ کہیں تو میں جیپ روک کر باہر چلا جاؤں۔" ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ جیپ نہ روکنا۔ مجھے جو کہنا ہے وہ میں چلتی ہوئی جیپ میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ کیوں جولیا۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ٹائیگر کا خیال درست ہے ہمیں جیپ روک لینی چاہئے۔"

[illegible] نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ٹائیگر روک لو جیپ۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور اس نے فوراً جیپ روک لی۔ جیپ رکتے ہی وہ جمپ لگا کر جیپ سے اتر گیا۔

ابھی ٹائیگر کے قدم زمین پر لگے ہی تھے کہ عمران بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر جولیا بھی چونک پڑی۔ عمران سر اٹھا کر غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا۔"۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظالم سماج۔"۔۔۔ عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر وہ ٹائیگر کی طرف مڑا۔

"ٹائیگر فوراً گاڑی میں بیٹھو اور ہیڈ لائٹس آف کر دو۔ ہری اپ۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر دوبارہ جمپ لگا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے فوراً ہیڈ لائٹس آف کر دیں۔

جیسے ہی ٹائیگر نے ہیڈ لائٹس آف کیں۔ عمران نے جیپ سے سر نکال کر پیچھے آنے والی جیپ کو مخصوص اشارہ کیا تو پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود صفدر نے بھی ہیڈ لائٹس بجھا دیں۔

"آخر بات کیا ہے۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو رہے ہو۔" جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ انجن بھی بند کر دو۔ جلدی۔"۔۔۔ عمران نے جولیا کو جواب دینے کے بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے فوراً

جیپ کو دائیں پہاڑی کی طرف کیا اور جیپ روک کر انجن بند کر دیا۔ اس کے پیچھے آنے والی دوسری جیپ بھی رک گئی۔ جیپ رکتے ہی عمران فوراً جیپ سے اتر گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ پہلے آپ نے مجھے ہیڈ لائٹس آف کرنے کا اشارہ کیا تھا اب جیپ روک لی ہے۔''۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جیپ سے نیچے آ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ باقی افراد بھی جیپوں سے نکل آئے تھے۔

''آگے خطرہ ہے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

''خطرہ۔ کیا مطلب۔ یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے۔'' جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ انہیں وہاں واقعی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

''لگتا ہے تم سب بہرے ہو گئے ہو۔ غور کرو۔ دوسری طرف سے آنے والی جیپوں اور گاڑیوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی ہیں۔'' عمران نے کہا تو وہ جیسے کان لگا کر آوازیں سننے لگے اور پھر انہیں واقعی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

''اوہ۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس طرف بیسیوں گاڑیاں آ رہی ہیں۔ اوہ۔ حیرت ہے۔ آنے والی گاڑیوں کی آوازیں بے حد کم ہیں جس سے صاف اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ ابھی یہاں سے بہت دور ہیں۔ عمران صاحب آپ نے ان آوازوں کو چلتی جیپ کی

میں بھی سن لیا تھا۔ حیرت ہے۔ عمران صاحب کی قوت سماعت بے حد تیز ہے۔''۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے حیرت زدہ لہجے میں

''یہ آوازیں میری جیپ رکتے ہی مجھے سنائی دی تھیں۔ بہر حال یہ حیران ہونے کا نہیں ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ چلو جلدی کرو۔ جیپوں سے اپنا سامان نکالو اور اس پہاڑی پر چڑھ جاؤ۔'' عمران نے کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے جیپوں سے اپنے سفری بیگ اور دوسرا سامان نکالنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں وہ کاندھوں پر بیگ ڈال کر اور ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے تیزی سے دائیں پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ جیپوں اور دوسری گاڑیوں کی آوازیں اب واضح ہوتی جا رہی تھیں۔ شاید وہ نہایت تیز رفتاری سے اس طرف آ رہے تھے۔

پہاڑی کی بلندی پر آ کر عمران نے ایک چٹان کے پیچھے سے سر نکال کر دوسری طرف دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر وہ اور اوپر آ گیا۔ اس کے پیچھے باقی سب بھی اوپر آ گئے۔ ان کے سامنے ایک اور پہاڑی تھی جس کے عقب سے انہیں آنے والی گاڑیوں کی تیز سرچ لائٹس نظر آ رہی تھیں۔

''ان کی تعداد تو کافی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔''۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"کون ہو سکتے ہیں وہ۔ کیا سیکرٹ سروس؟" ـــــــ صفدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ شاید انہیں ہمارے سورج پور سے نکلنے کی خبر مل گئی ہے اور ہمیں گھیرنے کے لئے شاگل نے پاکو کی پوری فورس بھیج دی ہو۔" ـــــــ عمران نے کہا۔

"شاگل۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف تو پنڈت نارائن ہے۔" کیپٹن شکیل نے حیرت سے کہا۔

"نہیں۔ پنڈت نارائن کی جگہ سیکرٹ سروس کا چارج ایک بار پھر شاگل کو دے دیا گیا ہے اور شاگل کو تو تم لوگ جانتے ہی ہو۔ وہ ایک کی جگہ دس افراد بھیجتا ہے۔" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ہمیں ان سے چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔ آنے دو انہیں ہمارے بازوؤں میں اتنا دم ہے کہ ہم ان کی بڑی سے بڑی فورس مقابلہ کر سکیں۔" ـــــــ تنویر نے کہا۔

"فضول باتیں مت کرو تنویر۔ ہم یہاں ایک اہم مشن پورا کرنے آئے ہیں۔ ہمیں سیکرٹ سروس اور ان کی فورس میں الجھ کر اپنا وقت برباد نہیں کرنا۔" ـــــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں ان ایکشن ہونا پڑے گا۔" ـــــــ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"وہ سب ہم ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے لئے کریں گے۔ ابھی ہم

ٹ سے بہت دور ہیں۔" ـــــــ عمران نے کہا۔

کین۔" ـــــــ تنویر نے کہنا چاہا۔

وئی لیکن ویکن نہیں۔ نکلو یہاں سے۔ ہری اپ۔" ـــــــ عمران لہجے میں کہا اور تیزی سے پہاڑی کی دوسری طرف اترنے لگا۔ ے دیکھا دیکھی اس کے باقی ساتھی بھی پہاڑی سے نیچے اترتے گئے۔ پھر وہ دوسری پہاڑی کی طرف بڑھے۔ اس پہاڑی کے طرف ایک راستہ سا جاتا دکھائی دے رہا تھا۔

"اس طرف چلو۔" ـــــــ عمران نے کہا اور وہ سب اسی راستے کی دوڑنے لگے۔ اور ابھی وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ اچانک فضا جیپوں اور ٹرکوں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔

وہاں ہماری خالی جیپیں دیکھ کر وہ سمجھ نہیں جائیں گے کہ ہم کس گئے ہیں۔" ـــــــ جولیا نے دوڑتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کھلا اور چٹیل علاقہ ہے۔ کچھ آگے جا کر ہم ایک میدان میں جائیں گے۔ اس میدان کے آگے ایک چھوٹا سا جنگل ہے جس کی دوسری طرف آسون شہر ہے۔ ایک بار ہم اس جنگل میں پہنچ گئے تو وہاں سے ہم دوسرا میک اپ کر کے شہر کی طرف آسانی سے نکل جائیں گے۔ میں نے جیپیں بائیں طرف رکوائی تھیں اور ہم دائیں پہاڑی پر چڑھے تھے۔ آنے والوں کو یقیناً یہی تاثر ملے گا کہ ہم بائیں طرف پہاڑیوں میں گئے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر وہ اس طرف آئے تو

اس وقت تک ہم ان سے کافی دور جا چکے ہوں گے۔ بس یہ دعا کرو کہ ہیلی کاپٹروں کا اسکواڈ اس طرف نہ آ جائے ورنہ ان کی نظروں سے بچ ہمارے لئے مشکل ہو جائے گا۔" ـــــ عمران نے کہا۔

اس کی باتیں سب نے سن لی تھیں چنانچہ وہ اور زیادہ تیزی سے دوڑنے لگے۔ اونچے نیچے راستوں، چٹانوں اور بڑے بڑے پتھروں کو پھلانگتے ہوئے وہ پہاڑی راستے سے نکل کر میدان میں آ گئے۔ اور پھر میدان میں آتے ہی ان کی رفتار اور زیادہ تیز ہو گئی۔ چاند کی درمیانی راتوں کی روشنی ان کی معاونت کر رہی تھی۔ ورنہ ان پہاڑیوں میں چٹانوں پر اور اونچے نیچے راستوں پر ان کا اس طرح بھاگنا مشکل ہو جاتا۔

میدان دور دور تک خالی دکھائی دے رہا تھا۔ چٹیل میدان ہونے کی وجہ سے ان کے قدموں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں مگر وہ بگٹٹ بھاگے چلے جا رہے تھے۔ اب انہیں عقب میں پہاڑیوں پر ٹارچوں کی جھلملاتی روشنیاں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ شاید فورس ان جیپوں تک پہنچ گئی تھی اور وہ پہاڑیوں پر چڑھ گئے تھے۔

"تیز بھاگو۔ اور تیز۔" ـــــ عمران نے کہا تو انہوں نے اور زیادہ تیز رفتاری سے دوڑنا شروع کر دیا۔ مگر پھر وہ ہو گیا جس کا عمران کو خدشہ تھا۔ اچانک ماحول ہیلی کاپٹروں کی تیز گڑگڑاہٹوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ پھر سامنے انہیں چار ہیلی کاپٹر دکھائی دیئے۔ ان ہیلی کاپٹروں پر ہیوی سرچ لائٹس نصب تھیں۔ وہ خاصی بلندی پر تھے۔ مگر

سیدھے اسی میدان کی طرف آ رہے تھے ان کے ہیلی کاپٹر پر لگی سرچ لائٹس اس قدر طاقتور تھیں کہ اگر وہ نیچے آ جاتے تو وہ میدان میں موجود ایک معمولی تنکے کو بھی آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ اور عمران اور اس کے ساتھی بھلا ان کی نظروں میں آنے سے کیسے چھپ سکتے تھے۔

ہیلی کاپٹر روشنیاں بکھیرتے ہوئے پوری رفتار سے نیچے آتے جا رہے تھے اور عقب سے آنے والی ٹارچوں کی جھلملاتی روشنیاں بھی اسی طرف آ رہی تھیں۔ وہ گھر چکے تھے۔ اب شاید ان کے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ موت دونوں جانب سے ان کی جانب بڑھ رہی تھی اور پھر وہ دوڑتے دوڑتے اچانک رک کر یوں ساکت ہو گئے جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔

کافرستان سیکرٹ سروس کا چارج سنبھالنے کے بعد شاگل نے سیکرٹ سروس میں کئی تبدیلیاں کی تھیں۔ اپنے اردگرد سے اس نے کئی چہروں کو ہٹا کر ان کی جگہ نئے چہرے لے آیا تھا۔ مختلف سیکشنوں کی از سرنو تشکیل کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے سیکرٹ سروس کا ایک الگ سے نیا اور سپیشل اسکواڈ بھی بنایا تھا۔ جو مشکل اور سخت ترین حالات کا بھی ہمت اور دلیری سے مقابلہ کر سکتا تھا۔ اس اسکواڈ کو زیرو اسکواڈ کہا جاتا تھا۔

زیرو اسکواڈ کو شاگل نے طاقتور آرمی کمانڈ کی طرح منظم کر رکھا تھا۔ اس اسکواڈ کے پاس ہر قسم کی سچویشن کو ہینڈل کرنے کے اختیارات تھے۔ اس اسکواڈ کے پاس فوجی طرز کی گاڑیاں، ٹرک اور بکتر بند گاڑیوں کے ساتھ ساتھ ہیلی کاپٹروں کا بھی بہت بڑا اسکواڈ موجود تھا۔ جس میں ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹروں سمیت سرچ آپریشن میں حصہ لینے

والے ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ساتھ جنگی ہیلی کاپٹر بھی شامل تھے۔

زیرو اسکواڈ کی کمانڈ کرنل یادیو کے ہاتھ میں تھی۔ کرنل یادیو صرف شاگل کو ہی جواب دہ تھا۔ اس نے دارالحکومت اور دوسرے بہت سے علاقوں میں بے شمار اڈے بنائے تھے جہاں سے وہ ایمرجنسی کی صورت میں زیرو اسکواڈ کی بڑی فورس کو بلا سکتا تھا۔

زیرو اسکواڈ کا ہیڈ کوارٹر بھی دارالحکومت میں ہی تھا اور کرنل یادیو نے دارالحکومت کے شمال میں جہاں کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا زمین دوز ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ وہ زیادہ تر اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں اس کا جہازی سائز کا آفس تھا۔ جہاں اس نے قیمتی آرائش کا سامان سجا رکھا تھا۔ اس اسکواڈ میں مردوں اور عورتوں کی بہت بڑی تعداد تھی جو صرف کرنل یادیو کی سنتے تھے اور اسی کی مانتے تھے۔

اس وقت بھی کرنل یادیو اپنے آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

سرخ فون ڈائریکٹ شاگل کے لیے مخصوص تھا۔ اس فون پر اس سے شاگل ہی رابطہ کرتا تھا اور کرنل یادیو شاگل کو بطور چیف جانتا تھا۔

”اوہ۔ ڈیئر۔ میں تمہیں تھوڑی دیر بعد کال کرتا ہوں۔ چیف کی کال آ رہی ہے۔ اوکے بائے۔“ ـــــ سرخ فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر کرنل یادیو نے جلدی سے کہا اور دوسری طرف کا جواب سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ہاتھ بڑھا کر فوراً ریڈ فون کا رسیور اٹھا کر

کان سے لگا لیا۔

"یس چیف۔ کرنل یادیو سپیکنگ۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے رسیور اٹھاتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل یادیو۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا ٹولہ عمران سمیت کافرستان پہنچ گیا ہے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل کی مخصوص سخت آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان پہنچ گئے ہیں۔ کب۔ کیسے۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ میں تمہارا چیف بول رہا ہوں اور تم چیف سے پوچھ رہے ہو۔ کب۔ کیسے۔ نانسنس۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل کی دہاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ سوری چیف۔ مم۔ میں۔ میں۔"۔۔۔۔ شاگل کی دہاڑ سن کر کرنل یادیو نے بری طرح سے بوکھلا کر کہا۔

"یہ بتاؤ۔ سورج نگر یا اس کے اردگرد سرحدی قبائلی علاقوں کی طرف تمہارے اسکواڈ کا کوئی بڑا گروپ موجود ہے یا نہیں۔ جلدی بتاؤ۔ فوراً نانسنس۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل نے اسی طرح دہاڑتی ہوئی آواز میں کہا۔

"یس چیف۔ آسون شہر سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر سنکھارا جھیل کی طرف ہمارا ایک بڑا گروپ موجود ہے۔ اس گروپ کو میں خاص طور

پر سرحدی علاقوں میں ہی تعینات کرنے کے لئے لایا تھا۔ اور اب میں اس طرف تمام سرحدی علاقوں میں انہیں بھیجنے والا تھا۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے جلدی سے کہا۔

"گڈ۔ گروپ میں کتنے آدمی ہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

"کم و بیش دو سو افراد کا گروپ ہے چیف۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس گروپ کے انچارج سے بات کرو اور اسے سارے گروپ کے ساتھ سورج نگر میں بھیج دو۔ سورج نگر کے سردار سورج سنگھ کے پاس عمران اور اس کے چھ ساتھی ہیں۔ اپنے گروپ سے کہو کہ وہ وہاں ہر قسم کا اسلحہ ساتھ لے جائیں اور اگر انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے سارے سورج نگر کو بھی تباہ کرنا پڑے تو وہ اس سے بھی گریز نہ کریں۔ مجھے ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی رپورٹ ملنی چاہئے۔ سمجھے تم۔ ہر صورت اور ہر حال میں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مگر چیف۔ اس طرف تو قبائلیوں کا کنٹرول ہے اور سورج سنگھ کا بے پناہ اثر و رسوخ ہے۔ اگر ہم نے سورج نگر پر حملہ کیا تو حالات ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے۔ اردگرد کے قبائلی علاقے ہم پر حملہ کر دیں گے۔ اور۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم ان قبائلیوں سے ڈرتے ہو۔ نانسنس۔ یہ میرا حکم ہے سمجھے تم۔ میں اس بار ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت چاہتا ہوں۔ اگر ان قبائلیوں نے تمہارا راستہ روکنے کی کوشش کی تو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ ان تمام قبائلیوں کا خاتمہ کر دو۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"چیف اس طرح تو صورت حال بے حد خوفناک ہو جائے گی۔ اگر باقی قبائل کو اس بات کا علم ہوا کہ محض چند آدمیوں کو ہلاک کرنے کے لئے سورج نگر اور دوسرے قبائلی علاقوں میں ہم نے حملہ کیا ہے تو پھر پورے ملک کے قبائلی علاقوں کے لوگ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ ہر طرف تباہی اور بربادی کا بازار گرم کر دیں گے۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو۔ میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو چھوڑ دوں۔ انہیں کافرستان میں تباہی اور بربادی پھیلانے کی کھلی چھوٹ دے دوں۔ نانسنس۔"۔۔۔۔ شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا چیف۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا مطلب تھا۔ نانسنس۔ بولو۔"۔۔۔۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں اپنی فورس کو سورج نگر کے پہاڑی علاقے کی طرف بھیج دیتا ہوں۔ میرے آدمی پہاڑی راستوں سے آسون شہر کی طرف

آنے والے تمام راستوں کی پکٹنگ کر لیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھی انہی راستوں سے سورج نگر سے باہر نکلنے کی کوشش کریں گے اور وہ جیسے ہی اس طرف آئیں گے۔ ہم انہیں فوراً چھاپ لیں گے۔ اس طرح ہمیں براہ راست قبائلی علاقوں پر بھی حملہ نہیں کرنا پڑے گا اور ہم ان دشمن ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

"اور اگر وہ تمہارے آدمیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر نکل گئے تو۔"۔۔۔۔ شاگل نے جیسے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور غصے کا عنصر تھا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے چیف۔ میرا گروپ ہر قسم کے اسلحے اور سائنسی آلات سے لیس ہے۔ ان راستوں سے ہر آنے جانے والے کی خصوصی چیکنگ کی جائے گی اور معمولی سے بھی شک پر آنے والے فرد کو فوراً گولی مار دی جائے گی۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

"ان راستوں کے ذرائع آمدورفت کیا ہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

"وہاں پہاڑیوں کو کاٹ کر درمیان میں سڑک بنائی گئی ہے چیف۔ جو سیدھی آسون شہر کی طرف آتی ہے۔ اس سڑک سے دوسری طرف جانے کا کوئی اور دوسرا راستہ نہیں ہے۔ آسون میں آنے کے لئے لامحالہ انہیں اسی سڑک سے آنا پڑے گا اور اس سڑک سے عام طور پر بسیں، نجی گاڑیاں یا پھر نجی جیپیں ہی آتی جاتی ہیں۔"۔۔۔۔ کرنل

یادیو نے کہا۔

''ان پہاڑیوں کے اندر بنے ہوئے راستوں کے بارے میں کیا کہو گے تم۔ اگر انہوں نے پہاڑیوں پر سے گزر کر دوسری طرف جانے کی کوشش کی تو۔''۔۔۔ شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

''چیف پہاڑیوں کے مشرق میں دریائے کازون ہے جو چکر کھا کر شوگران کی طرف جاتا ہے۔ اس طرف تو وہ کسی بھی صورت میں نہیں جائیں گے۔ جبکہ مغربی اطراف میں ایک چٹیل میدان ہے۔ جس کے دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا جنگل ہے اور اس جنگل کے دوسری طرف آسون شہر ہے۔ اگر انہوں نے اس میدان اور جنگل میں آنے کی کوشش کی تو وہ ہماری نظروں سے نہیں بچ سکیں گے۔ میں اس میدان میں بھی ہر طرف اپنے آدمی پھیلا دوں گا۔''۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ آسون شہر یا کافرستان کے کسی دوسرے علاقے میں ان راستوں سے گزرے بغیر نہیں آسکتے۔'' شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ وہاں کا سارا علاقہ میرا دیکھا بھالا ہے۔ اور میں نے وہاں جو گروپ بھیجا ہے وہ ان علاقوں کے ایک ایک چپے سے واقف ہے۔ ان پہاڑیوں میں تو کہیں بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں وہ جا کر چھپ سکیں۔ شہر میں داخل ہونے کے لئے لامحالہ انہیں انہی راستوں پر سفر کرنا پڑے گا اور ان راستوں پر آگے بڑھنا ان کے لئے ناممکن ہو

گا۔ قطعی ناممکن۔''۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

''سوچ لو۔ کرنل یادیو۔ میں یہ ٹاسک تمہیں دے رہا ہوں۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی اس کے باوجود وہاں سے نکل گئے تو میں تمہارا کس قدر بھیانک اور خوفناک حشر کروں گا۔ اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔''۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل نے خونخوار بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''میں پورے وثوق اور اعتماد سے کہہ رہا ہوں چیف۔ وہ لوگ وہاں سے کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔''۔۔۔ کرنل یادیو نے پر اعتماد اور ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم پر اعتبار کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ مجھے بس ہر حال میں ان کی موت کی خبر ملنی چاہیے۔ بس میں اور کچھ نہیں جانتا۔'' شاگل نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ یہ خوشخبری آپ کو میں خود دوں گا۔ اور بہت جلد دوں گا۔''۔۔۔ کرنل یادیو نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں اپنے ایک آدمی کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتا رہا ہوں۔ اسے نوٹ کر لو۔ وہ سورج نگر میں ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں سے نکلیں گے وہ تمہیں فوراً خبر کر دے گا اور اس کی خبر ملتے ہی تم نے وہ سب کرنا ہے جس کا تم نے دعویٰ کیا ہے۔''۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ فریکوئنسی نوٹ کرا دیں پلیز۔''۔۔۔ کرنل

یادیو نے کہا تو شاگل اسے آنند کے ٹرانسمیٹر کی مخصوص فریکوئنسی بتانے لگا۔ جسے کرنل یادیو نے سامنے رکھی ہوئی نوٹ بک پر نوٹ کر لیا۔

"آنند سے بات کر کے میں اسے تمہارے فون نمبرز اور ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا دیتا ہوں۔ وہ خود ہی تم سے رابطہ کر لے گا۔ تم اس وقت تک اپنے اسکواڈ کو ایکٹیو کر دو۔" ـــــ شاگل نے کہا۔ پھر اس نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"یس چیف۔ میں ابھی احکامات جاری کر دیتا ہوں۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا تو دوسری طرف سے شاگل نے فون منقطع کر دیا۔ کرنل یادیو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل یادیو کالنگ یو۔ ہیلو۔ ہیلو۔" ـــــ اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ رمیش اٹنڈنگ یو فرام سنکھارا پوائنٹ اوور۔" دوسری طرف سے فوراً ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"رمیش۔ اپنے گروپ کو لے کر فوراً سکس زون کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں اور تمہارے گروپ نے سکس زون کے پہاڑی علاقوں پر اپنی پوزیشنیں سنبھالنی ہیں۔ زون سکس سے زون نائن تک تمام پہاڑی علاقے، میدان اور ساماگا جنگل میں جلد سے جلد تمہارے آدمی پہنچ

جائیں۔ تمہارے گروپ کو سورج نگر اور ان اطراف سے آنے والے تمام راستوں کی کڑی نگرانی کرنی ہے۔ ان اطراف سے آنے والا ایک معمولی خرگوش بھی تمہاری نظروں میں آئے بغیر نہیں نکلنا چاہئے۔ اطلاع ملی ہے کہ سورج نگر میں چند پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں جو کسی بھی وقت ان راستوں سے نکل کر آسون شہر کی طرف جا سکتے ہیں۔ تمہیں ان اطراف میں ہر آنے جانے والوں کی کڑی چیکنگ کرنی ہے۔ اور جس پر تمہیں معمولی سا بھی شک ہو اسے ایک لمحے میں گولی مار دینا۔ یہ میرا حکم ہے۔ اوور۔" ـــــ کرنل یادیو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ کیا آپ ہمیں ان ایجنٹوں کی تعداد بتا سکتے ہیں۔" دوسری طرف سے رمیش کی آواز آئی۔

"ان کی تعداد سات ہے۔ ان میں دو عورتیں بھی ہیں۔ وہ سب میک اپ میں ہیں۔ اور میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اس طرف کوئی ایک بھی آئے تو اسے زندہ بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ پاکیشیائی ایجنٹ بے حد چالاک ہیں۔ وہ وہاں سے ایک ایک کر کے بھی نکلنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اوور۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں گروپ کو لے کر ابھی سکس ٹو نائن زون کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے رمیش نے کہا۔

"کتنی دیر میں تم اپنے گروپ کو لے کر ان علاقوں میں پہنچ جاؤ گے۔ اوور۔" ـــــ کرنل یادیو نے پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں سر۔ اور اس سے اگلے ایک گھنٹے میں ہم اپنی تمام پوزیشنیں سنبھال لیں گے۔ اوور۔“ ——— رمیش نے کہا۔

”او کے۔ اپنے ساتھ ریز مشین بھی لے جانا۔ اور وہاں ہر طرف برودن ریز فائر کر دینا۔ غیر متعلق افراد ان اطراف میں کہیں سے بھی آنے کی کوشش کریں گے تو ان کے بارے میں تمہیں فوراً علم ہو جائے گا۔ اوور۔“ ——— کرنل یادیو نے کہا۔

”لیس سر۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ پوزیشنوں پر پہنچ کر میں آپ کو فوراً کال کروں گا۔ اوور۔“ ——— رمیش نے کہا۔

”میں تمہاری کال کا شدت سے منتظر رہوں گا۔ او کے۔ اوور اینڈ آل۔“ ——— کرنل یادیو نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”تین گھنٹے۔ ہونہہ۔ میرے لئے تین گھنٹے بے حد اہم ہیں۔ اگر ان تین گھنٹوں سے پہلے وہ لوگ سورج نگر سے نکل گئے تو کیا ہوگا۔ چیف تو مجھے سچ مچ زندہ جلا دیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر حال میں تین گھنٹوں تک وہیں رکنا ہوگا۔ ورنہ میری جان عذاب میں آ جائے گی۔“ ——— کرنل یادیو نے پریشانی کے عالم میں خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے پریشانی کے عالم میں سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر شاگل کی بتائی ہوئی آنند کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ یادیو کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔“ ——— اس نے آنند کے ٹرانسمیٹر پر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر خود کو

تھا۔ سیکرٹ ایجنٹس یا دوسری ایجنسیوں سے بات کرنے کے لئے صرف اپنے نام کا ہی استعمال کرتا تھا۔ شاگل نے یہ اسکواڈ خاص طور پر بنا رکھا تھا۔ اس لئے اس کے حکم پر کرنل یادیو نہ اپنے نام کے ساتھ کرنل لگاتا تھا اور نہ ہی اپنے اسکواڈ کا ذکر کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ چیف شاگل نے بھی آنند کو ہدایات دیتے ہوئے اس کا نام یادیو ہی بتایا ہوگا۔

”لیس۔ آنند اٹنڈنگ یو۔ اوور۔“ ——— دوسری طرف سے چند لمحوں بعد ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

”آنند۔ تمہیں چیف نے اب تک میرے بارے میں یقیناً بریفنگ دے دی ہوگی۔ اوور۔“ ——— کرنل یادیو نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیس مسٹر یادیو۔ چیف کی ابھی کچھ دیر پہلے کال آئی تھی۔ انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں بتا دیا تھا اور مجھے حکم دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں انفارمیشن آپ کو دینی ہے۔ اوور۔“ دوسری طرف سے آنند نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ تو پھر بتاؤ۔ کیا رپورٹ ہے۔ کہاں ہیں وہ۔ اور تم ان کی کیسے چیکنگ کر رہے ہو۔“ ——— کرنل یادیو نے کہا۔

”ہمیں ان ایجنٹوں کی آمد کی پیشگی اطلاع تھی۔ وہ کسی بھی راستے سے کافرستان میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس لئے ہمارے گروپس مختلف علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ ہم اپنے ساتھ ہر قسم کے آلات لے گئے تھے۔ ہمارے پاس ایسے آلات تھے جن سے ہم خاص طور پر میک اپ

زدہ افراد کو آسانی سے چیک کر سکتے تھے۔ اس کے لئے ہم نے پورے علاقے میں آرمیٹم گیس پھیلا دی تھی۔ آرمیٹم گیس انسانی جسموں سے ٹکرا کر ایک ایسی نئی ریز پیدا کرتی ہے جو خاص طور پر ہمارے رسیورز پر ان افراد کی نشاندہی کرتے تھے جو کسی بھی قسم کے میک اپ میں ہوتے ہوں۔

اس کے علاوہ میں نے اپنے ایک آدمی کو خفیہ طور پر سورج نگر کے سردار سورج سنگھ کے قریبی آدمیوں کے نزدیک بھی کر دیا تھا۔ وہ اندر سے مجھے ہر قسم کی خبریں فراہم کرتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جب سورج نگر میں لائے گئے تھے اس وقت میرا آدمی ان کے ساتھ نہیں تھا۔ بہرحال سردار سورج سنگھ کی محل نما حویلی میں آنے والے ہر اجنبی کی تصویریں اتاری جاتی تھیں اور انہیں باقاعدہ آرمیٹم رسیورز سے چیک کیا جاتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کرنے میں کسی نئی تکنیک کا استعمال کیا تھا۔ ان کا میک اپ آرمیٹم رسیورز سے بھی چیک نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن میرے اندر کے آدمی نے مجھے ان کے قدوقامت کے بارے میں بتا دیا تھا اور ان کی حالیہ تصویریں مجھے ایس ایم ایس کر دی تھیں۔ جب ان تصویروں کو میں نے بلیو سکینر مشین پر چیک کیا تو میرے سامنے انکے اصلی چہرے آ گئے۔

میں عمران اور اس کے دیگر ساتھیوں کو بخوبی پہچانتا ہوں۔ اس بلیو سکینر مشین سے مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کے لئے کن کیمیکلز اور لوشنز کا استعمال کیا ہے۔ ان میں ریک

ا بی نامی لوشن بھی شامل ہے۔ اس لوشن کو میں ایک سپشل یڈ ڈلیاس سے آسانی سے چیک کر سکتا ہوں۔ اس کے لئے مجھے شین سے ہر طرف انفراریڈ ڈلیاس پھیلانی ہوں گی اور پھر وہ پ جائیں گے انہیں میں آسانی سے ایک ویژنل سکرین پر دیکھ سکوں لیکن چونکہ میرے پاس انفراریڈ ڈلیاس پھیلانے والی مشین نہیں ہے۔ اس لئے میں نے حویلی میں موجود اپنے ساتھی کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی نگرانی کرے اور وہ حویلی سے نکل کر جیسے ہی کسی طرف جائیں وہ مجھے فوراً آگاہ کرے تاکہ میں انکے قدم روکنے کے لئے مناسب کارروائی کر سکوں۔ اور میرے ساتھی کی اطلاع کے مطابق وہ ابھی تک حویلی میں ہی ہیں۔ شاید وہ سورج نگر سے صبح نکلنے کی کوشش کریں۔ اوور۔“ ــــــ دوسری طرف سے آنند نے کرنل یادیو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اگر وہ صبح تک وہیں رہیں گے تو ہمارے لئے زیادہ بہتر ہو گا۔ تم یہ بتاؤ کیا ان کے میک اپ کو بروزان ریز سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ اوور۔“ ــــــ کرنل یادیو نے کہا۔

”نہیں مسٹر یادیو۔ ان کے میک اپ کو صرف انفراریڈ ڈلیاس سے ہی چیک کیا جا سکتا ہے۔ کسی اور طریقے سے انہیں چیک یا مانیٹر کرنا مشکل ہے۔ اوور۔“ ــــــ دوسری طرف سے آنند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم اپنے آدمی سے رابطے میں رہنا اور جیسے ہی

ان کی کسی نقل و حرکت کا وہ بتائے مجھے فوراً خبر کرنا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

"او کے۔ مسٹر یادیو۔ میں آپ کو خبر کر دوں گا۔ اوور۔"۔۔۔ آنند نے کہا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر دو گھنٹوں بعد کرنل یادیو کو رمیش نے کال کر کے بتایا کہ اس کا گروپ سکس ٹو نائن زون کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اور وہ آگے کے تمام علاقے میں اپنی پوزیشنیں سنبھال رہے ہیں۔ چار سرچ لائٹس والے ہیلی کاپٹروں کے ساتھ دو جنگی ہیلی کاپٹر میدانی علاقے کی طرف بھی لائے جا رہے ہیں تاکہ اگر کوئی اس طرف آنے کی کوشش کرے تو وہ ان کی نظروں سے نہ بچ سکے۔ پھر اس کے تھوڑی دیر بعد اچانک آنند کی کال آ گئی۔ اس نے کرنل یادیو کو بتایا کہ حویلی سے اس کی آدمی نے خبر دی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی حویلی کے خفیہ راستوں سے نکل گئے ہیں۔ اس آدمی کو انتہائی تگ و دو کے بعد صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو سورج نگر سے نکل کر پہاڑی علاقے میں پہنچا دیا گیا ہے جہاں وہ دو جیپوں سے آسون شہر کی طرف جا رہے ہیں۔

آنند کی یہ رپورٹ سن کر کرنل یادیو نے فوراً رمیش سے رابطہ کیا اور اسے عمران اور ان کی جیپوں کے بارے میں بریفنگ دیتے ہوئے حکم دیا کہ وہ جہاں بھی ان جیپوں کو دیکھیں فوراً ہٹ کر دیں۔ عمران

اس کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے۔

رمیش کو احکامات دے کر وہ نہایت بے تابی سے اس کی جوابی کال منتظر تھا۔ اسے یقین تھا کہ رمیش بہت جلد اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی خوشخبری دے گا۔ وقت آہستہ آہستہ گزرتا جا رہا تھا اور کرنل یادیو کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے رمیش پر غصہ آ رہا تھا جو اسے کال کرنے میں اتنی دیر لگا رہا تھا۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی پہاڑی راستوں سے جیپیں لے جا رہے تھے تو انہیں ہر حال میں رمیش اور اس کے گروپ کی نظروں میں آ جانا چاہئے تھا اور محض سات آدمیوں کا گروپ اس کے اتنے بڑے گروپ کے سامنے بھلا کیسے چھپ سکتا تھا۔ پھر مزید ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد آخر کار اس کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سنائی دی تو کرنل یادیو اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اس کی کرسی میں یکلخت ہزاروں وولٹ کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ اس نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

دوڑتے قدموں کی آوازوں کے ساتھ اوپر سے آنے والے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں بھی آہستہ آہستہ نیچے آتی جا رہی تھیں۔ ہیلی کاپٹر ابھی خاصی بلندی پر تھے۔ ان پر لگی ہوئی سرچ لائٹس گو بے حد پاورفل اور ہیوی تھیں لیکن بہرحال ان کی روشنی ابھی ان تک نہیں پہنچ رہی تھی اور ان کی طرف ٹارچیں لے کر آنے والے بھی کافی فاصلے پر تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک جگہ کھڑے کبھی پیچھے سے نیچے آنے والوں اور کبھی اوپر سے آتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہے تھے۔

''کچھ کرو عمران۔ اگر ہیلی کاپٹر اور نیچے آ گئے تو ہم ایک لمحے میں انکی نظروں میں آ جائیں گے۔'' ــــــ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''دائیں طرف چلو۔ جس قدر تیز بھاگ سکتے ہو۔ بھاگو۔'' عمران نے کہا اور اس نے دائیں طرف دوڑنا شروع کر دیا۔ وہاں چاند کی روشنی ضرور تھی مگر اس روشنی میں دور سے انہیں فی الحال نہیں دیکھا جا

تھا۔ کچھ فاصلے پر انہیں جھاڑیاں دکھائی دیں تو وہ بھاگتے ہوئے طرف آ گئے اور پھر وہ کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر ان جھاڑیوں میں گھستے گئے۔ جھاڑیوں کے دوسری طرف انہیں ایک بڑا سا کٹاؤ دکھائی یہ کٹاؤ نہ صرف کافی گہرا تھا بلکہ میدانی راستے سے ہوتا ہوا پہاڑیوں اور آسون شہر کی طرف جا رہا تھا۔ نیچے انہیں چاند کی روشنی میں پانی کی چمک بھی دکھائی دے رہی تھی۔ اور کٹاؤ کے دونوں اطراف بڑی بڑی جھاڑیاں جھالروں کی طرح لٹکی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اور یہ سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔

''لو۔ قدرت نے ہمیں دشمنوں سے بچ نکلنے کا ایک بہترین راستہ فراہم کر دیا ہے۔ اگر وہ اس طرف آ بھی جائیں تب بھی وہ ہمیں نہیں ڈھونڈ سکیں گے۔'' ــــــ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم اس کھائی میں اترنے کا سوچ رہے ہو۔'' جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ان کٹاؤ کے کناروں پر جھالروں کی طرح لٹکی ہوئی جھاڑیوں کی شاخیں بے حد لمبی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ ہم ان شاخوں کو پکڑتے ہوئے نیچے جائیں گے۔ چلو۔ جلدی کرو۔'' ــــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک شاخ پکڑی اور کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور تیزی سے نیچے جانے لگا۔ نیچے ان جھاڑیوں کی اور کئی کئی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں اور ان کے پتے بے حد گھنے تھے۔ وہ سب شاخوں کو رسیوں کی طرح پکڑتے ہوئے خاصے نیچے آ گئے۔

جھاڑیاں اس کٹاؤ جیسی کھائی کی ایک مخصوص حد تک تھیں۔ اس سے نیچے چٹیل چٹانیں تھیں جہاں انہیں پیر رکھنے کی بھی کوئی جگہ دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اور اس کھائی کی گہرائی اس قدر زیادہ تھی کہ اگر ان میں سے کوئی گر پڑتا تو شاید اس کا نیچے جاتا ہوا جسم کئی بار دائیں بائیں چٹانوں سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ جاتا۔ نیچے چٹانیں کافی تنگ اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ اس لئے وہ جھاڑیوں کو پکڑتے ہوئے ایک مخصوص حد تک آ کر رک گئے۔

"اب۔" ——— جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب ان جھاڑیوں اور شاخوں پر ہی ہمیں سفر کرنا پڑے گا۔ شاخیں بدل بدل کر آگے بڑھتے چلو۔" ——— عمران نے کہا۔

اوپر دوڑتے بھاگتے قدموں کی آوازیں قریب آتی جا رہی تھیں اور ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں بھی انتہائی تیز ہو گئی تھیں۔ شاید وہ میدان میں کافی حد تک نیچے آ گئے تھے اور میدان میں سرچ لائٹوں کی مدد سے وہ شاید انہیں ہی تلاش کر رہے تھے۔ پھر اچانک عمران کو ایک ہیلی کاپٹر کی تیز روشنی اس کٹاؤ کی طرف بڑھتی ہوئی نظر آئی۔

"خود کو گھنی جھاڑیوں کے پیچھے کر لو۔ جلدی۔" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب شاخوں اور گھنی جھاڑیوں کے پیچھے ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے شاخوں کو اپنے پیروں اور ہاتھوں کے گرد لپیٹ لیا تھا اور کمریں دیواروں سے لگا لی تھیں۔ گڑگڑاہٹوں کی آوازیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور پھر دو ہیلی کاپٹر تیز روشنیاں بکھیرتے ہوئے عین

عین کٹاؤ کے اوپر آ گئے۔اور پھر ہوا میں معلق ہو کر آہستہ آہستہ نیچے آنے لگے۔اوپر سے کٹاؤ بے حد چوڑا تھا۔ جبکہ نیچے جاتے جاتے اس کی چوڑائی تنگ ہو گئی تھی اور کافی نیچے اس بڑے کٹاؤ نے جیسے ایک اہم برساتی نالے کا روپ دھار لیا تھا۔ یہ کٹاؤ شاید کسی زمانے میں آنے والے زلزلے سے بڑے دراڑ کی صورت میں پیدا ہوا تھا۔ جس نے زمین کو اوپر سے دو حصوں میں جدا کر دیا تھا اور یہ دراڑ نما کٹاؤ دور تک چلا گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر عین کٹاؤ کے قریب آ گئے تھے اور پھر وہ جیسے رینگنے والے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ تیز اور ہیوی سرچ لائٹوں نے کٹاؤ میں دودھیا روشنی بھر دی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پتوں اور جھاڑیوں کو اور زیادہ اوپر کر لیا تھا اور وہ کوشش کر رہے تھے کہ جن جھاڑیوں اور پتوں کے پیچھے وہ چھپے ہوئے ہیں۔ ان میں ذرا بھی جنبش نہ ہو۔ کیونکہ اگر ہیلی کاپٹر والوں کو وہاں جنبش محسوس ہو جاتی تو وہ ہیلی کاپٹروں میں لگی ہیوی گنوں سے ان پر فائرنگ کھول سکتے تھے اور یہ پوزیشن ایسی ہوتی کہ وہ کسی بھی طرح اپنا بچاؤ نہ کر سکتے تھے اور نہ ان جوابی فائرنگ کر سکتے تھے۔ وہ جھاڑیوں پر کافی نیچے لٹکے ہوئے تھے جبکہ ہیلی کاپٹر ان سے خاصے اوپر تھے اور عمران سوچ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر بلندی پر ہی رہیں تو بہتر ہو گا۔ اگر ہیلی کاپٹر نیچے آ گئے تو جھاڑیوں کے قریب سے گزرتے ہوئے ہیلی کاپٹروں میں موجود فورس میں سے کسی کی بھی ان پر نظر پڑ سکتی تھی۔ گو کہ انہوں نے خود کو اچھی

طرح سے جھاڑیوں اور پتوں میں چھپا رکھا تھا مگر قریب سے گزرتے ہوئے وہ کسی بھی وجہ سے ان کی نظروں میں آسکتے تھے۔

ہیلی کاپٹر ایک دوسرے کے آگے پیچھے آ رہے تھے اور آہستہ آہستہ ان کی اونچائی کم ہوتی جا رہی تھی۔ پھر اچانک وہ ہیلی کاپٹر کٹاؤ کے مخالف سمتوں میں اڑنے لگے۔ اور انہوں نے ہیلی کاپٹروں کے کھلے دروازوں سے دائیں بائیں ایک ایک آدمی کو دوربین سے باہر جھانکتے دیکھا۔ وہ دوربینوں سے بغور کٹاؤ کے دونوں اطراف جھالروں جیسی لٹکی جھاڑیوں کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

"انہیں شاید شک ہو گیا ہے کہ ہم ان جھالروں سے لٹکے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ کراسٹی نے قریب موجود صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شاید"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ وہ جھاڑیوں کے درمیان میں سے ان ہیلی کاپٹروں اور ان میں موجود مسلح افراد کو واضح طور پر دیکھ رہے تھے۔

پھر اچانک ایک ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ اڑتا ہوا اسی طرف آنے لگا جدھر وہ چھپے ہوئے تھے اور ان سب نے جیسے دم سادھ لئے تھے۔ ہیلی کاپٹر کا فاصلہ آہستہ آہستہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ اب ہیلی کاپٹر اس قدر نیچے تھا کہ اگر وہ ان کے قریب سے گزرتا تو جیسے ہیلی کاپٹروں کی کھڑکیوں میں بیٹھے ہوئے آدمیوں اور ان کے چہرے ایک دوسرے کے سامنے آسکتے تھے۔

ہیلی کاپٹر ان سے تقریباً سو فٹ کے فاصلے پر تھا۔ پھر آہستہ آہستہ

فاصلہ گھٹنے لگا اور پھر ہیلی کاپٹر جیسے عین ان کے سامنے آ گیا۔ ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور ہیلی کاپٹر میں موجود مسلح افراد جیسے ان سے چند فٹ کے فاصلے پر تھے۔ انہوں نے اب اپنے سانس تک روک لئے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے دروازے پر جو آدمی تھا وہ اب دوربین کے بغیر جھاڑیوں کو اوپر سے نیچے تک بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر ان کے قریب سے گزرنے لگا اور آہستہ آہستہ ان کے قریب سے گزر کر آگے چلا گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر ان سے دور ہوا انہوں نے سینوں میں اٹکے ہوئے سانس یکدم چھوڑ دیئے۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ان کی ہم پر نظر نہیں پڑی۔ ورنہ ہم سب یہاں جنگلی چھپکلیوں کی طرح مارے جاتے"۔۔۔۔ صفدر نے شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ ہر طرف ہمیں سرچ کر رہے ہیں۔ یہ بھی شکر ہے کہ انہوں نے بغیر کسی شک کے ادھر ادھر فائرنگ بھی نہیں کی"۔۔۔ جولیا نے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ہیلی کاپٹر آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک اسی طرح چھپے رہے پھر انہوں نے خود کو جھاڑیوں سے نکالا اور پھر وہ اسی طرح شاخیں پکڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اوپر سے انہیں مسلسل دوڑتے بھاگنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"عمران صاحب۔ اس طرح آگے بڑھنے میں ہمیں بے حد مشکل پیش آ رہی ہے۔ اس سے بہتر یہ نہیں کہ ہم کسی طرح نیچے چلے جائیں

اور کٹاؤ سے گزرتے ہوئے کسی طرف نکل جائیں۔'' ——— کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''گہرائی بہت زیادہ ہے پیارے۔ اگر ہم نے نیچے چھلانگیں لگائیں تو شاید ہی کسی کی کوئی ہڈی پسلی سلامت بچے۔ نیچے تو اتنی جگہ بھی نہیں ہے کہ ہم پیراٹروپنگ کر سکیں۔'' ——— عمران نے کہا۔

''اگر ہمارے پاس رسیاں ہوتیں تو ہم انہیں باندھ کر آسانی سے نیچے جا سکتے تھے۔'' ——— کراسٹی نے کہا۔

''رسیوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم ان شاخوں کو کاٹ کر ایک دوسرے سے باندھ کر بھی رسیاں بنا سکتے ہیں۔ مگر نیچے جانا ہمارے لئے خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔ ہیلی کاپٹر دوبارہ بھی آ سکتے ہیں۔ ان جھاڑیوں میں ہم خود کو چھپا سکتے ہیں مگر نیچے جا کر ہمارا ان کی نظروں سے چھپنا مشکل ہو جائے گا۔'' ——— عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں۔ یہ تو ہے۔'' ——— کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''بس تو پھر اسی طرح سفر کرتے رہو۔ میرے اندازے کے مطابق یہ کٹاؤ آسون شہر کے شمال کی طرف جا رہا ہے۔ اگر ہم اسی طرح سفر کرتے رہے تو چند گھنٹوں میں ہم شہر کے قریبی علاقے میں جا نکلیں گے۔ اور۔ اوہ۔ ایک منٹ۔'' ——— عمران اچانک کہتے کہتے رک گیا۔

''کیا ہوا۔'' ——— جولیا نے چونک کر کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ اگر شہری کٹاؤ کی طرف میں ناٹران کو بلا لوں تو ہمیں وہاں سے نکلنے میں اور زیادہ آسانی ہو جائے گی۔'' عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ لیکن تم ناٹران سے رابطہ کیسے کرو گے۔'' ——— جولیا نے کہا۔

''ٹرانسمیٹر پر۔'' ——— عمران نے کہا۔

''کہیں مسلح افراد تمہاری کال ٹریس نہ کر لیں۔'' ——— جولیا نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میرے پاس جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال نہ کہیں سنی جا سکتی ہے اور نہ ٹریس کی جا سکتی ہے۔'' ——— عمران نے کہا۔ پھر اس نے دیوار کی سائیڈوں پر ابھرے ہوئے دو پتھروں پر پاؤں جمائے اور اپنی کمر سپاٹ دیوار سے لگا کر کھڑا ہو گیا۔ احتیاط کے طور پر اس نے چند شاخوں کو اپنے پیروں اور ہاتھوں کے گرد گھما لیا تھا تاکہ اگر اس کے پیر پتھروں پر سے اکھڑ جائیں تو وہ خود کو نیچے گرنے سے سنبھال سکے۔ پھر اس نے کاندھے سے بیگ اتارا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ناٹران سے رابطہ کیا اور اسے ہدایات دے کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے دوبارہ بیگ میں ڈالا اور ایک بار پھر ان کا شاخیں پکڑ کر آگے بڑھنے کا سفر شروع ہو گیا۔

"میں پوچھ رہا ہوں اگر ان کی جیپیں وہاں ہیں تو وہ خود کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ انہیں زمین نے نگل لیا ہے یا آسمان نے اٹھا لیا ہے۔" ___ کرنل یادیو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

ٹرانسمیٹر پر اسے رمیش نے اطلاع دی تھی کہ انہیں پہاڑی راستے پر دو جیپیں کھڑی ملی ہیں۔ جن کے انجن گرم ہیں مگر دونوں جیپیں خالی ہیں۔ وہ لوگ شاید جیپوں سے اتر کر پہاڑیوں پر چڑھ گئے ہیں۔ اس نے ہر طرف اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں۔ اپنے ساتھ وہ گن شپ اور سرچ لائٹس والے چار ہیلی کاپٹر بھی لے گیا ہے۔ جن سے اس علاقے کو ہر طرف سے سرچ کیا جا رہا ہے۔ رمیش نے کرنل یادیو کو یقین دلایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ابھی وہاں سے نکلے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں وہاں سے بچ کر نہیں نکل سکیں گے۔ کرنل یادیو نے بھی اسے سختی سے حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ہر

صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت چاہتا ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس نے انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ جب تک عمران اور اس کے ساتھی اسے نظر نہ آ جائیں وہ وہاں بلاوجہ فائرنگ اور بمباری نہ کریں۔ ایک تو وہاں قبائلی آباد تھے اور آسون شہر بھی زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ اگر وہ فائرنگ یا دھماکے کرتے تو شہر میں بے پناہ خوف و ہراس پھیل سکتا تھا۔

کرنل یادیو رات دیر تک جاگتا رہا تھا۔ وہ رمیش کی اس کال کا منتظر تھا جو اس کے لئے کسی بھی وقت یہ نوید لا سکتی تھی کہ آخرکار اس کے گروپ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ انتظار کرتے کرتے کئی گھنٹے گزر گئے تو کرنل یادیو کو رمیش پر غصہ آنے لگا جو اسے کال کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ تنگ آ کر اس نے خود ہی رمیش سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس بار اس نے ٹرانسمیٹر کے بجائے اس سے سپیشل سیل فون پر کال کی تھی۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے رمیش پر غصے سے گرجنا برسنا شروع کر دیا۔ رمیش نے اسے بتایا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر جگہ تلاش کر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

"سوری کرنل۔ میں نے اور میرے آدمیوں نے تمام پہاڑیوں، میدان اور جنگلوں کے ساتھ ساتھ اس قدرتی کٹاؤ کو بھی چھان مارا ہے۔ مگر ہمیں ان کا کوئی نشان نہیں ملا۔ ہم نے پہاڑی دراڑوں اور چھوٹے بڑے تمام سوراخوں کو بھی چیک کیا ہے۔ وہ سارا علاقہ چٹیل ہے جس

سے ہمیں ان کے قدموں کے نشان بھی کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ اس کے علاوہ میں نے ہر طرف برونزن ریز بھی پھیلا دی ہے۔ میری تمام سرچ مشینیں بھی آن ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کا کہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا۔" ـــــ دوسری طرف سے رمیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اردگرد کے علاقوں کو چھوڑ کر تم اس زمینی کٹاؤ کی طرف زیادہ توجہ دو۔ زیرو اسکواڈ کی نظروں سے بچ کر نکلنے کے لئے ان کے پاس اس سے زیادہ بہتر اور محفوظ راستہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کٹاؤ کے کناروں پر بڑی بڑی جھاڑیاں جھول رہی ہیں۔ ان جھاڑیوں میں اتنی گنجائش بہر حال ہے کہ وہ خود کو وہاں چھپا سکیں۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا۔

"نو سر۔ ہم نے اسی نظریئے کے تحت بھی وہاں کا جائزہ لیا تھا۔ مگر وہاں بھی ہمیں ان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔" ـــــ دوسری طرف سے رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ بہت چالاک ہیں رمیش۔ گھنی جھاڑیوں میں چھپ کر انہوں نے سانس روک لئے ہوں گے۔ تم ایک بار پھر چیک کراؤ بلکہ کٹاؤ کے دونوں اطراف جھاڑیوں پر شدید فائرنگ کراؤ۔ اگر وہ ان جھاڑیوں میں کہیں ہوں گے تو وہ گولیوں کی زد سے نہیں بچ سکیں گے۔ ویسے بھی کٹاؤ میں فائرنگ کی آوازیں زیادہ دور تک نہیں گونجیں گی۔" کرنل یادیو نے کہا۔

"اوکے کرنل۔ میں یہ کام ابھی شروع کرا دیتا ہوں۔" دوسری

طرف سے رمیش نے کہا۔

"اوکے۔ بائے۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا اور پھر اس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے سیل فون آف کر دیا۔

"عمران تم اپنے ساتھیوں کو لے کر کہیں بھی چھپ جاؤ۔ مگر میں تمہیں پاتال سے بھی کھینچ نکالوں گا۔ جب تک میں تمہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو ہلاک نہیں کر دوں گا۔ چین سے نہیں بیٹھوں گا۔" کرنل یادیو نے غصے اور نفرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

زمینی کٹاؤ بہت بڑا تھا اور دو اطراف میں دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ رمیش اگر ہیلی کاپٹروں سے اس کٹاؤ کی چیکنگ اور جھاڑیوں کے ایک ایک حصے پر فائرنگ کراتا تو اس میں اسے کافی وقت لگ سکتا تھا اور کرنل یادیو کو یقین تھا کہ رمیش اب اسے صبح سے پہلے کوئی اطلاع نہیں دے سکے گا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں میں ہی ہوں اور کسی غار میں چھپے بیٹھے ہوں جو دن کی روشنی میں واضح دکھائی دے سکتے تھے۔ اس لئے وہ اب سوائے انتظار کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ اٹھا اور اپنے آفس سے نکل آیا۔ مختلف راستوں سے گزر کر وہ اپنے سپیشل بیڈ روم میں آ گیا اور لباس بدل کر لیٹ گیا۔

رات دیر تک جاگتے رہنے اور شدید ذہنی الجھن کی وجہ سے وہ بری طرح تھک گیا تھا۔ لہذا لیٹتے ہی سو گیا۔ دوسرے دن وہ جاگا تو دن کے دس بج چکے تھے۔ وہ اٹھا نہا دھو کر اور لباس بدل کر اس نے ناشتہ کیا

اور دوبارہ اپنے آفس میں آ گیا۔

اس کا سیل فون اس کے پاس ہی تھا۔ اگر رمیش کو کوئی کامیابی ملی ہوتی تو وہ رات کو ہی اسے مطلع کر چکا ہوتا۔ لیکن اس کے سیل فون پر رمیش کی کوئی مس کال بھی نہیں تھی۔

''ہونہہ۔ آخر یہ رمیش کیا کرتا پھر رہا ہے۔ اتنے بڑے گروپ کے ساتھ وہ گنتی کے چند افراد بھی نہیں ڈھونڈ سکا اب تک۔''۔۔۔۔ اس نے غصے اور پریشانی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ابھی رمیش کو کال کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر دیکھا سکرین پر رمیش کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''یس رمیش۔ کچھ پتہ چلا ان کا۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے اس کی کال اٹنڈ کرتے ہوئے تیز اور بے تاب انداز میں کہا۔

''آپ کا اندازہ درست تھا کرنل۔ ان لوگوں نے واقعی کٹاؤ کی جھاڑیوں پر سفر کیا تھا۔ نزدیک سے دیکھنے پر مجھے معلوم ہو گیا کہ چند افراد جھاڑیوں کو پکڑتے ہوئے آسون شہر کی طرف گئے ہیں۔ میں نے ان کی تلاش میں دور تک چیک کیا۔ آسون شہر کے وسط میں کرنام کے علاقے میں ایسے نشانات پائے گئے ہیں جیسے وہاں کٹاؤ سے کچھ افراد باہر آئے ہوں اور پھر وہ وہاں سے نکل گئے ہوں۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے رمیش نے پریشان اور خوف بھرے لہجے میں کہا تو کرنل یادیو کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا۔

''اوہ۔ بے وقوف۔ تو تم نے مجھے یہ بتانے کے لئے کال کی ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے نہ صرف بچ نکلے ہیں بلکہ آسون شہر میں بھی داخل ہو گئے ہیں۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

''سر۔ انہوں نے ان جھاڑیوں پر بے حد تیز رفتاری سے سفر کیا تھا۔ ہم انہیں میدان، جنگل اور اردگرد کے علاقوں میں تلاش کرتے رہے تھے اور وہ وہاں سے بہت دور جا چکے تھے۔''۔۔۔۔ دوسری طرف سے رمیش نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یو ڈیم فول۔ نانسنس۔ تمہاری حماقت کی وجہ سے اب میری جان عذاب میں آ جائے گی۔ اگر چیف کو معلوم ہو گیا کہ وہ تمہارے گروپ کے ہونے کے باوجود وہاں سے نکل کر آسون شہر میں آ گئے ہیں تو وہ فوراً میرے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیں گے۔ کیا تم سب وہاں جھک مارنے گئے تھے۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی۔'' رمیش نے دھیمی آواز میں کہا۔

''کیا خاک کوشش کی تھی۔ اگر تم لوگوں نے کوشش کی ہوتی تو رات کو ہی تم مجھے ان کی ہلاکت کی خبر دے دیتے۔ مگر تم۔ ہونہہ۔ اب دن کے دس سے زیادہ وقت ہو رہا ہے اور تم اب مجھے فون کر رہے ہو اور وہ بھی ناکامی کی خبر دینے کے لئے۔ نانسنس۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے

کہا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا۔ جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ رمیش اس کے سامنے آجائے تو وہ اسے فوراً گولی سے اڑا دے۔

''مم۔ میں اس علاقے کا جائزہ لے رہا تھا سر جہاں سے وہ کٹاؤ سے باہر آئے تھے۔''۔۔۔۔۔ رمیش نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''ہونہہ۔ اب وہاں تمہیں کیا ملے گا۔ وہ نجانے اب تک کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں گے۔''۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے غرا کر کہا۔

''اس جگہ پر مجھے ٹی پی فائیو ویگن کے ٹائروں کے نشانات ملے ہیں سر اور ٹی پی فائیو ویگن جدید ماڈل اور نئی کمپنی کی ویگن ہے جو حال میں ہی کافرستان میں متعارف کرائی گئی ہے۔ یہ ویگن اعلیٰ سسپنشن اور سبک رفتار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت قیمتی ویگن ہے جسے عام آدمی کسی بھی طرح افورڈ نہیں کر سکتا۔ آسون جیسے چھوٹے سے شہر میں ایسی ویگنوں کی تعداد بے حد کم ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو شہر میں چاروں طرف پھیلا دیا ہے۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق اس ویگن کو آسون کے جنوبی علاقے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔ میرے آدمی وہاں پہنچ کر اگر اس ویگن کو ٹریس کر لیں تو ان کے بارے میں آسانی سے پتہ چل جائے گا۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رمیش نے کہا۔

''ہونہہ۔ جو بھی ہو۔ انہیں ہر حال میں اور ہر جگہ تلاش کرو۔ ٹی پی فائیو ویگن کی تلاش کے ساتھ ساتھ اپنے آدمیوں کو ریلوے سٹیشن، بس

تمام ہوٹلوں کی چیکنگ کے لئے بھیج دو۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کہیں سے چوری کی ہو اور اسے کسی جگہ چھوڑ کر کسی اور طرف نکل گئے ہوں۔''۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

''وہ چوری کی ویگن کیسے ہو سکتی ہے سر۔ اتنی قیمتی ویگن''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رمیش نے کہنا چاہا۔

''احمقانہ باتیں مت کرو رمیش۔ تمہارا کیا خیال ہے عمران اور اس کے ساتھی ٹی پی فائیو ویگن کو ماچس کی ڈبیہ بنا کر اپنی جیب میں رکھ کر ساتھ لائے ہوں گے۔ ان کا یقیناً کوئی آدمی ویگن لایا ہو گا۔ اور ایسے لوگ آسانی سے نظروں میں آنے والی گاڑیوں کا استعمال نہیں کرتے۔ ٹی پی فائیو ویگن کو جان بوجھ کر اس طرف لایا گیا ہو گا تاکہ وہ ہمیں کسی طرح سے ڈاج دے سکیں۔ دیکھ لینا وہ ویگن تمہیں کسی خالی سڑک پر کھڑی ملے گی۔''۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رمیش نے کہا۔

''نانسنس۔ کبھی اپنے دماغ سے بھی سوچ لیا کرو۔''۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے منہ بنا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ رمیش کچھ اور کہتا اچانک کرنل یادیو کے میز پر پڑے ہوئے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سرخ فون کی گھنٹی بجتے دیکھ کر کرنل یادیو کا رنگ متغیر ہو گیا۔ شاگل اسے کال کر رہا تھا اور اسے یقیناً آنند نے اطلاع دے دی ہو گی کہ عمران اور اس کے ساتھی سورج نگر سے نکل چکے ہیں۔ جن کی وہ یادیو کو اطلاع دے چکا

تھا اور اب شاگل یقینی طور پر اس سے پوچھنا چاہتا ہوگا کہ اس نے ان خطرناک ایجنٹوں کا خاتمہ کیا ہے یا نہیں۔

"چیف کی کال آ رہی ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں تم سے بعد میں بات کروں گا۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے رمیش سے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے فون کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

"اوہ۔ اب میں چیف کو کیا بتاؤں گا کہ میرے آدمیوں کی غفلت سے وہ لوگ نکل گئے ہیں۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے پریشانی کے عالم میں سوچا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔ وہ شاگل کو بخوبی جانتا تھا۔ ناکامی کی خبر سن کر اس نے غصے سے پھٹ پڑنا تھا اور کرنل یادیو شاگل کے غصے سے بے حد ڈرتا تھا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی مگر کرنل یادیو میں رسیور اٹھانے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی۔ لیکن اگر وہ فون اٹنڈ نہ کرتا تو شاگل اس کے سیل فون پر کال کر دیتا یا پھر وہ خود ذہیں آ جاتا۔ اور اگر وہ کرنل یادیو کے پاس آ گیا تو وہ غصے کا پاگل انسان ناکامی کا سن کر اسے سچ مچ اپنے ہاتھوں سے گولی مار دے گا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور کانپتے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف۔ کرنل یادیو سپیکنگ۔"۔۔۔ اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے خود کو سنبھال کر کہا۔

"میں کب سے کال کر رہا ہوں۔ تم فون کیوں اٹنڈ نہیں کر رہے

ے۔"۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل کی دہاڑتی ہوئی آواز ا۔

وری چیف۔ میں ابھی ابھی آفس میں آیا ہوں۔ آفس میں ے پہلے فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے اپنے ں خود اعتمادی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ اتنی دیر سے آفس کیوں آئے ہو۔ کہاں تھے۔ کیا کر تھے تم۔"۔۔۔ شاگل نے اسی طرح غصے کی شدت سے چیختے ئے کہا۔

"میں رات دیر تک جاگتا رہا تھا چیف۔ اس لئے دیر ہو گئی۔" یادیو نے کہا۔

"کیوں جاگ رہے تھے۔ کیا کر رہے تھے تم۔ اور تم نے ابھی تک ان پاکیشائی ایجنٹوں کی رپورٹ کیوں نہیں دی۔ کیا کیا ہے تم نے ا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آنند کی کال آئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا عمران اور اس کے ساتھی راتوں رات وہاں سے نکل گئے تھے اور نے تمہیں فوری طور پر ان کے نکلنے کی اطلاع بھی دے دی تھی۔" ری طرف سے شاگل نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ غلط ہے چیف۔ آنند نے مجھے بر وقت اطلاع نہیں دی تھی۔" ل یادیو نے جلدی سے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم۔"۔۔۔ دوسری طرف سے ے نے جیسے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی کال ملتے ہی زیرو اسکواڈ کو ان پہاڑی علاقوں کی طرف فوری طور پر روانہ کر دیا تھا۔ وہ ان پہاڑی علاقوں سے کافی فاصلے پر تھے۔ اس علاقے تک پہنچتے پہنچتے انہیں کم از کم چار سے پانچ گھنٹوں کا وقت درکار تھا۔ آنند نے مجھے کال کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کے سورج نگر سے نکلنے کی اطلاع دی۔ میرے آدمی تیز رفتاری سے چار گھنٹوں سے قبل اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے تھے۔ آنند نے مجھے جن دو جیپوں کے بارے میں انفارمیشن دی تھی وہ جیپیں سکس زون کے میدان تک پہنچ چکی تھیں۔ وہاں جیپیں خالی ملی تھیں۔ میرے ساتھی رمیش نے مجھے بتایا ہے کہ ان جیپوں سے کچھ فاصلے پر کسی ہیلی کاپٹر کے پیڈز کے نشانات تھے۔ وہ ان جیپوں سے میدانی علاقے میں آکر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی کسی ہیلی کاپٹر سے وہاں سے نکل گئے تھے۔ اگر آنند مجھے صرف ایک گھنٹہ پہلے اطلاع دے دیتا تو رمیش گن شپ اور سرچ لائٹس والے ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچ جاتا۔ لیکن میرے آدمیوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"وہ نکل گئے ہیں۔ اوہ۔ بیڈ نیوز۔ ویری بیڈ نیوز۔ وہ تمہارے گروپ کے ہوتے ہوئے بھی وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس سے بری خبر میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔" دوسری طرف سے شاگل کی تھرتھراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو چاروں طرف پھیلا دیا ہے چیف۔

ے چھوٹے سے شہر میں کسی ہیلی کاپٹر کا اترنا چھپا نہیں رہ سکتا۔ سی نے اسے ہیلی کاپٹر کو ضرور دیکھا ہو گا۔ ایک بار یہ معلوم ہو وہ ہیلی کاپٹر کس کمپنی کا تھا تو ہمارے لئے انہیں تلاش کرنا کچھ نہ ہو گا۔ میں نے سرچنگ ٹاورز پر بھی آدمی بھجوا دیئے ہیں۔ جلد ٹ آجائے گی۔ اور۔ پھر۔"۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

بس۔ خاموش ہو جاؤ۔ نانسنس۔ مجھے اب تمہاری کوئی بات نہیں تم نے ان کے فرار ہونے کی خبر دے کر مجھے سخت مایوس کیا ہے۔ ل چاہ رہا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہارا کورٹ مارشل کر ور فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کر کے تمہیں گولیوں سے چھلنی ں"۔۔۔۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

ں۔ چیف۔ میں اپنی بھرپور کوشش کر رہا ہوں۔ وہ جلد ہی ہماری ں میں آجائیں گے۔ ان کی ہمارے ہاتھوں موت یقینی ہے "۔۔۔۔ کرنل یادیو نے خوف سے حلق میں تھوک نگلتے ہوئے

ان کی نہیں۔ اب تمہاری موت یقینی ہو گئی ہے نانسنس۔ میں نے ے اور زیرو اسکواڈ سے جو امیدیں وابستہ کی تھیں۔ تم نے پہلے میں ہی ان امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ کافرستان میں ان کی ے جو تباہی جو نقصان ہو گا اس کا ذمہ دار میں صرف تمہیں ہی ں گا۔ اب سارا نقصان تمہیں اپنے خون کی قیمت سے ادا کرنا گا۔ نانسنس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاگل نے دہاڑتے ہوئے

کہا اور کرنل یادیو کو اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہونے دوسری طرف سے شاگل نے غصے سے فون بند کر دیا تھا۔ مگر یادیو نے رسیور بدستور کان سے لگا رکھا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا شاگل کا غضبناک لہجہ سن کر وہ خوف سے بت بن کر رہ گیا ہو۔

جھاڑیوں سے لٹکتے ہوئے وہ مسلسل تین گھنٹوں کے سفر کے بعد ایک جنگل سے باہر نکل آئے۔ اس سارے سفر نے ان کے جسم بری طرح سے شل کر دیئے تھے۔

جنگل سے باہر آتے ہی عمران نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر ناٹران سے بات کی جو آدھے گھنٹے میں ایک جدید اور نئے ماڈل کی تیز رفتار ویگن لے کر وہاں پہنچ گیا۔ وہ سب اس ویگن میں سوار ہوئے اور ناٹران انہیں وہاں سے نکالتا لے گیا۔ شہر کے ایک علاقے میں اس نے ویگن کو چھوڑ دیا۔ وہاں اس کے چند ساتھی دوسری کاریں لے کھڑے تھے۔ احتیاط کے تقاضوں پر عمل کرتے ہوئے وہ دو دو کی ٹکڑیوں میں ان کاروں میں سوار ہوئے اور پھر وہ کاریں مختلف راستوں پر روانہ ہو گئیں۔ عمران اور ٹائیگر ناٹران کے ساتھ تھے۔ ناٹران تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا انہیں آسون شہر سے نکال کر دوسرے شہر میں

لے گیا۔ اس شہر میں آ کر اس نے پھر کار بدل لی تھی اور پھر ایک
پر آ کر اس نے ان دونوں کو ایک پرائیویٹ رہائش گاہ میں پہنچا
جہاں وقفے وقفے بعد دوسری کاریں آتی گئیں اور عمران کے باقی
بھی وہاں پہنچ گئے۔ اس رہائش گاہ میں انہوں نے سب سے پہلے
میک اپ تبدیل کئے اور اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے
طویل اور تھکا دینے والے سفر نے انہیں آرام کرنے پر مجبور کر دیا تھا
اگلے روز جاگ کر وہ ناشتہ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ نا
وہاں آ گیا۔ اس نے ایک بار پر ان سب کو ساتھ لیا اور ایئرپو
آ گیا۔ ایئر پورٹ آتے ہی وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے
انہوں نے الگ الگ شہروں کا سفر کیا اور پھر آخر میں وہ سب ایک
پھر دارالحکومت میں ایک خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔ ان تمام [illegible]
پر سفر کے دوران وہ بار بار میک اپ بدل رہے تھے اور عمران نے
سب کو ایسے میک اپ کرنے کی ہدایات دے رکھی تھیں کہ ان کے
اپ کسی بھی کیمرے کی آنکھ سے ظاہر نہ ہو سکیں۔
دارالحکومت کی خفیہ رہائش گاہ میں بھی انہوں نے محض ایک
آرام کیا۔ اور پھر عمران نے انہیں فوری طور پر ساماگا جنگل کے
طرف روانہ کر دیا جبکہ وہ خود ٹائیگر کے ساتھ وہیں رک گیا تھا۔
عمران آرام کرسی پر نیم دراز تھا جبکہ ٹائیگر اس کے سامنے
کرسی پر بیٹھا تھا کہ اچانک کال بیل بجی تو عمران چونک کر سیدھا
گیا۔

برا خیال ہے ناٹران آیا ہے۔“ ـــــ ٹائیگر نے کہا۔
اس کے علاوہ یہاں اور کون آ سکتا ہے۔ جاؤ۔ دیکھو جا کر۔“
ت نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا چلا گیا۔
د لمحوں بعد وہ ناٹران کے ساتھ اندر آ گیا۔ ناٹران نے عمران کو سلام
کیا اور عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔
”کوئی خبر لائے ہو یا صرف یہ دیکھنے آئے ہو کہ میں آرام کرتا ہوا
کیسا دکھائی دیتا ہوں۔“ ـــــ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں
ناٹران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ناٹران بے اختیار مسکرا دیا۔
”میں آپ کے لئے ایک اہم خبر لایا ہوں عمران صاحب۔“ ناٹران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”خبر ٹھنڈی ہے یا گرم۔“ ـــــ عمران نے کہا۔
”ٹھنڈی گرم۔ میں سمجھا نہیں۔“ ـــــ ناٹران نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔
”یار۔ پتہ نہیں تم کتنی دور سے آ رہے ہو۔ آئے ہو تو لازماً چائے
کافی پی کر ہی جاؤ گے۔ اب یہ تم پر ہی منحصر ہے کہ تمہارے پاس کولڈ
نیوز ہے یا ہاٹ۔ کولڈ نیوز پر کولڈ کافی اور ہاٹ نیوز پر ہاٹ کافی۔“
عمران نے باقاعدہ تشریح کرتے ہوئے کہا تو ناٹران اس کا یہ خوبصورت
فقرہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ ٹائیگر بھی مسکرا دیا تھا۔
”پھر تو میں ہاٹ کافی پیوں گا۔“ ـــــ ناٹران عمران کے فقرے
پر دل ہی دل میں پوری طرح سے لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ جاؤ۔ میرے لئے ایک ہاٹ کافی بنا لاؤ"۔ عمران نے کہا۔

"صرف ایک۔ کیا آپ میرے لئے کافی نہیں منگوائیں گے"۔ ناٹران نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہارے پاس ہاٹ نیوز ہے۔ ہاٹ کافی پی کر کیا کرو گے۔ میں تو کہتا ہوں اسی سے کام چلا لو۔ ہاٹ پلس ہاٹ بہت زیادہ ہاٹ ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"چلیں۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ بہر حال مجھے کرنل تریپاٹھی تک پہنچنے کا ایک راستہ مل گیا ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"راستہ۔ کیا مطلب۔ کیا کرنل تریپاٹھی کسی سڑک پر کھڑا ملے گا"۔ عمران نے کہا اور ناٹران پھر ہنس دیا۔ عمران نے اشارے سے ٹائیگر کو کافی لانے بھیج دیا تھا۔

"میں نے ایک لڑکی کا پتہ چلایا ہے جس کا نام کایا ہے جو پہلے فوج میں تھی اور آج کل ایک نئے کرنل کی پرسنل سیکرٹری ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ خوش ہے۔ اس کے مطابق وہ کرنل جس کا نام کرنل یادیو ہے اکثر کرنل تریپاٹھی سے فون پر باتیں کرتا رہتا ہے اور اس نے ایک دو بار اس سے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا نام بھی سنا تھا۔ میرے گروپ میں ایک لیڈی ایجنٹ ہے شکیلا۔ وہ کایا کی سہیلی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اگر کرنل یادیو پر ہاتھ ڈالا جائے تو ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کا پتہ

لگایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"نئے کرنل سے تمہاری کیا مراد ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"کرنل یادیو کا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے تھا۔ لیکن پھر اسے شاگل نے وہاں سے اٹھا کر اپنی سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا اور اس کا ایک الگ اسکواڈ بنا دیا۔ جسے زیرو اسکواڈ کا نام دیا گیا ہے۔ زیرو اسکواڈ شاگل کے لئے ریزرو فورس کے طور پر کام کرتا ہے اور شاگل نے اسے ایسے اختیارات دے رکھے ہیں کہ وہ کافرستان میں ہر جگہ کارروائی کر سکتا ہے۔ جس کی گرفت سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"لیکن یہ کرنل مہادیو ملے گا کہاں۔ کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر ان کے لئے کافی لے آیا اور اس نے مگ ان کے سامنے میز پر رکھ دیئے۔

"اس کا کوئی ایک مستقل ٹھکانہ نہیں ہے۔ سنا ہے اس نے کافرستان کے ہر بڑے چھوٹے شہروں میں اپنے سب ہیڈ کوارٹرز بنا رکھے ہیں۔ اس کے مین ہیڈ کوارٹر کا کسی کو بھی علم نہیں ہے"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"پھر اس تک رسائی کیسے حاصل ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مگ اٹھا کر کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

"یہاں ایک کلب ہے۔ اس کا نام وائٹ کلب ہے۔ کلب کا

ماحول بے حد آزاد اور ماڈرن ہے۔ اس کلب میں کسی کے داخلے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ سنا ہے کہ یہ کلب کرنل یادیو کا ذاتی کلب ہے اور کرنل ترپاٹھی بھی اس کلب میں آتا جاتا ہے مگر ظاہر ہے اس کے لئے وہاں کوئی مخصوص کمرہ ہی ہو گا۔"——— ناٹران نے کہا۔

"گڈ۔ پھر تو ہمیں وہاں ضرور جانا چاہئے۔ کلب کا منیجر کون ہے۔ ہوسکتا ہے اس کے ذریعے ہمارا کرنل یادیو یا کرنل ترپاٹھی سے رابطہ ہو جائے۔"——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"منیجر ۔ اس کا نام رام ویر ہے۔ اور عمران صاحب وہ انتہائی سخت گیر اور کافرستان کا مشہور بدمعاش ہے۔ وہ اس قدر سفاک ہے کہ لوگ اسے جلاد کہتے ہیں۔ وہ کلب میں تو مداخلت نہیں کرتا۔ لیکن کرنل یادیو اپنے دشمنوں سے نپٹنے کے لئے اسے ہی استعمال کرتا ہے۔ یہاں کے بدمعاش تو اس کے نام سے ہی خوف سے کانپتے ہیں۔ اس نے غنڈوں کی ایسی فوج پال رکھی ہے جو اس کی طرح ہر وقت مرنے مارنے پر آمادہ رہتے ہیں۔"——— ناٹران نے کہا۔

"پھر تو ایسے انسان سے ملنے کا زیادہ لطف آئے گا۔ ویسے بھی ٹائیگر کو ہاتھ پیر ہلائے کافی دیر ہو چکی ہے۔ اسی بہانے یہ اپنے ہاتھ پیر بھی کھول لے گا اور میں بھی ایک دو کو چپتیں لگا کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں گا۔"——— عمران نے کافی کا آخری گھونٹ بھر کر خالی مگ میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور ناٹران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ناٹران کی کار میں بیٹھے خفیہ رہائش گاہ

سے باہر نکل رہے تھے۔ عمران ناٹران کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ ٹائیگر پیچھے تھا۔ ناٹران بڑے مطمئن انداز میں کار چلاتا ہوا اسے مین سڑک پر لے آیا۔ مختلف سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے وہ ایک کمرشل ایریئے سے ہٹ کر ایک قدرے خاموش اور پرسکون علاقے میں آ گئے اور پھر ناٹران نے کار ایک بڑی سی عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی۔ گیٹ پر وائٹ کلب کا بورڈ آویزاں تھا۔ کمپاؤنڈ میں بے شمار گاڑیاں موجود تھیں۔ عمران نے دیکھا وہاں غنڈوں اور بدمعاش ٹائپ لوگوں کے ساتھ ساتھ ماڈرن قسم کے لوگ بھی آ جا رہے تھے۔

وہ کار سے اترے اور پھر کمپاؤنڈ سے نکل کر کلب کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کلب کے ہال میں واقعی بے پناہ رونق تھی۔ ہر طرف رنگ برنگے اسکرٹس کی جیسے بہار آئی ہوئی تھی اور ناٹران نے غلط نہیں بتایا تھا وہاں واقعی ماڈرن اور آزاد خیال طبقے کے افراد موجود تھے۔ ہال میں تقریباً دس مشین گنوں سے مسلح افراد دیواروں سے پشت لگائے خاموش کھڑے تھے۔

"یہ رام ویر کے آدمی ہیں۔ یہاں اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش کرے تو یہ اسے ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دیتے ہیں۔" ناٹران نے ان مسلح افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

"یہ تو جنرل ہال معلوم ہوتا ہے۔"——— عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ یہاں نیچے بھی تہہ خانے ہیں۔ جہاں ہر قسم کی آزادی ہے۔ اخلاق، مذہب اور قانون صرف اسی ہال تک ہی محدود ہے۔"

ناٹران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر تم یہاں کیا کر رہے ہو۔ وہاں چلو جہاں ہمیں بھی آزادی نصیب ہو۔" ــــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہیں کسی سے پوچھ لیتے ہیں۔ رام ویرا اوپر ہی اپنے کسی مخصوص دفتر میں ہوگا۔" ــــــ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ سیدھے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

"سنو لڑکی۔ رام ویرا سے کہو کہ ایکریمیا سے فراسک کا بلیک ڈان اس سے ملنے آیا ہے۔" ــــــ عمران نے اس لڑکی کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر۔ باس کسی سے نہیں ملتا۔" ــــــ لڑکی نے انتہائی سرد مہری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ یہاں موجود ہے۔" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ اپنے مخصوص دفتر میں ہی ہے اور اسے ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا۔" ــــــ لڑکی نے کہا۔

"میری اس سے بات کراؤ۔" ــــــ عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا تو لڑکی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔ جب میں نے کہا ہے کہ اسے ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا تو۔" ــــــ لڑکی نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کاؤنٹر پڑی شراب ایک بوتل اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ

ؤنٹر گرل کچھ سمجھتی عمران نے بوتل پوری قوت سے اس کے عقب میں جود شراب کی بوتلوں کے ریک پر ماردی۔ چھناکے سے ریک میں ی کئی بوتلیں ٹوٹ کر گر پڑیں۔

"بلاؤ۔ اس رام ویرا کو۔ بلاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ ورنہ میں یہ سارا کلب تباہ کر دوں گا۔" ــــــ عمران نے اونچی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور بوتل اٹھا کر فرش پر دے ماری۔ بوتلوں کے ٹوٹنے اور عمران کی دھاڑ سے پورے ہال میں جیسے سکوت مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ جو لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے وہ بے اختیار اپنی اپنی کرسیوں پر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ہال میں شراب سرو کرنے والی لڑکیاں بھی اپنی جگہوں پر ساکت ہو گئی تھیں۔ ان کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ کوئی وائٹ کلب میں ایسی بھی حرکت کر سکتا ہے اور اتنی اونچی آواز میں دھاڑ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ دیواروں کے پاس کھڑے مسلح افراد بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس طرف دیکھ رہے تھے۔

"بلاؤ۔ رام ویرا کو بلاؤ۔ جلدی۔" ــــــ عمران نے ایک بار پھر دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کے بولنے سے جیسے ہال میں یکلخت قیامت سی آ گئی۔ مسلح افراد بجلی کی سی تیزی سے دوڑ کر اس طرف آ گئے۔

"کون ہو تم۔ کون ہو۔" ــــــ ایک لمبے تڑنگے آدمی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ بائیں طرف سے چیختا ہوا عمران کی طرف

بڑھ رہا تھا۔

"تمہاری موت۔ خبردار جہاں ہو وہیں رک جاؤ۔ ورنہ چیر کر رکھ دوں گا۔" ـــــ عمران نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور لمبا تڑنگا آدمی دوڑتے دوڑتے یکلخت رک گیا۔ اس نے اچانک ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے مسلح افراد کو بھی روک لیا۔

"رک جاؤ۔ یہ یقیناً پاگل ہے۔ اسے میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا۔" ـــــ لمبے تڑنگے آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔" ـــــ عمران نے جارحانہ انداز میں اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"میں شیکھر ہوں۔ شیکھر دادا۔ اور شیکھر دادا کی اس طرح توہین کرنے والا یقیناً پاگل ہی ہو سکتا ہے۔" ـــــ لمبے تڑنگے آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

"دادا۔ ہونہہ۔ شکل دیکھی ہے کبھی تم نے آئینے میں۔ تمہارا نام شیکھر دادا نہیں بلکہ مچھر دادا ہونا چاہیے۔ حقیر اور معمولی مچھر۔" عمران نے کہا۔

"تت۔ تم۔ تم مجھے مچھر کہہ رہے ہو۔ شیکھر دادا کو۔ اوہ تم یقیناً پاگل ہو۔ بہت بڑے پاگل۔ تم جیسے حقیر کیڑوں کو تو میں اپنے پیروں میں کچل دیتا ہوں۔ جاؤ۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ اگر مجھے غصہ آ گیا تو یہاں تمہاری لاش پھڑکتی نظر آئے گی۔" ـــــ شیکھر دادا نے انتہائی تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"میں یہاں سے بھاگنے نہیں۔ تم جیسے حقیر کیڑوں کو کچلنے آیا ہوں۔" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تو پھر آؤ۔ آگے بڑھو۔" ـــــ شیکھر دادا نے یکلخت غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن سیدھی کی مگر دوسرے ہی لمحے عمران کی ٹانگ چلی اور شیکھر دادا بری طرح سے چیختا ہوا الٹ کر گر گیا۔ اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن فضا میں اچھلی جسے عمران نے پلک جھپکنے سے بھی کم وقت میں ہوا میں ہی دبوچ لیا تھا اور اس سے پہلے کہ شیکھر دادا اٹھتا ہال میں ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ شیکھر دادا کی چیخوں کا جیسے طوفان سا آ گیا۔ عمران نے مشین گن پکڑتے ہی شیکھر دادا پر فائرنگ کر دی تھی۔ ادھر ناٹران اور ٹائیگر نے بھی فوراً جیبوں سے اپنے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔

"خبردار۔ اپنی گنیں پھینک دو۔ ورنہ یہاں لاشوں کے ڈھیر لگ جائیں گے۔" ـــــ ٹائیگر نے وہاں موجود دوسرے مسلح افراد کی طرف دیکھتے ہوئے گرج کر کہا۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے اور اچانک ہوا تھا کہ کسی کو اپنی آنکھوں اور کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ ٹائیگر کی دھاڑ اس قدر خوفناک تھی کہ ان مسلح افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں خود بخود نکل کر نیچے جا گری تھیں۔ فرش پر شیکھر دادا چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا تھا اور اس کے اردگرد خون کا تالاب سا بنتا جا رہا تھا۔

"تم نے شیکھر دادا کو ہلاک کر کے اپنی موت یقینی بنا لی ہے۔" ایک اور محافظ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔ عمران نے

مشین گن کا رخ اس کی طرف کر کے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ اس بولنے والے کی بھی چیخیں گونجیں اور وہ بھی لٹو کی طرح گھوم کر گرا اور تڑپتا ہوا ساکت ہو گیا۔

"اب اگر کسی نے رام ویر کو بلانے کے سوا کوئی اور بات کی تو اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔"۔۔۔۔ عمران نے غرا کر کہا مگر ایک بھاری بھرکم اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان آگے بڑھا اور اس کے سامنے آ گیا۔

"کون ہو تم پدی۔ آگے کیوں آئے ہو۔ کیا تمہارا بھی مرنے کا ارادہ ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ مگر اس نوجوان نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور پھر اچانک جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح اس نوجوان نے چھلانگ لگائی اور توپ سے نکلے ہوئے گولی کی طرح عمران کی طرف بڑھا۔ یہ واقعی بے حد خوفناک داؤ تھا۔ وہ گھومتا ہوا عمران کی طرف آیا تھا اور وہ گھومتے ہوئے عین آخری لمحوں میں کوئی بھی داؤ استعمال کر سکتا تھا اور مقابل کو رولنگ پوزیشن میں آنے والے کے داؤ کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا تھا اور یقیناً وہ مار کھا جاتا تھا۔ مگر عمران بھلا اس غنڈے کے داؤ میں کیسے آ سکتا تھا۔ اسی لمحے جیسے ہی نوجوان فضا میں اچھل کر گھومتا ہوا عمران کی طرف آیا عمران نے ایک قدم آگے بڑھایا اور پھر عمران نے خود کو کمان کی طرح الٹی طرف جھکاتے ہوئے بائیں ہاتھ کا مکا نوجوان کی عین گردن پر مار دیا۔ نوجوان جھٹکا کھا کر چیختا ہوا قلابازی کھانے والے انداز میں گھوما اور پلٹ کر زوردار دھماکے سے

نیچے آ گرا۔ اسی لمحے عمران نے اپنے جسم کو رول بیک کرتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے نوجوان کی کمر پر مار دیئے۔ وہ گھٹنوں کے بل اس قدر زور سے نوجوان کی کمر پر گرا تھا کہ نوجوان کی ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ساتھ اس کی کئی پسلیاں ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دی تھیں اور نوجوان کے حلق سے نکلنے والی چیخ اس قدر تیز اور دلخراش تھی جس سے ہال میں موجود ہر آدمی کا دل بری طرح سے دہل اٹھا تھا۔

وہاں موجود ہر آدمی کی آنکھیں جیسے پھٹ پڑی تھیں۔ نوجوان کے خوفناک داؤ سے خود کو بچا کر عمران نے جس طرح اس پر جوابی وار کیا تھا۔ اس قدر حیرت انگیز اور خوفناک لڑاکا شاید انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ سب ساکت ہو کر رہ گئے تھے۔ اور عمران کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"کوئی اور ہے۔ جو میرے ہاتھوں مرنا چاہتا ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے چھلانگ لگا کر نوجوان کی کمر سے اترتے ہوئے کہا۔ نوجوان تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گیا تھا۔

"یہ کیا تماشہ ہو رہا ہے یہاں۔"۔۔۔۔ اچانک اوپر سے ایک دہاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے ایک بھاری بھرکم اور گینڈے جیسا انسان دھم دھم کرتا سیڑھیاں اترتا ہوا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر سفاکی اور خباثت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی۔ اس کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں مگر ان میں خون کی سرخی بھری ہوئی تھی۔

"تماشہ۔ ہاں واقعی یہاں تماشہ ہی ہو رہا ہے۔ آجاؤ۔ تم بھی آجاؤ۔ اس تماشے میں تم جیسے جوکروں کی ہی کمی ہے۔جلدی آؤ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ رام ویر ہے۔" ـــــ اچانک پیچھے کھڑے ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔آنے والا واقعی طاقتور اور ٹھوس جسم کا مالک تھا اور وہ کسی دیو کی طرح پھیلا ہوا تھا۔

"کون ہو تم۔ کیوں آئے ہو یہاں اور یہ سب تم نے کیوں کیا ہے۔" ـــــ رام ویر نے نیچے آ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد غضبناک تھا۔

"تم رام ویر ہو۔ اس کلب کے مینجر۔" ـــــ عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ہوں رام ویر۔" ـــــ رام ویر نے سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نیچے پھینک دی۔ ایک لمحے کے لئے رام ویر کی نظر اس گرتی ہوئی مشین گن پر پڑی۔ دوسرے لمحے جیسے اس پر یکلخت قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ عمران نے یکلخت اچھل کر دونوں ہاتھ فضا میں پھیلا کر اس پر چھلانگ لگا دی۔ اس کے سر کی ٹکر رام ویر کے پھیلے ہوئے سینے پر پڑی تو رام ویر بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل ایک زور دار دھماکے سے نیچے جا گرا۔ٹائیگر نے پھرتی سے نیچے گری ہوئی مشین گن اٹھا لی۔

عمران نے فضا میں ایک اور قلابازی کھائی اور اس نے گھومتے

ونوں ٹانگیں جوڑ کر فرش پر گرتے ہوئے رام ویر کے چہرے پر ونوں کی ضرب لگا دی۔ رام ویر کا سر زور سے فرش سے ٹکرایا اور حلق سے پہلے سے بھی زیادہ تیز اور خوفناک چیخ نکلی۔ ابھی اس ختم ہوئی ہی تھی کہ اچانک فضا ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں اور راد کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ عمران کو رام لہ کرتے دیکھ کر مسلح افراد نے بھڑک کر گری ہوئی گنیں اٹھانے ش کی تھی۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر اور ناٹران نے ان پر یکلخت فائرنگ دی تھی اور مسلح افراد اپنے ہی خون میں نہاتے ہوئے اور لٹوؤں رح گھومتے ہوئے گر گئے۔ اس کے ساتھ ہی پورے ہال میں ڑ سی مچ گئی۔ جس کا جدھر سینگ سما رہا تھا بھاگ رہا تھا۔ اور ٹائیگر اس صورتحال سے نپٹنے کے لئے پہلے سے ہی تیار

ٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کسی گینڈے کی اولاد۔" ـــــ عمران نے جھک کر رام ویر کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اس بھاری بھرکم رام ایک زور دار جھٹکا دے کر انتہائی حیرت انگیز طور پر ایک طرف دیا۔ رام ویر کسی دیو کی طرح اڑتا ہوا کاؤنٹر سے زور دار دھماکے ٹکرایا۔ پھر وہ جیسے ہی نیچے گرا عمران برق رفتاری سے اس کی بڑھا۔ ایک لمحے کے لئے وہ رام ویر پر جھکا۔ دوسرے لمحے رام ک بار پھر اس کے ہاتھوں میں اٹھتا ہوا نظر آیا۔ عمران نے اسے ہاتھوں میں اٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر اس نے ہاتھ گھما کر رام

ویر کو ایک بار پھر پوری قوت سے نیچے پٹخ دیا۔ رام ویر کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلیں اور وہ زمین پر یوں تڑپنے لگا جیسے اس کی فرش سے ٹکرا کر ایک ایک ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس کے جسم کو الٹایا اور اس کے دونوں پیر پکڑ کر اوپر اٹھا دیئے اور اس نے اپنا پیر رام ویر کی گدی پر رکھ کر اس کی ٹانگوں کو پیچھے کی طرف اس انداز میں موڑ دیا جیسے کمان مڑی ہوئی ہے۔ رام ویر کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ وہ جس داؤ میں پھنسا ہوا تھا اگر عمران زوردار جھٹکا دیتا تو اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی یا پھر اس کی گردن کی ہڈی۔

"مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ فار گاڈ سیک مجھے چھوڑ دو۔ کک کون ہو تم۔ چھوڑ دو مجھے۔ ورنہ میں مر جاؤں گا۔" ــــ رام ویر نے بری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"چھوڑ دوں گا۔ مگر تمہیں پہلے یہ حقیقت تسلیم کرنی ہو گی کہ تم ایک حقیر کیڑے اور مچھر کی اولاد ہو۔" ــــ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں حقیر کیڑا ہوں۔ میں مچھر کی اولاد ہوں۔ مم میں میں۔ میں۔" ــــ رام ویر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اور اب اپنی اس حقیقت سے انکار مت کرنا ورنہ اس سے بھی برا حال کروں گا۔" ــــ عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹا کر اس کی ٹانگیں چھوڑتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف ہٹ گیا۔

رام ویر زمین پر پڑا چند لمحے بری طرح سے ہانپتا رہا۔ اس کا چہرہ بری

ہو گیا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا ... ہوتا چلا گیا۔

"حیرت انگیز لڑاکے ہو۔ کون ہو۔ کون ہو تم۔" ــــ رام ویر ... بار شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"... ایک سیدھا سادا اور عام انسان ہوں۔" ــــ عمران نے ... ہوئے کہا۔

"عام انسان۔ نہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تم عام انسان نہیں ہو سکتے۔ جس طرح شیکھر دادا کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور پھر تم نے ... باز میں مجھے شکست دی ہے میں مر کر بھی یقین نہیں کر سکتا کہ تم عام آدمی ہو۔" ــــ رام ویر نے کہا۔

"... مرسی سمجھو۔ میں ایکریمیا سے آیا ہوں اور میں بلیک ڈان ہوں" ــــ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر رام ویر اچھل کر کئی ... پیچھے ہٹ گیا۔

"ایک ڈان۔ تت۔ تم ایکریمیا کی ریاست فراسک کے مشہور بلیک ڈان ہو۔ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جب تک دس پندرہ ... کو ہلاک کر کے ان کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگ لے صبح کا ... نہیں کرتا۔" ــــ رام ویر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہی ہوں میں۔" ــــ عمران نے بے پرواہی سے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تب تو میرے آدمیوں نے اور میں نے تمہیں نہ پہچان کر ... بڑی غلطی کی ہے۔ سوری بلیک ڈان۔ آئی ایم ویری سوری۔

میرے آدمیوں نے اور میں نے تم سے جو بدتمیزی کی تھی اس کے
میں تم سے بے حد شرمندہ ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں آ
ہو تو میں خود ایئر پورٹ تمہیں لینے آتا۔ تمہارے راستے میں پھولوں
پتیوں کا قالین بچھا دیتا۔ مجھے معاف کر دو۔ یہ میرے کلب کی خو
ہے کہ تم جیسا عظیم انسان خود یہاں چل کر آیا ہے۔ میں تمہاری طرف
دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فخر محسوس کروں گا۔ بے حد فخر۔" رام و
نے اس کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا۔ وہ ایسے بدمعاشوں غنڈوں کی نفسیات سے بخوبی آگاہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ رام ویر غنڈے آسانی سے کسی سے نہیں ملتے تھے اور انہیں راہ راست پر لانے کے لئے کھڑاک کرنا ضروری ہوتا تھا اور یہ عمران کا کھڑاک ہی تھا جس سے رام ویر جیسا جلاد صفت انسان بھی اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔ عمران اس کے لہجے میں خلوص صاف محسوس کر رہا تھا۔ اسے یقین کہ اس نے جو کچھ کہا ہے اور جس بلیک ڈان کے طور پر اس نے ا اپنا تعارف کرایا ہے وہ اس سے منافقت نہیں کرے گا۔

"تم بھی بہادر اور طاقتور انسان ہو اور میں بہادر اور طاقتور انسانو کی قدر کرتا ہوں۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر رام کے چہرے پر یکلخت مسرت کی آبشار بہنے لگی۔

"آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ میرے دفتر میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" را ویر نے کہا اور پھر تیزی سے ان سیڑھیوں کی طرف مڑ کر بڑھ گیا۔

اتر کر وہ نیچے آیا تھا۔ ہال میں اب تک مکمل سکوت تھا۔ بھاگنے والے بھاگ گئے تھے۔ ویٹرس اپنی جگہوں پر ساکت کھڑی تھیں اور مسلح افراد کی لاشیں اسی طرح فرش پر پڑی تھیں۔ اس نے ان پر کوئی توجہ نہ دی تھی۔ وہ دھم دھم سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ عمران نے ناٹران اور ٹائیگر کو اشارہ کیا تو وہ بھی اس کے ساتھ سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ رام ویر انہیں ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا جو دفتر کے انداز میں انتہائی قیمتی سازوسامان سے مزین تھا۔

"آؤ۔ آؤ۔ بیٹھو۔ بولو۔ کیا پیو گے۔ یہاں ایک سے بڑھ کر ایک اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور نایاب ترین شراب موجود ہے۔"۔۔۔ رام ویر نے انہیں صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود دائیں طرف رکھی شراب کی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"نہیں۔ میں اور میرے ساتھی کراس وڈ پیتے ہیں اور کراس وڈ صرف ایکریمیا میں میرے ہی کلب میں پائی جاتی ہے جو سو سالہ پرانی شراب ہے اور ایسی پرانی اور نایاب شراب پینے والے دوسری کسی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کراس وڈ۔ اوہ۔ یہاں تو ایسی کسی شراب کا نام بھی سننے کو نہیں آیا۔"۔۔۔ رام ویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا نا۔ یہ شراب صرف بلیک ڈان کے کلب میں ہے اور دنیا کے کسی خطے میں نہیں پائی جاتی۔ تم یہ سب چھوڑو۔ میں تم سے چند ضروری باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ بیٹھو۔ اور آرام سے میری باتوں کا

جواب دو۔"۔۔۔۔عمران نے سنجیدگی سے کہا تو رام ویر اثبات میں سر ہلا کر ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بولو بلیک ڈان۔ مجھے تمہارے سوالوں کا جواب دے کر خوشی ہو گی۔"۔۔۔۔رام ویر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ کلب کسی کرنل ترپاٹھی کا ہے۔ کیا یہ سچ ہے۔"۔۔۔۔عمران نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں اس کلب کا منیجر ہوں۔ اس کا مالک کرنل ترپاٹھی ہی ہے۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔"۔۔۔۔رام ویر نے چونک کر کہا۔

"یہ کرنل ترپاٹھی وہی ہے نا۔ جسے حال ہی میں کافرستان کی ایک خفیہ ایجنسی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف نامزد کیا گیا ہے۔"۔۔۔۔عمران نے کہا اور رام ویر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ تو میرا خیال ٹھیک تھا۔ تم یہاں کسی خاص مقصد کے لئے آئے ہو۔"۔۔۔۔رام ویر نے چونک کر اچھلتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"تو پھر۔ تم کرنل ترپاٹھی کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو۔"

رام ویر نے اس کی طرف شک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں ساری بات بتا دوں گا۔ پہلے تم اس کی تصدیق کرو کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ کرنل ترپاٹھی ہی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں دوست کہا ہے بلیک ڈان۔ اور رام ویر جسے ایک دوست بنا لیتا ہے اس کے لئے جان تک نچھاور کر دیتا ہے۔ کرنل ی جس ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے اس کے بارے میں کبھی زبان نہیں کھول سکتا تھا۔ مگر بہرحال یہ درست ہے۔"۔۔۔۔رام نے کہا۔

"گڈ۔ کیا تم میری اس سے ملاقات کرا سکتے ہو۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ وہ کیا کرتا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔"۔۔۔۔رام ویر نے کہا۔ عمران نے اس کے لہجے سے اندازہ لگایا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"اس کا کوئی فون نمبر۔ کوئی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تو ہو گی تمہارے پاس۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔

"پہلے بتاؤ معاملہ کیا ہے۔ مجھ پر یقین رکھو۔ میں تمہارے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کروں گا۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکا۔ میں تمہاری مدد بھی کروں گا۔"۔۔۔۔رام ویر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری مدد میرے لئے یہی بہت ہو گی۔ اگر تم مجھے اس کا کوئی نمبر دے دو۔"۔۔۔۔عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ رام ویر کوئی

جواب دیتا۔ اچانک میز پر پڑے ہوئے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایک منٹ۔ میں فون سن لوں۔"۔۔۔۔ رام ویر نے کہا اور اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔

"یس۔"۔۔۔۔ رام ویر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ مانسی بول رہی ہوں کاؤنٹر سے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی۔

"یس مانسی۔ کیوں کال کی ہے۔"۔۔۔۔ رام ویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ کاؤنٹر پر بے شمار مسلح افراد کے ساتھ کوئی مسٹر یادیو موجود ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے مانسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یادیو۔ مسلح افراد کے ساتھ یہاں آیا ہے۔ کیا مطلب۔" رام ویر نے چونک کر کہا اور یادیو اور اس کے ساتھ مسلح افراد کے آنے کا سن کر عمران اور ناٹران بری طرح سے چونک پڑے۔ عمران نے ٹائیگر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا تو ٹائیگر سر ہلا کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران بھی اٹھا اور تیز تیز چلتا ہوا رام ویر کے قریب آ گیا۔ اس وقت تک ٹائیگر رام ویر کے عقب میں آ گیا تھا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ اور پھر وہ عمران کے آگے آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے رام ویر پر جھپٹا۔ اس نے تیزی سے پیچھے سے رام ویر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس

کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے مار دیا تھا۔ ادھر ٹائیگر کے حرکت میں آتے ہی عمران نے بھی جھپٹ کر رام ویر کے ہاتھ سے رسیور لے لیا تھا۔

"ہیلو۔ رام ویر میں یادیو بول رہا ہوں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

"کیوں آئے ہو یہاں۔ اور تمہارے ساتھ مسلح افراد بھی موجود ہیں۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔"۔۔۔۔ عمران نے منہ سے رام ویر کی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"رام ویر۔ وہ تینوں کہاں ہیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے یادیو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کون تینوں۔ کن کی بات کر رہے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہی تینوں۔ جنہوں نے تمہارے کئی آدمیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور تمہیں بھی مقابلے میں شکست دی ہے۔ انہیں فوراً میرے حوالے کر دو۔ تم نہیں جانتے وہ عام انسان نہیں ہیں۔ وہ بے حد خطرناک انسان ہیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے یادیو نے کہا۔

"میں ان کے بارے میں جانتا ہوں۔ تمہیں ان کے بارے میں کس نے بتایا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے اسی کلب سے تمہارے کسی آدمی نے ہنگامے کی اطلاع دی تھی۔ وہ میرا آدمی تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق آنے والے تربیت

یافتہ اور خطرناک انسان ہیں۔ ہم ان دنوں چند پاکیشیائی ایجنٹوں کے پیچھے ہیں اور ہمیں اطلاع دینے والے نے بتایا ہے کہ ان کے قدوقامت انہی ایجنٹوں سے ملتے جلتے ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے اور وہ میک اپ میں ہیں۔“ ——— یادیو نے کہا۔

”غلط اطلاع دی ہے تمہارے آدمی نے۔ وہ ایکریمیا سے آئے ہیں اور وہ ایکریمیا کی ریاست فراسک کے بلیک ڈان کے آدمی ہیں۔ وہ میرے دفتر میں موجود ہیں۔ میری ایکریمیا میں بلیک ڈان سے بات ہوئی ہے اور اس نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اس نے ان تینوں کو میرے پاس بھیجا تھا۔ تم جاؤ۔ اگر وہ غلط یا خطرناک آدمی ثابت ہوئے تو میں ان سے خود ہی نپٹ لوں گا۔“ ——— عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں ان کو چیک کئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ ان تینوں کو لے کر نیچے آ جاؤ۔ اگر تم چند منٹوں میں انہیں لے کر نیچے نہ آئے تو میں فورس کے ساتھ اوپر آ جاؤں گا اور پھر جو نقصان ہو گا اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔“ ——— دوسری طرف سے یادیو نے کہا جو کرنل دیو تھا۔

”تم۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ کافرستان کے جلاد رام ویر کو۔ تمہاری یہ جرأت۔ جہاں ہو اپنے قدم وہیں روک لو مسٹر یادیو۔ اگر تم نے یا تمہارے کسی آدمی نے اوپر آنے کی کوشش کی تو میں کوئی بات کئے بغیر فوراً گولی مار دوں گا۔ سمجھے تم۔“ ——— عمران نے رام ویر کے

میں دہاڑتے ہوئے کہا۔

”نانسنس۔ ڈیم فول۔ یادیو کو دھمکیاں دے رہے ہو۔ تم نہیں جانتے میں کون ہوں۔ میں صرف پانچ منٹ تک انتظار کروں گا۔ اگر تم ان تینوں کو لے کر نیچے نہ آئے تو میں تمہارا سارا کلب بموں سے اڑا دوں گا۔“ ——— دوسری طرف سے کرنل یادیو نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

”ٹائیگر ناٹران۔ کمرے کا دروازہ بند کر دو۔ اور یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ تلاش کرو۔ ہمیں رام ویر کو لے کر فوراً یہاں سے نکلنا ہے۔ ہری اپ۔“ ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ناٹران تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک لگا دیا۔ اور ٹائیگر تیزی سے دیواروں کی طرف بڑھ کر انہیں ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔ جبکہ عمران رام ویر کی میز کی طرف بڑھ گیا تھا اور پھر وہ جلدی جلدی اس کے میز کی درازیں کھول کھول کر ان میں موجود چیزیں نکالنے لگا۔

جولیا اپنے چاروں ساتھیوں کے ساتھ کافرستان کے ایک بڑے شہر جالان کے ایک ہوٹل میں تھے جس کا نام ریڈ سٹار تھا۔ ان پانچوں کے پاس سیاحوں کے کاغذات اور سامان تھا۔ ساتھ ہی بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے خصوصی تصدیق شدہ کارڈز بھی تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ واقعی سیاح ہیں اور بین الاقوامی ادارے کے رجسٹرڈ ممبر ہیں۔ اس ادارے کے سیاحوں کو پوری دنیا میں ہر جگہ نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا بلکہ انہیں خصوصی رعایات بھی حاصل رہتی تھیں۔

وہ دارالحکومت سے نکل کر بسوں، ٹرینوں اور مختلف آمدورفت کے ذرائع استعمال کرتے ہوئے کافرستان کے بڑے شہر کبالا میں آ گئے تھے۔ کبالا کے گرد سینکڑوں کلومیٹر تک انتہائی گھنے جنگلات پھیلے ہوئے تھے۔ جن کے دوسری طرف دوسرا بڑا شہر جالان تھا۔ اور ان کی منزل

وہ سب ایک بس میں سوار جنگلوں سے ہوتے ہوئے وہاں

با سات گھنٹوں بعد وہ جالان شہر میں تھے۔ بس اس شہر کے ن سٹار ہوٹل کی تھی جو سیاحوں کو خاص طور پر جالان میں لانے ے استعمال کی جاتی تھی۔

ں ہوٹل میں ان کے لئے پہلے سے ہی کمرے بک تھے۔ وہ اپنے رٹ اور دوسرا سامان چیک کرانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں گئے اور پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد وہ سب جولیا کے کمرے جمع ہو گئے۔ جولیا نے ان کے لئے کافی منگوا لی۔ وہ کافی پینے کے ساتھ آپس میں باتیں کرنے لگے۔

ر سامانگا کے جنگلوں میں جانا ہمارے لئے بڑے خطرے میں جانے مترادف ہے۔ ان جنگلوں میں کسی کو نہیں جانے دیا جاتا۔ ان گلوں میں ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا ہولڈ ہے۔ اور عمران صاحب نے ہیں بتایا تھا کہ ان جنگلوں میں داخل ہونے والے کو ایک لمحے میں ولی مار دی جاتی ہے۔" ـــــ کراسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ ہر جنگل میں ٹاپ سیکرٹ ایجنسی نے مسلح افراد پھیلا رکھے ں۔ انہی جنگلوں میں ہی کہیں ان کا ہیڈ کوارٹر ہے اور ہمیں ہر حال ں اس ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا ہے۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"سب سے پہلے تو ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ اس ہیڈ کوارٹر کا نچارج کون ہے۔ بلاسٹنگ کوڈز کے بارے میں ظاہر ہے وہ انچارج

ہی کچھ جانتا ہوگا۔ اس کے بارے میں کسی اور کو تو علم نہیں ہو سکتا۔" جولیا نے کہا۔

"ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کے بارے میں تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ کرنل ترپاٹھی ہے۔ جس کی تلاش میں عمران صاحب ہم سے الگ ہوئے ہیں۔ اس ہیڈ کوارٹر کے انچارج کا نام ابھی ہمارے سامنے نہیں آیا۔ اور یہ ہمیں جنگل میں یا پھر اس ہیڈ کوارٹر میں جانے کے بعد ہی پتہ چل سکتا ہے۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جنگل یہاں سے شمال میں تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ کیا خیال ہے اس طرف ابھی نہ روانہ ہو جائیں۔" ——— تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی دن ہے اور دن میں ہم آسانی سے ان کی نظروں میں آ جائیں گے۔ جنگل میں داخل ہونے کے لئے رات کا وقت مناسب رہے گا۔ اندھیرے میں ہم خود کو ان سے بچا بھی سکتے ہیں اور اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر تیزی سے آگے بھی بڑھ سکتے ہیں۔" صفدر نے کہا۔

"اگر ہمیں یہاں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو ان جنگلوں کے بارے میں جانتا ہو۔ دوسرے لفظوں میں وہ جنگل کا کیڑا ہو تو ہم اور زیادہ آسانی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ مگر ہمیں یہاں ایسا کون سا آدمی مل سکتا ہے۔ اور وہ بھی

اس طور پر ہماری مدد کرنے کے لئے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ساماگا جنگلات یہاں اب سے نہیں صدیوں پرانے ہیں اور یہاں کے لوگ خاص طور پر وہاں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ خاص طور پر لکڑ ہارے جو ان جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے ہوں گے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں کیا بتائیں گے۔ میرا مطلب ہے ہم ان لکڑ ہاروں سے کیا مدد لے سکیں گے۔" ——— کراسی نے کہا۔

"ان لکڑ ہاروں کو اور کچھ نہیں کم از کم اس بات کا تو پتہ ہی ہوگا کہ جنگلوں میں ایسا کون سا مقام ہو سکتا ہے جو ایجنسی والوں کے لئے پرسکون اور کارآمد جگہ ہو۔" ——— اس نے کہا۔

"ہاں۔ مگر ہمیں ایسا شخص کہاں سے ملے گا۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ڈھونڈنے سے تو خدا بھی مل جاتا ہے مس جولیا۔ ہاں البتہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے کچھ نہیں کر سکیں گے۔" ——— کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا۔

"تو چلو۔ باہر چلتے ہیں۔" ——— جولیا نے کہا۔

"چلیں۔" ——— ان سب نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ابھی وہ اٹھے ہی تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑے۔

"شاید۔ ویٹر خالی مگ لینے آیا ہو۔ تنویر دیکھو تم۔" ——— جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا

تو باہر ایک فوجی کھڑا تھا۔ اس کے کاندھے پر مشین گن لٹک رہی تھی۔

"کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔" ـــــ فوجی نے کہا۔

"جی ضرور۔ آئیں۔" ـــــ تنویر نے کہا تو وہ اندر آ گیا اور وہ سب فوجی کو دیکھ کر چونک پڑے۔ فوجی ان سب کو باری باری غور سے دیکھ رہا تھا۔

"کیا آپ سیاح ہیں اور یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔" فوجی نے کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے۔" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اس علاقے کا چیف سکیورٹی آفیسر ہوں۔" ـــــ فوجی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سائمن۔ سائمن گروچ۔" ـــــ صفدر نے آگے بڑھ کر اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"تو مسٹر سائمن گروچ۔ یہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں آپ سب کو آگاہ کر دوں۔ جالان میں آپ کہیں بھی آئیں جائیں اس پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ لیکن اگر آپ میں سے کسی نے شمالی جنگلوں کی طرف جانے کی کوشش کی تو آپ کی جانوں کی حفاظت حکومت کافرستان کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ ان جنگلوں میں ہماری خفیہ ایجنسیوں کا کنٹرول ہے اور اگر کوئی غلطی سے بھی اس طرف چلا جائے تو اسے گولی مار دی جاتی ہے۔" ـــــ فوجی نے کہا۔

"آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ ہم آپ کی ہدایات پر عمل کریں گے۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اسی میں آپ کی بھلائی ہے مسٹر گروچ۔" ـــــ فوجی نے کہا اور وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے اچانک جولیا چونک پڑی۔ اس نے سر پر لگا ہوا ہیئر کلپ اتارا۔ کلپ کے نچلے حصے میں دو لکیریں سی بن اور مٹ رہی تھیں۔

"اوہ۔ چیف کی کال ہے۔ تنویر تم باہر خیال رکھو اور تم سب یہیں بیٹھو۔ میں واش روم میں جا کر کال سنتی ہوں۔" ـــــ جولیا نے کہا اور وہ کلپ ہاتھ میں لئے تیزی سے واش روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ فوراً دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں جولیا واش روم سے باہر آ گئی۔

"کیا ہوا۔ کیا کہا ہے چیف نے۔" ـــــ کراسٹی نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہاں ایک آدمی ہے شرمین۔ ہمیں اس سے ملنا ہے۔ وہ ہمیں نہ صرف جنگل میں لے جائے گا بلکہ ہمارا مطلوبہ سامان بھی مہیا کر دے گا۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"شرمین۔ مگر وہ ہمیں کہاں ملے گا۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"یہاں ایک کلب ہے۔ ڈولفن کلب۔ وہ ہمیں وہیں ملے گا۔" جولیا نے کہا۔

"اور کیا کہا ہے چیف نے۔" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اسی

لمحے تنویر اندر آ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ شاید جولیا کو دیکھ کر وہ واپس اندر آیا تھا۔اور اندر آ کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"چیف نے بتایا ہے کہ شرمین ہمارے ساتھ جائے گا اور وہ اکیلا نہیں ہوگا۔ اس کے ساتھ چند افراد اور بھی ہوں گے جو ہماری مدد کے لئے ہمارے ساتھ جائیں گے۔"______جولیا نے کہا۔

"ہمیں کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اپنا کام زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ پھر چیف کو ہمارے ساتھ شرمین اور اس کے ساتھیوں کو بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔"______تنویر نے کہا۔

"چیف نے کہا ہے کہ جنگل بے حد گھنا، خطرناک اور گھنی جھاڑیوں سے اٹا پڑا ہے۔ ہمیں ان راستوں سے وہی نکال کر لے جا سکتے ہیں۔" جولیا نے کہا۔

"بہرحال اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے۔ ہم تو خود بھی یہی چاہتے تھے کہ ہمیں یہاں ایسا کوئی آدمی مل جائے جو ہمیں جنگلوں میں جانے کا راستہ بتا سکے۔ ہمارا یہ کام چیف نے خود ہی آسان کر دیا ہے اور پھر یہاں ہمارے پاس کوئی سامان بھی تو نہیں تھا۔ خالی ہاتھ ہم جنگل میں جا کر بھی کیا کر سکتے تھے۔"______کراسٹی نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کیا چیف نے ہم سب کو ڈولفن کلب جانے کے لئے کہا ہے۔" صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب ہم نے جنگلوں میں شرمین کے ساتھ ہی جانا ہے تو ہم سے

یہاں رک کر کیا کرے گا۔"______جولیا نے کہا تو انہوں نے بھی سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے دروازے پر ایک بار پھر دستک ہوئی تو وہ ایک بار پھر چونک پڑے۔

"اب کون آ گیا۔"______جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ تنویر آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ دروازے پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا

"مجھے شرمین نے بھیجا ہے۔ میرا نام شنکر ہے۔"______اس لمبے تڑنگے آدمی نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ شنکر اندر آ گیا تو تنویر نے دروازہ بند کر دیا۔

"مسٹر شرمین نے آپ کو یہاں بھیج کر مہربانی کی ہے۔ وہ خود نہیں آئے۔"______صفدر نے مسکرا کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ کچھ مصروف تھے۔ انہوں نے آپ کے لئے ایک پیغام بھیجا ہے۔"______شنکر نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکال لیا۔

"کیا پیغام ہے۔"______صفدر نے کہا۔

"آپ خود ہی دیکھ لیں۔"______شنکر نے کہا اور لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے لفافہ دیکھا جو سیلڈ تھا۔ لفافہ دے کر وہ مڑا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے پر کسی نے کوئی اعتراض نہ

کیا۔اس کے جاتے ہی تنویر نے دروازہ پھر بند کر لیا۔

صفدر نے سائیڈ سے لفافہ پھاڑا اور لفافے میں دو انگلیاں ڈال کر اس میں سے ایک دوہرا کیا ہوا کاغذ باہر کھینچ لیا۔ خط پر ٹائپ شدہ الفاظ تھے۔ جو کوڈز میں تھے ۔صفدر ان کوڈز کو سمجھتا تھا۔

''کیا لکھا ہے۔''_____جولیا نے اس سے پوچھا۔

''شرمین نے لکھا ہے کہ ہم ہوٹل سے نکل کر سیرو سیاحت کرنا شروع کر دیں۔ راستے میں ان کے آدمی کسی بھی وقت آ کر ہمیں پک کر لیں گے۔اور یہ کہ ہم ڈائریکٹ اس کے کلب میں نہ آئیں۔'' صفدر نے پڑھ کر سنایا تو جولیا اس سے خط لے کر اسے دیکھنے لگی۔

''ٹھیک ہے۔ احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اس کے کہنے پر عمل کریں۔ شاید چیف نے اسے ہماری آمد کی اطلاع دے دی ہے۔'' جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر چلیں سیر کے لیے۔''_____کراسٹی نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں چلو۔''_____جولیا نے کہا اور پھر وہ اس کے کمرے سے نکل گئے ۔ اپنے کمروں میں جا کر انہوں نے اپنا اپنا مختصر سامان لیا اور پھر وہ ہوٹل سے باہر آ گئے ۔

''پیدل چلیں یا کوئی ٹیکسی ہائر کر لیں۔''_____صفدر نے کہا۔

''پیدل ہی چلتے ہیں۔ شرمین کے آدمی کبھی بھی ہمیں پک کرنے آ سکتے ہیں۔''_____جولیا نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ شہر کی سڑکوں پر پیدل ہی گھومنے پھرنے لگے۔ ان کا

انداز سیاحوں جیسا ہی تھا۔ وہ شہر کے پر رونق بازاروں، علاقوں اور وہاں کی قدیمی عمارتوں کو غور سے دیکھتے جا رہے تھے اور ایک منی کیمرے سے مختلف مقامات کی تصویریں بھی بنا رہے تھے۔ وہ سارا دن اسی طرح گھومتے رہے۔ پھر دوپہر کا کھانا انہوں نے ایک ریسٹورنٹ میں کھایا اور ایک بار پھر سڑکوں پر آ گئے۔

مسلسل اور پیدل گھوم پھر کر وہ بری طرح سے تھک گئے تھے۔ سارا دن گزر گیا تھا مگر شرمین اور اس کا کوئی ساتھی ابھی تک انہیں لینے کے لئے نہیں آیا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ اب وہ کیا کریں کہ اسی لمحے انہیں ایک ایمبولینس مڑ کر اس طرف آتی دکھائی دی۔ وہ جس سڑک پر تھے وہ سڑک بالکل خالی تھی۔ ایمبولینس تیزی سے آگے بڑھی اور ان کے قریب آ کر رک گئی۔ انہوں نے دیکھا ڈرائیونگ پر وہی ڈی شنکر تھا جو ہوٹل میں ان کے لئے شرمین کا پیغام لایا تھا۔

شنکر نے انہیں اشارے سے فوری طور پر ایمبولینس میں بیٹھنے کو کہا تو وہ سب تیزی سے ایمبولینس کے عقب میں آ گئے۔ صفدر نے ایمبولینس کے پچھلے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دور نزدیک کسی کو نہ پا کر وہ فوراً اندر چلا گیا اور پھر باقی سب بھی ایمبولینس میں سوار ہو گئے۔ ایمبولینس کے اندر آ کر انہوں نے اس کا دروازہ بند کر دیا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ بند کیا اسی لمحے ایمبولینس حرکت میں آ گئی۔

ایمبولینس کے تین اطراف بنچ نما سیٹیں تھیں اور وہ چاروں طرف

سے بند تھی۔ یہاں تک کہ سائیڈوں کی کھڑکیوں کے شیشے بھی اندر تھے تاکہ کوئی باہر سے اندر اور اندر سے باہر نہ جھانک سکے۔

"شرمین ضرورت سے کچھ زیادہ ہی احتیاط سے کام لے رہا ہے۔ کراسٹی نے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ کوئی کراسٹی کی بات کا جواب دیتا۔ وہ سب اچانک چونک پڑے۔ ایک عجیب اور ناگوار سی بو انہوں نے محسوس کی اور بو محسوس کرتے ہی ان سب نے سانس روک لئے۔ سانس روکتے ہی تنویر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا مگر دروازہ نہیں کھلا۔ تنویر ہینڈل کو زور زور سے جھٹکے دینے لگا مگر دروازہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اس دوران کیپٹن شکیل اور صفدر کھڑکیوں کو کھولنے لگے مگر کھڑکیاں بھی جام تھیں گویا وہ سب اس ایمبولینس میں چوہوں کی طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ ان کی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں۔ گیس مسلسل بھرتی جا رہی تھی۔ انہوں نے سانس روک رکھے تھے۔ آخر کب تک اور پھر انہوں نے جونہی سانس لئے دوسرے لمحے انہیں اپنے دماغ میں اندھیرے کی یلغار سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ان کے سر بڑے زور سے چکرائے اور وہ لہرا کر خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح ایمبولینس کے فرش پر گرتے چلے گئے۔

"**جلدی** کرو۔ وہ کسی بھی وقت اوپر آسکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اس نے میز کی ساری درازیں باہر الٹ دی تھیں مگر درازوں میں سے اسے کام کی کوئی چیز نہیں ملی تھی۔ ٹائیگر اور ناٹران بدستور دیواروں اور فرش کو چیک کر رہے تھے۔

"لگتا ہے۔ یہاں کوئی خفیہ راستہ یا تہہ خانہ نہیں ہے عمران صاحب"۔۔۔۔ ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ رام ویر کوئی معمولی غنڈہ نہیں ہے۔ مشکل وقت میں راہ فرار کے لئے اس نے یقیناً یہاں کوئی چور دروازہ بنا رکھا ہوگا۔ ڈھونڈو۔ ڈھونڈو۔ ورنہ ہم خرگوشوں کی طرح دھر لئے جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے بھاری بوٹوں کی سیڑھیاں چڑھنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ شاید پانچ منٹ گزرتے

ہی کرنل یادیو مسلح افراد کو لے کر اوپر آ رہا تھا۔

"اوہ۔ وہ اوپر آ رہا ہے۔ یہ دروازہ اس کے لئے ایک جھٹکے کی مار ہے۔" ——— عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اس نے میز کو زور سے تھپتھپایا اور پھر میز کے نیچے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اسے میز کے نیچے ایک کنارے پر چند بٹن دکھائی دیئے۔ ان بٹنوں کو دیکھتے ہی عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز سنائی دی۔ عمران سے سر اٹھا کر دیکھا۔ دروازے پر سرر کی آواز کے ساتھ دائیں طرف سے ایک فولادی شیٹ سی نکل کر دوسری دیوار سے جا ملی تھی۔ اور ساتھ ہی دیوار پر ربڑ کی موٹی موٹی چادریں چڑھ گئی تھیں۔

"گڈ۔ رام ویر نے اچھا انتظام کر رکھا ہے یہاں۔ اب اگر باہر سے مسلح افراد دروازے پر بم بھی مار دیں تو وہ اس دروازے کو نہیں توڑ سکیں گے۔ گڈ۔ ویری گڈ۔" ——— عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

دروازے کے آگے فولادی شیٹ اور دیواروں پر ربڑ کی چادریں چڑھتے دیکھ کر ناٹران اور ٹائیگر کی آنکھیں بھی چمک اٹھی تھیں۔ اب انہیں باہر کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

عمران نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک اور بٹن دبایا تو اچانک میز کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور وہ نیم دائرے کی شکل میں گھومتی چلی گئی۔ یہ دیکھ کر عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میز کے نیچے ایک فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا جس پر ایک بھاری کنڈا لگا ہوا تھا۔

"اٹھاؤ اسے۔" ——— عمران نے کہا تو ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کنڈے کو پکڑ کر اوپر کی طرف کھینچا۔ دروازہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

"اوہ۔ یہ تو کسی تہہ خانے کا راستہ معلوم ہو رہا ہے۔" ——— ناٹران نے کہا۔

"ہاں جلدی چلو۔ اگر یہاں تہہ خانہ بنا ہے تو پھر نیچے ہمیں باہر جانے کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا۔" ——— عمران نے کہا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اچانک وہاں فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاید کوئی رام ویر سے رابطہ کر رہا تھا۔ مگر کسی نے فون پر توجہ نہ دی۔ ٹائیگر نے بے ہوش رام ویر کو اٹھایا اور سیڑھیوں کی طرف آ گیا۔ ناٹران اس وقت تک نیچے جا چکا تھا۔ ٹائیگر بھی رام ویر کو لئے نیچے اترتا چلا گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فولادی دروازے کو پکڑ کر نیچے کر لیا تھا۔

نیچے ایک سرنگ سی بنی ہوئی تھی جو روشن تھی۔ اس سرنگ میں ایک نئے ماڈل کی تیز رفتار کار کھڑی تھی۔ سرنگ آگے سے بل کھاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

"دیکھا۔ میں نے کہا تھا کہ رام ویر نے اپنے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور بنا رکھا ہوگا۔ یہ سرنگ اس بات کا ثبوت ہے۔ اور صاف لگ رہا ہے کہ یہ سرنگ دور تک چلی گئی ہے اور یہ زمین کے اندر ہی اندر سے ہوتی ہوئی کلب سے کافی دور جا کر نکلتی ہوگی۔" ——— عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے کار کا

دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر رام دیر کو ڈالا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جبکہ ناٹران عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ کار کی اگنیشن میں چابی نہیں تھی۔ مگر عمران کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر چند تاریں نکالیں اور انہیں جھٹکے سے توڑ دیا۔ اور پھر ان میں سے دو تاروں کو منتخب کر کے اس نے انہیں آپس میں ٹکرایا تو انجن فوراً جاگ اٹھا۔ عمران نے دونوں تار آپس میں جوڑ دیئے اور پھر اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ عمران نے گیئر لگایا اور سپیڈ پیڈل پر دباؤ ڈال دیا۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور کار نہایت تیزی سے سرنگ میں دوڑنے لگی۔ دائیں طرف مڑتے ہی سرنگ بالکل سیدھی ہو گئی تھی۔ عمران نے کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی۔ آگے اندھیرا تھا مگر عمران نے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں۔ کار اس تنگ سی سرنگ میں نہایت تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اور یہ عمران ہی تھا جو اس تنگ سرنگ میں کار اس تیز رفتاری سے بھگا رہا تھا۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کار اب تک کئی بار دائیں بائیں دیواروں سے رگڑ کھا چکی ہوتی۔

سرنگ تقریباً چار کلومیٹر لمبی تھی۔ سرنگ کے اختتام پر انہیں ایک عمودی سلیب سی دکھائی دی۔ جس کے آگے گیٹ نما دروازہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے سلیب کے پاس کار لے جا کر روکی اور پھر دروازہ کھول کر جلدی سے باہر آ گیا۔ اس نے سلیب کے دائیں بائیں دیکھا تو اسے

ایک بٹن دکھائی دیا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور گیٹ نما دروازہ کھل گیا۔ اب اوپر کھلا آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا۔ گیٹ کھول کر عمران دوبارہ کار میں آیا۔ اس نے کار ریورس کی اور کافی پیچھے لا کر عمودی سلیب کے عین سامنے لے آیا۔

"محتاط ہو کر بیٹھنا"۔۔۔ عمران نے ناٹران اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے گیئر لگایا۔ اس کا ایک پیر ایکسیلیٹر پر تھا اور دوسرا کلچ پر۔ وہ بار بار ایکسیلیٹر پریس کر رہا تھا جس سے کار کا انجن غرا رہا تھا۔ عمران کی نظریں اس کھلے راستے پر جمی ہوئی تھیں۔ شاید وہ گیٹ کھلتے ہی ری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن باہر کوئی نہیں تھا۔

"ناٹران۔ میں ڈگی کھولتا ہوں تم دیکھو اگر ڈگی میں کوئی اسلحہ ہو تو لے آؤ۔ رام دیر نے کار میں یقیناً اس کا بھی انتظام کر رکھا ہو گا"۔ عمران نے کچھ سوچ کر کہا تو ناٹران سر ہلا کر کار سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ڈگی کھول دی تھی۔ چند لمحوں بعد ناٹران ڈگی بند کر کے آیا تو اس کے پاس تین مشین گنیں اور راکٹ گنیں، فالتو میگزین اور راکٹوں کے چند ڈبے تھے۔ اس نے دروازہ کھول کر سارا سامان سیٹ پر رکھ دیا۔

"گڈ۔ کچھ سامان پیچھے ٹائیگر کو دے دو وہ سیٹ کے نیچے رکھ لے گا۔ ایک راکٹ گن تم اپنے پاس رکھو اور ایک مجھے دے دو اور راکٹوں کا ایک باکس کھول کر ڈیش بورڈ میں رکھ دو"۔۔۔ عمران نے کہا تو

ناٹران نے مشین گنیں اور دوسرا سامان ٹائیگر کو دے دیا۔ ایک باکس کھول کر اس نے باکس سے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے راکٹ نکالے اور انہیں ڈیش بورڈ میں رکھنے لگا اور پھر سیٹ پر بیٹھ کر اس نے دونوں راکٹ گنیں لوڈ کیں اور ایک عمران کو دے کر دوسری گن اپنے پاس رکھ لی۔ عمران نے راکٹ گن اپنی سیٹ کے دائیں طرف رکھ لی۔ وہ بدستور کھلی ہوئی چھت کی طرف بار بار دیکھ رہا تھا۔

"اگر آپ کو خدشہ ہے کہ باہر کوئی ہو سکتا ہے تو مجھے اجازت دیں۔ میں اوپر جا کر دیکھ آتا ہوں۔" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"نہیں۔ میرے اندازے کے مطابق باہر کوئی کھلا میدان ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہاں جس انداز میں عمودی سلیب بنا ہوا ہے کار لازماً باہر نکل کر ہوا میں اچھلے گی اور پھر وہ کافی آگے جا کر زمین پر آئے گی۔ اس بات کو خیال میں رکھ کر ہی رام ویر نے یہ راستہ بنایا ہو گا۔ اور اگر باہر کوئی ہوتا تو اب تک کوئی نہ کوئی نیچے ضرور جھانک چکا ہوتا۔ بس تم اب تیار رہو۔ میں کار اوپر لے جا رہا ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے عمران نے کار کا گیئر بدلا اور اس نے ایکسلیٹر کو فل دبا دیا۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر وہ انتہائی برق رفتاری سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ سلیب کی طرف جاتے ہوئے عمران کار کی رفتار تیز سے تیز کرتا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی کار سلیب پر چڑھی اسے جیسے پر لگ گئے ہوں۔ وہ کسی فائٹر جہاز کی طرح عمودی جا رہی تھی اور پھر گیٹ پر آتے ہی وہ واقعی کسی فائٹر

ے کی طرح فضا میں بلند ہوتی چلی گئی۔ باہر واقعی ایک کھلا میدان ز رفتاری کے باعث کار کافی بلندی پر آ گئی تھی۔ پھر اس کا فرنٹ ور وہ جس تیزی سے فضا میں بلند ہوئی تھی اسی تیزی سے نیچے آتی ی۔ پھر اس کے پہلے اگلے اور پھر پچھلے ٹائر جیسے ہی زمین سے ے انہیں زبردست جھٹکا لگا۔ عمران نے زمین پر آتے ہی کار کو رفتاری سے دائیں بائیں گھما دیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو کار الٹ ۔ کچھ آگے آتے ہی کار یکلخت رک گئی۔

میدان خاصا کھلا تھا اور چونکہ یہ جگہ شہر سے کافی ہٹ کر تھی اس ے شاذ و نادر ہی کوئی اس طرف آتا تھا۔ عقب میں بہت دور انہیں یں دکھائی دے رہی تھیں۔ ویسے بھی وہ سرنگ میں چار کلومیٹر کا سفر کے آئے تھے۔ ان عمارتوں کو ان سے دور ہونا ہی تھا۔ عمران نے ئیں طرف ایک کچی سڑک دیکھی تو اس نے کار اس طرف موڑ لی۔ ر کچھ دیر کچی سڑک پر دوڑتی رہی اور پھر ایک پختہ سڑک پر آ گئی۔

"یہ شہر سے باہر جانے والا راستہ ہے۔ اگر ہم مغرب کی طرف ئیں گے تو ہم واپس دارالحکومت پہنچ جائیں گے۔ جبکہ مشرقی راستے تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر کے بعد کرشن نگر ہے۔ اگر ہم وہاں چلے جائیں زیادہ بہتر ہو گا۔ وہاں میرا ایک مخصوص اڈہ ہے۔ اس اڈے میں جا کر ہم رام ویر سے آسانی سے بات چیت کر سکتے ہیں۔" ـــــ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کار کا رخ کرشن نگر جانے والے راستے کی طرف موڑ دیا۔ سڑک آگے جا کر خاصی چوڑی ہوتی جا

رہی تھی اور دونوں اطراف کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ اس طرف دور دور تک نہ کوئی ٹیلہ تھا اور نہ ہی کوئی پہاڑی۔ کھیتوں کے درمیان ایک متوازی سڑک تھی۔ سامنے سے اکا دکا گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ سڑک چونکہ خاصی کھلی تھی اس لئے عمران نے اسے فل سپیڈ پر چھوڑ دیا تھا۔ دوپہر کا وقت تھا صاف شفاف اور چمکدار سڑک دور تک جاتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

''باس۔ ہیلی کاپٹر۔''۔۔۔۔۔۔ اچانک ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باس ہیلی کاپٹر۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں اور تم مجھے باس ہیلی کاپٹر کہہ رہے ہو۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میرا مطلب ہے ہیلی کاپٹروں کا ایک اسکواڈ آ رہا ہے۔'' ٹائیگر نے عقبی شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر ناٹران بھی چونک پڑا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے چہرے پر بھی تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

''یس عمران صاحب۔ ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتے ہوئے آ رہے ہیں اور وہ سڑک کے متوازی ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

''کتنی تعداد ہے ان کی۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''سات ہیلی کاپٹر ہیں۔ چھ ٹرانسپورٹ اور ایک گن شپ۔'' ٹائیگر

ب دیتے ہوئے کہا۔

ہونہہ۔ تو کرنل یادیو کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہم رام ویر کی کار میں ہو رہے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ روٹین کے تحت اس طرف آ رہے ہوں۔'' ناٹران

کہا۔

''روٹین میں آنے والے ہیلی کاپٹر اتنی نیچی پرواز نہیں کرتے۔ وہ ہمارے ہی پیچھے ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''لیکن وہ ہمارے پیچھے کیسے آ سکتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ ہم کس ر میں ہیں اور ہمارے حلیئے کیا ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

''اس کار کے متعلق انہیں یقیناً کرنل ترپاٹھی نے ہی بتایا ہو گا۔ ب کلب ہی اس کا ہے تو یہ کار کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور ممکن ہے اس کار میں ٹریکر سسٹم لگا ہو۔ کرنل ترپاٹھی نے اگر انہیں ٹریکر کوڈ بتا یا ہو تو ان کے لئے اس کار تک پہنچنا کیسے مشکل ہو سکتا ہے۔'' عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ہم سخت خطرے میں ہیں۔''۔۔۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ اس کار کا نام سخت خطرہ ہے۔''۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایسی خطرناک سچویشن میں عمران کو اس طرح مسکراتے اور لاپرواہ دیکھ کر ناٹران حیران رہ گیا۔

''باس۔ تین ہیلی کاپٹر سڑک کے دائیں اور تین بائیں مڑ گئے ہیں جبکہ ایک بدستور سڑک کے متوازی آ رہا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے عمران

کو بتاتے ہوئے کہا۔ عمران نے کھڑکی سے سر نکال کر پیچھے دیکھا اسے واقعی چھ ہیلی کاپٹر دائیں بائیں مڑتے نظر آئے جبکہ ایک ہیلی کاپٹر جو گن شپ تھا بالکل سیدھا آ رہا تھا۔ کار سے ابھی ان کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔

"ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹروں میں یقیناً مسلح افراد ہوں گے۔ وہ دائیں بائیں سے ہیلی کاپٹر آگے لے جا کر سڑک پر مسلح افراد اتاریں گے اور ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر انہوں نے ہماری کار ہٹ کر دی تو۔"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"تو تم سیدھے اللہ میاں کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ بھلے آدمی اگر انہوں نے کار سمیت ہمیں ہٹ کرنا ہوتا تو وہ اپنے ساتھ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر نہ لاتے۔ کار ہٹ کرنے کے لئے ان کا یہی ایک گن شپ ہیلی کاپٹر ہی کافی تھا۔ ان لوگوں کا ارادہ شاید ہمیں گھیر کر زندہ پکڑنے کا ہے اور وہ شاید ہمیں رام ویر کی وجہ سے زندہ پکڑنا چاہتے ہیں۔" عمران نے کہا۔

"رام ویر۔"۔۔۔ ناٹران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کرنل ترپاٹھی کے لئے یقیناً رام ویر بے احد اہمیت کا حامل ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ وہ نہ صرف اس کا کلب سنبھالتا ہے بلکہ وہ اس کے قانونی اور غیر قانونی کام بھی کرتا ہے۔ ایسے لوگ کرنل ترپاٹھی جیسے لوگوں کے لئے بے حد اہم ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کے تمام دھندے

کر رہ جاتے ہیں۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو ناٹران نے سمجھ لینے کے انداز میں سر ہلا دیا۔ جیسے وہ عمران کے اس خیال سے متفق

گن شپ ہیلی کاپٹر اب کافی قریب آ گیا تھا۔ پھر وہ قدرے بلند ہو کر ان کی کار کے عین اوپر پرواز کرنے لگا۔ جبکہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر آگے سے گھوم کر واقعی دوبارہ سڑک کی طرف آ رہے تھے۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے ہمیں ہٹ کرنا ہوتا تو اب تک کار پر گن شپ ہیلی کاپٹر پر کئی میزائل فائر ہو چکے ہوتے۔ مگر گن شپ ہیلی کاپٹر سکون سے ہمارے سروں پر پرواز کر رہا ہے۔"۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"باس۔ ہمارے پاس راکٹ گنیں ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں اوپر والے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دوں۔"۔۔۔ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ لیکن بہرحال تم دونوں ایکشن کے لئے تیار رہو۔ ہمیں ہر حال میں ان کا گھیرا توڑ کر نکلنا ہے۔ انہوں نے ہمارے آگے آ کر اور رام ویر کی وجہ سے ہم پر حملہ نہ کر کے میرے لئے بھی رام ویر کی اہمیت بڑھا دی ہے۔ مجھے ہر حال میں اسے یہاں سے بچا کر لے جانا ہے۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو انہوں نے راکٹ اور مشین گنیں سنبھال لیں۔ عمران نے بھی راکٹ گن اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لی۔ اسی لمحے انہوں نے دو ہیلی کاپٹروں کو سڑک پر اترتے دیکھا۔

پھر اچانک ان کے اوپر پرواز کرتا ہوا ہیلی کاپٹر دائیں طرف جھکا اور وہ مزید نیچے آ گیا۔ اب اس ہیلی کاپٹر کی ایک سائیڈ عین عمران کی سائیڈ پر تھی۔ ہیلی کاپٹر زمین کے بہت قریب پرواز کر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر میزائل، راکٹ لانچر اور ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں اور اس کے بائیں طرف ایک آدمی ایک بڑا سا سپیکر تھامے کھڑا تھا۔

ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی عمران کو صاف دیکھ رہے تھے۔ ان کی گردنیں عمران کی طرف ہی مڑی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی ایک ہیوی مشین گن مڑ کر ان کی کار کی طرف ہو گئی۔ اور سائیڈ میں بیٹھے ہوئے آدمی نے عمران کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں ایک مائیک نظر آیا۔ دوسرے لمحے سپیکر سے ایک چیختی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

”عمران۔ میں کرنل یادیو بول رہا ہوں۔ تم مکمل طور پر ہماری زد میں ہو۔ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو کار روک دو اور خود کو سرنڈر کر دو۔“ ـــــ کرنل یادیو نے چیختے ہوئے کہا۔

”باس۔ عقب سے بھی بے شمار گاڑیاں آ رہی ہیں۔ لگتا ہے کرنل یادیو اپنے ساتھ کافرستان کی پوری فوج لے آیا ہے۔“ ـــــ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سڑک کے دونوں جانب نشیب ہے۔ اگر ہم نے نیچے اترنے کی کوشش کی تو ہماری کار الٹ سکتی ہے۔ ویسے بھی دونوں اطراف کماد

کھیت ہیں۔ ان اطراف میں کار لے جائی بھی نہیں جا سکتی۔“ اس نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔“ ـــــ عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی ابھر آئی تھی۔

”عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کار روک ورنہ تم ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔“ ـــــ کرنل یادیو کی دوبارہ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ سامنے سڑک پر ہیلی کاپٹر اتر گئے تھے اور ان میں سے بے شمار مسلح افراد چھلانگیں لگا کر اترتے اور سڑک پر دائیں بائیں پھیلتے صاف نظر آ رہے تھے۔ مگر ابھی وہ ان سے کافی فاصلے پر تھے۔ سڑک متوازی نہ ہوتی تو شاید وہ انہیں نظر بھی نہ آتے۔ کرنل یادیو کی بات سن کر عمران نے دایاں ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر کرنل یادیو کو انگوٹھا دکھایا۔ جیسے وہ کرنل یادیو کو کہہ رہا ہو کہ وہ انہیں ہٹ کر دے۔

”تم شاید مذاق سمجھ رہے ہو عمران۔ روک لو کار۔ ورنہ کار کے ساتھ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔“ کرنل یادیو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے وکٹری کا نشان بنا کر اپنی طرف اشارہ کیا جیسے وہ کرنل یادیو کو بتا رہا ہو کہ وکٹری اسے ہی ملے گی۔

”لگتا ہے۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔ ٹھیک ہے۔ میں تین تک گنوں گا۔ میرے تین گننے تک اگر تم نے کار نہ روکی تو میں فائرنگ کر دوں گا۔“ ـــــ کرنل یادیو نے اسی انداز میں کہا اور عمران نے کار کی سپیڈ

بڑھا دی اور کار کی سپیڈ بڑھتے ہی ہیلی کاپٹر بھی اسی رفتار سے آگے بڑھنے لگا۔

"ایک۔" ـــــ کرنل یادیو نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے گیئر بدلا اور کار کی رفتار اور تیز کر دی۔ مگر ہیلی کاپٹر فوراً آگے ہو کر اس کے مقابل آ گیا۔

"دو۔" ـــــ کرنل یادیو نے گرجتے ہوئے کہا۔ لیکن اب عمران اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی اور پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی کار کا اسٹیرنگ اس کے ہاتھوں میں تھرتھرا رہا تھا۔

"تین۔ فائر۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا اور پھر جیسے ہی اس نے فائر کہا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گن نے شعلے اگلے اور ماحول مشین گن کی ریٹ ٹیٹ کی تیز اور خوفناک آوازوں سے گونج اٹھا۔

شاگل اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ شاگل سپیکنگ۔" ـــــ اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شرما بول رہا ہوں باس۔" ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں فون کیا ہے۔" ـــــ شاگل نے اس کا نام سن کر ناگوار سے لہجے میں کہا۔ شرما کا تعلق اس کی سروس سے ہی تھا اور وہ کافرستان سیکرٹ سروس کا نمبر سکس تھا اور احتیاط کے پیش نظر شاگل نے اس کی ڈیوٹی دارالحکومت کے کلبوں، ہوٹلوں اور باروں میں لگا رکھی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جب بھی کافرستان میں آتے ہیں

تو کافرستان کے کئی جرائم پیشہ افراد جن کا تعلق یا تو وادی مشکبار کسی تحریکِ آزادی کی کسی تنظیم سے ہوتا تھا یا پاکیشائی ایجنٹ ہی ہو تھے۔ جن کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہر قسم کا تعاون او امداد ملتی تھی۔

اس نے شرما سے کہا تھا کہ وہ ہوٹلوں، کلبوں اور باروں کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے جرائم پیشہ افراد پر کڑی نظر رکھے اور اگر ان میں سے کوئی اسے مشکوک دکھائی دے تو وہ فوراً اسے اطلاع دے۔ اس وقت شاگل ایک اہم فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس لئے شرما کی آواز سن کر اس کے چہرے پر ناگواریت سی آ گئی تھی۔ جیسے خلاف توقع اس کا فون آنا اسے ناگوار گزرا ہو۔

"آپ کو ایک اہم اطلاع دینی ہے باس۔" ـــــ دوسری طرف سے شرما نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاع۔" ـــــ شاگل نے چونک کر کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مجھے علم ہو گیا ہے باس۔" ـــــ دوسری طرف سے شرما نے کہا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب۔ کیا معلوم ہوا ہے تمہیں ان کے بارے میں۔" ـــــ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے جالان سے پانچ آدمیوں کو گرفتار کیا ہے۔ وہ کوئی اور نہیں پاکیشائی ایجنٹ ہیں۔ جن کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس

ہے۔" ـــــ شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گرفتار کیا ہے۔ اوہ۔ تم نے پاکیشائی ایجنٹوں کو گرفتار کیا ہے۔ ں سے گرفتار کیا ہے۔ کیسے گرفتار کیا ہے اور ان کے بارے میں ں کہاں سے اور کیسے معلوم ہوا تھا۔" ـــــ شاگل نے ایک ہی س میں کئی کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت لے کے سے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"باس۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ جالان میں ڈولفن نامی کلب کے ر شرمین کے پاس اکثر غیر ملکیوں کو آتے جاتے دیکھا گیا ہے اور ان ں زیادہ تر پاکیشائی ہی ہوتے تھے۔ تب میں نے جالان جانے کا ملہ کر لیا اور پھر میں نے وہاں جا کر ڈولفن کلب تک رسائی حاصل کی۔ میری اطلاعات کے مطابق شرمین کا نمبر ٹو شنکر نامی آدمی ہے۔ میں نے سب سے پہلے اسے اٹھا لیا اور اپنے ایک خفیہ مقام پر لے جا کر اس پر تشدد کیا تو نہ صرف اس نے مجھے اپنے بارے میں بلکہ شرمین کے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا۔ وہ اور شرمین پاکیشائی ایجنٹ تھے جو ایک عرصہ سے کافرستان میں مقامی روپ میں رہ رہے تھے۔ اتفاق سے میرا قد و قامت شنکر جتنا ہی تھا۔ میں نے فوری طور پر اس کا میک اپ کیا اور اس کی جگہ سنبھال لی۔

پھر میں شنکر کے روپ میں ڈولفن کلب چلا گیا۔ شرمین نے مجھے نہیں پہچانا تھا۔ میں جیسے ہی وہاں پہنچا اس نے مجھے ایک لفافہ دے کر ایک مقامی ہوٹل میں بھیج دیا۔ اس ہوٹل میں دو عورتوں کے ساتھ تین

مرد بھی تھے۔ میں نے سب سے پہلے باہر آ کر اس لفافے کو مہارت سے کھولا۔ اس میں سٹار کوڈز میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے ایک پیغام تھا۔ شرمین نے ان سے کہا تھا کہ وہ ہوٹل چھوڑ کر باہر آ جائیں۔ وہ انہیں باہر سے ہی پک کر لے گا اور پھر وہ ان سب کو اپنے کسی خفیہ مقام پر منتقل کر دے گا۔

باس۔ میں نے شرمین کا پیغام دوبارہ لفافے میں پیک کیا اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو دے آیا اور واپس ڈولفن کلب آ گیا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد شرمین نے مجھے اپنے دفتر بلایا اور ایک ایمبولینس کی چابی دی اور حکم دیا کہ میں اس ایمبولینس کے ذریعے سڑکوں پر گھومتے ہوئے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کروں اور انہیں پک کر کے شرمین کے پوائنٹ فور پر پہنچا دوں۔ پھر اس نے مجھے ایمبولینس کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ اسے اپنے دشمنوں کا خلاف استعمال کرتا ہے۔ اس میں موجود افراد کو بے ہوش کرنے، دروازے اور کھڑکیوں کو لاک کرنے کے علاوہ اذیت دینے کے آلات بھی موجود ہیں۔ چنانچہ میں تین گھنٹوں تک مختلف سڑکوں پر انہیں ڈھونڈتا رہا اور پھر مایوس ہو کر واپس لوٹنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ ایک قدرے سنسان سڑک پر وہ مجھے مل گئے چونکہ میں انہیں ہوٹل میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے آسانی سے انہیں پہچان لیا۔ انہیں دیکھتے ہی میں نے ایمبولینس ان کے قریب روکی اور اشارے سے انہیں سوار ہونے کے لئے کہا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ بلا چوں چراں کئے پچھلے دروازے سے ایمبولینس میں آ گئے اور انہوں نے

دروازہ بند کر دیا۔ ان کے دروازہ بند کرتے ہی میں نے ایمبولینس چلا دی اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر کے دروازے اور کھڑکیوں کو لاک کر دیا۔ راستے میں میں نے ایمبولینس میں ڈارسک ٹان گیس بھر دی۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گئے۔'' ---- دوسری طرف سے شرما نے شاگل کو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شرما۔ گڈ شو۔ یہ کام کر کے تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ تم نے کتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تم نے انہیں بالکل ان کی نفسیات کے تحت قابو کیا ہے۔ یہ تو تمہاری قسمت اچھی ہے کہ انہیں تم پر شک نہیں ہوا۔ اگر انہیں تم پر ذرا سا بھی شک ہو جاتا تو اب تک کسی کو تمہاری لاش بھی نہیں ملتی۔ بہرحال اگر وہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ بے حد خوش۔'' ---- شاگل نے فرط مسرت سے کہا۔

''باس۔ یہ کنفرم ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہیں۔'' ---- دوسری طرف سے شرما نے وثوق بھرے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہیں وہ۔ کیا وہ ابھی زندہ ہیں۔'' ---- شاگل نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے انہیں بے ہوش کر کے اپنے ایک خفیہ اڈے گرین سپاٹ میں پہنچا دیا ہے۔ بے ہوش ہونے کے باوجود میں نے انہیں تہہ خانے میں زنجیروں سے جکڑ دیا ہے۔ اور انہیں چوبیس گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آئے گا اور اگر انہیں ہوش آ بھی گیا تو وہ ان زنجیروں کو نہیں توڑ سکیں گے کیونکہ زنجیریں بے حد مضبوط اور موٹی

ہیں۔"۔۔۔ دوسری طرف سے شرما نے کہا۔

"گڈ شو شرما۔ انہیں زندہ رکھ کر تم نے اور بھی زیادہ عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ تم نے پانچ افراد کو پکڑا ہے جبکہ میری اطلاعات کے مطابق کافرستان میں سات پاکیشیائی ایجنٹ داخل ہوئے ہیں۔ تم نے جنہیں گرفتار کیا ہے وہ یقیناً عمران کے ساتھی ہوں گے۔ اگر ان کے ساتھ عمران ہوتا تو وہ تمہارے میک اپ کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں پہچان جاتا۔ بہرحال جو ہوا ہے۔ بہت اچھا ہوا ہے۔ تم فی الحال انہیں زندہ رکھو۔ میں خود وہاں آرہا ہوں اور میں اس بار ان سب کا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ ان کی روحیں بھی بلبلا اٹھیں گی۔ اس بار انہیں ہر حال میں میرے سامنے اپنی زبانیں کھولنی پڑیں گی اور انہیں عمران کے بارے میں بتانا پڑے گا کہ وہ کہاں ہے اور اس کے ساتھ اس کا دوسرا ساتھی کون ہے۔"۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ جیسا آپ کا حکم باس۔"۔۔۔ شرما نے کہا۔

"اپنے گرین سپاٹ کا پتہ بتاؤ۔ میں مسلح افراد کو لے کر تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر ابھی پہنچ رہا ہوں۔"۔۔۔ شاگل نے کہا تو شرما اسے گرین سپاٹ کا ایڈریس بتانے لگا۔ جسے شاگل نے نوٹ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے شرما کو مزید ہدایات دیتے ہوئے فون بند کر دیا۔

"اب دیکھتا ہوں عمران۔ تم اور تمہارے ساتھی کس طرح میرے ہاتھوں سے بچ کر نکلتے ہو۔ اس بار تم سب کی موت میرے ہاتھوں طے ہے۔ میں تم سب کو ہلاک کر کے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ پر ثابت کر

گا کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف سوائے شاگل کے دوسرا کوئی نہیں ہو سکتا۔"۔۔۔ شاگل نے نوٹ پیڈ سے کاغذ پھاڑ کر اسے تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جوش و جذبات سے تمتما رہا تھا۔ اس نے اپنے پرسنل سیکرٹری کو فون کر کے حکم دیا کہ اس کے لئے جلد سے جلد ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر منگوایا جائے اور ساتھ ہی اس نے دس مسلح افراد کو بھی تیار رہنے کا حکم دیا۔ اور پھر وہ اگلے ایک گھنٹے بعد ایک بڑے اور تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر دس مسلح افراد کے ساتھ جالان کی طرف محو پرواز تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ لمحوں میں غائب ہو کر جالان میں موجود شرما کے گرین سپاٹ میں پہنچ جائے۔

جولیا کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک ہال نما بڑے سے کمرے میں پایا۔ وہ ایک فولادی کرسی پر بیٹھی تھی اور کرسی زمین میں گڑی ہوئی تھی۔ اس کرسی پر اسے موٹی موٹی فولادی زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اس کے دائیں بائیں اس کے باقی ساتھی بھی اسی طرح کرسیوں پر زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان سب کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش تھے۔

کمرہ خاصا بڑا تھا مگر وہاں ایک لوہے کی الماری اور ان کرسیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ کمرے کی چھت کے پاس ایک بڑا سا سوراخ تھا جو شاید ہوا کی آمدورفت کے لئے بنا ہوا تھا اور کمرے کی ساخت سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کوئی تہہ خانہ ہے۔ ہوش میں آتے ہی جولیا کے ذہن میں پچھلا منظر کسی فلم کے سین کی طرح چلنے لگا۔ اس کی

کے سامنے فوراً شنکر کا چہرہ آ گیا جو ان کے لئے ایمبولینس لایا اور وہ اس کے کہنے پر فوراً ہی اس میں سوار ہو گئے تھے اور پھر انہیں ہوش کر دیا گیا اور اب یہاں اسے ہوش آیا تھا۔

”تو تمہیں ہوش آ گیا“۔۔۔ اچانک جولیا کو ایک شناسا آواز دی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ دوسرے لمحے اس کے عقب ایک نوجوان نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی جولیا بے یار چونک پڑی۔ وہ شنکر نہیں تھا مگر اس کا قدوقامت اس جیسا ہی اور اس نے جو لباس پہن رکھا تھا وہ اسی شنکر جیسا ہی تھا۔ اس کے میں ایک خالی سرنج تھی۔

”تم۔ کون ہو تم“۔۔۔ جولیا نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ پہچانا نہیں مس جولیا۔ میں شنکر ہوں۔ شرمین کا ساتھی“۔ اس نے مسکراتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”جولیا۔ کیا مطلب۔ کون جولیا۔ اور تم شنکر کیسے ہو سکتے ہو۔ تمہاری شکل۔ اوہ۔ کون ہو تم۔ اور تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے اور یہ کون سی جگہ ہے“۔۔۔ جولیا نے چہرے پر شدید خوف اور پریشانی کے تاثرات نمایاں کرتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر شنکر بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب۔ اچھی اداکاری کر لیتی ہو“۔۔۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور طنز کی آمیزش تھی۔

"اداکاری۔ کیسی اداکاری۔ میں اداکاری نہیں کر رہی۔ اور میرا نام جولیا نہیں جوزفین ہے۔" ——— جولیا نے ہراساں لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا فرضی اور صرف کاغذی نام ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اور تمہارے یہ ساتھی پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ تمہارے ساتھی شرمین نے مجھے ساری حقیقت بتا دی ہے۔ تم سب کے نام۔ اور یہ کہ تم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو۔" ——— نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا جو کافرستان سیکرٹ سروس کا نمبر سکس شرما تھا۔

"لگتا ہے۔ تمہیں ہمارے بارے میں کوئی بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم شرمین کے مہمان ہیں اور ہم اس کے کہنے پر یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ہمارے اصلی کاغذات ہیں اور ہمارے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی اصلی دستاویزات اور کارڈز بھی موجود ہیں۔" ——— جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تمہاری یہ اداکاری محض اس لئے ہو رہی ہے کہ تم اور تمہارے ساتھی بدستور میک اپ میں ہیں۔ میں نے تم سب کے میک اپ صاف کرنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اور میں میک اپ کرنے اور ہر قسم کا میک اپ واش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ مگر میں حیران ہوں کہ تم پانچوں پر میں اپنی تمام تر صلاحیتیں آزما چکا ہوں۔ مگر تمہارے میک اپ واش نہیں کر سکا۔ یہاں تک کہ میں نے تمہارے چہروں پر میک اپ واشر ریڈ لائٹ بھی ڈالی تھی جو ایک لمحے میں ہر قسم

میک اپ کو صاف کر دیتی ہے۔ مگر یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ریڈ لائٹ نے بھی تمہارے چہروں پر معمولی سا فرق بھی نہیں ڈالا تھا۔

میرے لئے یہ بہت بڑا چیلنج بن گیا تھا کہ آخر تم نے ایسے کون سے میک اپ کر رکھے ہیں جسے میں کسی طور پر صاف ہی نہیں کر پا رہا۔ شرمین نے تم سب کی گرفتاری کی خبر چیف شاگل کو دے دی ہے۔ وہ تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر خود یہاں آ رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں آتے ہی تم سب کو ہلاک کر دیں گے۔ لیکن اگر تم سب ہلاک ہو جاتے تو میری تشنگی کیسے دور ہوتی کہ تم لوگوں نے جو میک اپ کر رکھے ہیں وہ کیسا ہے۔ اس لئے میں نے تم میں سے کسی ایک کو ہوش میں لانے کا فیصلہ کیا۔ سو میں نے تمہیں انجکشن لگایا اور ہوش میں لے آیا۔ اب جب تم ہوش میں ہو تو تم مجھے بتاؤ۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے کون سے میک اپ کر رکھے ہیں۔ اور ان کے صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے۔" ——— شرما ایک بار بولنے پر آیا تو نان سٹاپ بولتا ہی چلا گیا۔

شرما کے نان سٹاپ بولنے سے جولیا کے ذہن کی کئی گتھیاں خود بخود سلجھتی چلی گئیں اور سب سے اہم بات اسے یہ معلوم ہو گئی کہ وہ کافرستان سیکرٹ سروس کی قید میں ہیں اور شاگل یہاں پہنچنے والا ہے۔

یہ قدرت کی غیبی امداد ہی تھی کہ نوجوان جو خود کو میک اپ اور اینٹی میک اپ کا ایکسپرٹ بتا رہا تھا۔ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ ان میں سے کسی کا میک اپ صاف نہیں کر سکا تھا۔ شرمین کے توسط سے

اسے ان کی حقیقت کا تو علم ہو ہی گیا تھا۔ مگر ان کا میک اپ اس کے آڑے آ گیا تھا اور اگر اس دوران شاگل یہاں آ جاتا اور پھر وہ واقعی ان سب کو اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیتا۔

قدرت نے ان کی مدد کرتے ہوئے اس نوجوان کے تجسس کو بید کر دیا تھا کہ ان کے میک اپ کا راز جاننے کے لئے وہ مجبور ہو کر خ ہی اسے ہوش میں لے آیا تھا۔ ورنہ شاید اس کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آنکھیں عالم بالا میں ہی جا کر کھلتیں۔

"تمہارا نام کیا ہے۔" ـــــ جولیا نے اس بار بڑے پرسکون ا پراعتماد لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ میرا نام پوچھ کر کیا کرو گی۔ بہر حال۔ میرا نام شر ہے۔" ـــــ شرما نے کہا۔

"مسٹر شرما۔ تم نے میرے سامنے جو اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے۔ مجھے تمہاری کسی بات کی کوئی سمجھ نہیں آئی ہے۔ لیکن بہر حال تم شاید اس غلط فہمی میں ہو کہ میں اور میرے ساتھی میک اپ میں ہیں۔ یہ غلط ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے۔ تم خود کو اینٹی میک اپ ایکسپرٹ بتا رہے ہو۔ اگر ہم میک اپ میں ہوتے تو اب تک ہمارے اصلی چہرے تمہارے سامنے آ چکے ہوتے۔ تمہاری ہنر مندی اگر تمہارے کسی کام میں تمہیں آئی تو اس کا مطلب صاف ہے کہ ہم میک اپ میں نہیں ہیں۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"میری نظریں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ یہ درست ہے کہ میں تمہارے

ب صاف نہیں کر سکا مگر اس کے باوجود میں وثوق سے کہہ سکتا تم پانچوں میک اپ میں ہو۔ میں اصلی اور میک اپ زدہ چہروں ں واضح طور پر جانتا ہوں۔" ـــــ شرما نے منہ بنا کر کہا۔

اگر تمہیں خود پر اتنا ہی اعتماد ہے تو پھر ثابت کر کے دکھاؤ۔" جولیا یا۔ اس بار اس کے لہجے میں طنز تھا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گی۔" ـــــ شرما نے اسے تیز نظروں سے تے ہوئے کہا۔

"بتا تو رہی ہوں کہ میں اور میرے ساتھی میک اپ میں نہیں " ـــــ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"دیکھو۔ میں تم پر خوفناک تشدد کر کے بھی پوچھ سکتا ہوں۔ مگر لئے بہتر یہی ہے کہ اگر میں شرافت سے پیش آ رہا ہوں تو تم شرافت کا ثبوت دو۔" ـــــ شرما نے ایک ایک لفظ جیسے چبا چبا کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں ہر بات بتانے کے لئے تیار ہوں۔" چند خاموش رہنے کے بعد اچانک جولیا نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اوہ۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔" ـــــ جولیا کی بات سن شرما نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسے نہیں۔ اس کے لئے تمہیں میری دو شرطیں پوری کرنی ں گی۔ اگر تم میری شرطیں پوری کر دو گے تو میں تم سے وعدہ کرتی ں۔ میں تمہیں اس میک اپ کا راز بتا دوں گی۔ بصورت دیگر تم مجھ

پر یا میرے ساتھیوں پر اذیتوں کے پہاڑ بھی توڑ دو گے تو کچھ نہیں پاؤ گے۔ ہماری خاموشی کو توڑنا تمہارے لئے مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"شرطیں۔ اوہ۔ کیا شرطیں ہیں تمہاری۔" ـــــ شرما نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"پہلی شرط تو یہ ہے کہ جس طرح تم نے انجکشن لگا کر مجھے ہوش دلایا ہے۔ اسی طرح میرے ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ میں جو کچھ بتاؤں گی ان کے سامنے بتاؤں گی۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"اور دوسری شرط۔" ـــــ شرما نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان زنجیروں سے آزاد کر دو۔ میں ایک بے ضرر سی لڑکی ہوں۔ تمہیں بھلا مجھ سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ میرے ساتھیوں کو بے شک تم اسی طرح بندھا رہنے دینا۔" ـــــ جولیا نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا تم مجھے بے وقوف سمجھتی ہو۔" ـــــ شرما نے غرا کر کہا۔

"نہیں۔ میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"دیکھو مس جولیا۔ تم میرے صبر کا امتحان لے رہی ہو۔ اگر میں نے صبر کا دامن چھوڑ دیا تو تم اور تمہارے ساتھیوں کے لئے بہت برا ہو گا۔ چیف کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا ہے اور میں اس کے آنے سے پہلے ہر صورت میں تمہاری زبان کھلوانا چاہتا ہوں۔" ـــــ شرما نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ جب تک تم میری شرطیں پوری نہیں کرو گے۔ میں ... کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی۔" ـــــ جولیا نے سپاٹ ... کہا۔

"تو تمہارا یہ آخری فیصلہ ہے۔" ـــــ شرما نے کہا۔

"... ۔ آزما دیکھو۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب میں تمہارا اس قدر بھیانک اور خوفناک حشر کروں گا ... تو کیا تمہارا رواں رواں میرے سامنے بولنے پر مجبور ہو جائے ... تیزاب لا کر تمہارے ہاتھوں پیروں اور تمہارے چہرے پر ڈال ... گا۔ تمہارا یہ خوبصورت میک اپ زدہ چہرہ جب گل سڑ جائے گا ... دیکھوں گا کہ کس طرح تمہارا میک اپ برقرار رہتا ہے۔" ـــــ شرما ... لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک طرف مڑ گیا۔

"بزدل۔" ـــــ جولیا نے غرا کر کہا اور اس کی بات سن کر شرما جھٹکے سے رک گیا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

"بزدل۔ تم نے مجھے بزدل کہا۔" ـــــ شرما نے انتہائی غصیلے ... میں کہا۔

"ہاں۔ تم جیسے مرد بزدل ہی نہیں بلکہ نامرد بھی ہوتے ہیں جو ... کو اس طرح باندھ کر ان پر بہیمانہ تشدد کرتے ہیں۔ تمہارے ... پر چھایا ہوا خوف مجھے صاف دکھائی دے رہا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ ... نے مجھے آزاد کر دیا تو میں قہر بن کر تم پر ٹوٹ پڑوں گی اور تم ... ہاتھوں بے موت مارے جاؤ گے۔ ایک لڑکی کے ہاتھوں

سے۔'' ـــــــ جولیا نے اسے غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تت۔ تم۔ مجھے شرما دی گریٹ کو بزدل کہہ رہی ہو اور تمہیں میرے چہرے پر موت کا خوف نظر آ رہا ہے۔'' ـــــــ شرما نے یکلخت پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

''شرما دی گریٹ نہیں۔ بزدل۔ خوفزدہ اور ڈرپوک شرما کہو۔'' جولیا نے اسے مزید غصہ دلایا اور اس کی بات سن کر شرما کا چہرہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور اس کی آنکھیں جیسے انگارے برسانے لگیں۔

''تت۔ تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرات۔ تم مجھے للکار رہی ہو۔ تم مجھے نہیں جانتی۔ میرے سامنے بڑے بڑے سورماؤں کا بھی دم نکل جاتا ہے۔ بڑے سے بڑا بدمعاش اور ماسٹر فائٹرز تک میرے سامنے گھٹنے ٹیک جاتے ہیں۔'' ـــــــ شرما نے کہا۔

''تمہاری جسامت اور تمہارے ہاتھ پاؤں دیکھ کر تو نہیں لگتا کہ تم نے آج تک ایک چڑیا بھی ماری ہو۔'' ـــــــ جولیا نے کہا اور اس کی بات سن کر شرما کے جسم پر لرزہ سا طاری ہو گیا۔ شدید غصے کے عالم میں وہ کانپ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ جولیا کے ٹکڑے اڑا دے۔

''تم۔ تم میری توہین کر رہی ہو لڑکی۔'' ـــــــ شرما نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''تمہارے اس چیخنے دھاڑنے سے میں ڈرنے والی نہیں ہوں۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو زنجیروں سے جکڑ کر تم اس طرح دھاڑ رہے

[illegible]'' ـــــــ جولیا نے کہا۔

''ورنہ۔ ورنہ کیا۔'' ـــــــ شرما نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے

''جانے دو۔ تم جیسے بزدل کے میں منہ لگنا پسند نہیں کرتی۔ جاؤ اور تیزاب کی بوتل لاؤ اور سارا تیزاب لا کر مجھ پر گرا دو۔ اگر تم نے میرے منہ سے ہلکی سی سسکاری بھی سن لی تو سمجھ لینا کہ میں جو کہہ رہی تھی وہ غلط نہیں ہے۔'' ـــــــ جولیا نے اسے غصے میں آتے دیکھ کر اور اس کی نفسیات پر حملے کرتے ہوئے کہا۔ شرما جیسے انسان غصہ آنے پر یا تو فوراً ہتھے سے اکھڑ جاتے تھے یا پھر غصے سے پاگل ہو کر [illegible] کر جاتے تھے جس کا گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

''تیزاب۔ نہیں۔ اب میں تیزاب سے نہیں۔ اپنے ہاتھوں سے تمہارے ٹکڑے کروں گا۔ میں تمہیں آزاد کر کے جب تک اپنے ہاتھوں تمہاری ساری ہڈیاں نہیں توڑ دوں گا اب اس وقت تک مجھے چین نہیں آئے گا۔'' ـــــــ شرما نے جولیا کی چال میں آتے ہوئے کہا۔

''آزاد۔ اور تم مجھے کرو گے۔ ہونہہ۔ تم جیسے یہ کام نہیں کرتے ورنہ ان کا دم نکل جاتا ہے۔'' ـــــــ جولیا نے اس کے غصے کو مزید ہوا دیتے ہوئے کہا۔ اب تو شرما جیسے سچ مچ غصے سے پاگل ہو گیا۔ وہ دھم دھم زمین پر پاؤں مارتا ہوا تیزی سے جولیا کے عقب میں چلا گیا۔ پھر زنجیروں کے چھنکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ دوسرے لمحے جولیا نے اپنے جسم پر بندھی ہوئی زنجیریں ڈھیلی ہوتی ہوئی محسوس کیں۔ اس نے

ہاتھ پیر ہلا کر اپنے گرد بندھی ہوئی زنجیروں کو ہٹایا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اسی لمحے شرما تیز تیز چلتا ہوا اس کے سامنے آ گیا۔

"لو۔ میں نے کر دیا ہے تمہیں آزاد۔ اب میرے ہاتھوں اپنی ہڈیاں تڑوانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"ـــــــ شرما نے غراتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھیوں کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ میں ان سب کو بھی دکھانا چاہتی ہوں کہ تم جیسا سورما ایک نازک لڑکی کے ہاتھوں کس طرح اپنی درگت بنواتا ہے۔"ـــــــ جولیا نے کہا تو شرما چند لمحے سوچتا رہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری یہ خواہش بھی پوری کر دیتا ہوں۔ تمہارے ساتھیوں کو ہوش میں لا کر میں ان کے سامنے تمہاری ہڈیاں توڑوں گا۔ تمہارا میرے ہاتھوں بھیانک انجام دیکھ کر ان کی آنکھیں بھی کھل جائیں گی اور پھر کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ مجھ سے ایسی بات کر سکے۔"ـــــــ شرما نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا الماری کی طرف بڑھا۔

اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک شیشی اور ایک انجکشن نکال لیا۔ اور پھر واپس آ کر اس نے ان سب کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ جولیا دور کھڑی اسے انجکشن لگاتے دیکھ رہی تھی۔

"لو۔ اب دس منٹ کے اندر اندر ان سب کو ہوش آ جائے گا"
شرما نے کہا اور انجکشن اور شیشی کو ایک کونے میں اچھال دیا۔

"شاگل کے یہاں آنے میں کتنا وقت لگے گا۔"ـــــــ جولیا نے

پوچھا۔

"میں نے ایک گھنٹہ قبل اطلاع دی تھی۔ اگر وہ تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر بھی یہاں آئے تو انہیں یہاں آتے آتے ابھی مزید دو گھنٹے ضرور لگ جائیں گے۔ اوہ۔ مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو۔"ـــــــ شرما نے کہتے کہتے اچانک چونک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔"ـــــــ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی چالاک بننے کی کوشش کر رہی ہو۔"ـــــــ شرما نے غرا کر کہا۔

"ارے نہیں۔ اگر تمہیں مجھ سے ڈر لگ رہا ہے تو باہر سے کسی ساتھی کو بلا لو۔"ـــــــ جولیا نے کہا۔

"ساتھی۔ ہونہہ۔ میرا یہاں کوئی ساتھی نہیں ہے۔"ـــــــ شرما نے سر جھٹک کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم یہاں اکیلے ہی رہتے ہو۔"ـــــــ جولیا نے چونک کر جان بوجھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں نہیں رہتا۔ یہ میرا خفیہ عارضی ٹھکانہ ہے۔"ـــــــ شرما نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ باتونی ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنی طور پر بھی ڈسٹرب معلوم ہو رہا تھا جو جولیا کی باتوں کا سوچے سمجھے بغیر جواب دے رہا تھا اور ایسے افراد کو ہینڈل کرنے کا فن جولیا بخوبی جانتی تھی۔

''پھر تو یہ ٹھکانہ۔ شہری آبادی سے الگ تھلگ اور خاموش مقام پر ہو گا۔'' ـــــــ جولیا نے عام سے انداز میں کہا۔

''ہاں۔ ہم شہری آبادی سے بہت دور ہیں۔ یہاں سے تھوڑی دور ساماگا کا جنگل ہے۔ اور اس طرف مخصوص لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں آ سکتا۔'' ـــــــ شرما نے کہا۔

''ساماگا جنگل۔ اوہ۔ تو تم ہمیں ساماگا جنگل کے نزدیک لے آئے ہو۔'' ـــــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ کیوں۔ جنگل کا نام سن کر ڈر گئی ہو کیا۔'' ـــــــ شرما نے مسکرا کر کہا۔

اسی لمحے صفدر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بندھا ہوا دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر جیسے اس کی سمجھ میں ساری بات آ گئی کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ البتہ جولیا کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ضرور حیرانی لہرا رہی تھی۔

''مس جوزفین۔ یہ سب کیا ہے۔ ہمیں یہاں کس نے باندھا ہے اور یہ۔'' ـــــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا نام شرما ہے اور یہ کافرستانی سیکرٹ سروس کا آدمی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہم پاکیشیائی جاسوس ہیں۔ اور ہم نے میک اپ کر رکھے ہیں۔ اس نے ہمیں بے ہوش کر کے یہاں لا کر باندھ دیا تھا۔'' جولیا نے کہا اور پھر وہ اسے ساری تفصیل بتاتی چلی گئی۔

''ہونہہ۔ ہم نہ تو میک اپ میں ہیں اور نہ ہی ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' ـــــــ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہی میں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔'' ـــــــ جولیا نے کہا۔ اسی لمحے ایک ایک کر کے باقی سب کو بھی ہوش آتا چلا گیا۔

''تم نے تو کہا تھا کہ اگر میں تمہارے ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤں اور تمہیں آزاد کر دوں تو تم مجھے سب کچھ بتا دو گی۔'' ـــــــ شرما نے غصیلے لہجے میں جولیا سے کہا۔

''کیا بتا دوں گی۔'' ـــــــ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''یہی کہ آخر تم لوگوں نے ایسے کون سے میک اپ کر رکھے ہیں اور وہ واش کیسے ہو سکتے ہیں۔'' ـــــــ شرما نے غصے سے کہا۔

''کیوں مسٹر گروچ۔ بتا دوں اسے۔'' ـــــــ جولیا نے مسکرا کر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر شرما نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ایک دھماکے سے پیچھے جا گرا۔ جولیا نے اچانک زوردار لات اس کے سینے پر مار دی تھی۔

''تت۔ تم نے مجھ سے دھوکہ کیا۔ میری لاعلمی کا فائدہ اٹھا کر تم نے مجھ پر وار کیا ہے۔ اب تمہیں میرے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔'' ـــــــ شرما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ماہر جمناسٹک کی طرح تیزی سے نیم قلابازی کھانے

والے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے اسی طرح وہ حرکت میں آیا اور جولیا کی پسلیوں پر زوردار ضرب لگاتا ہوا اس کے دائیں طرف جا کھڑا ہوا۔

جولیا اس خوفناک ضرب سے اچھل کر بائیں طرف جا گری اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی شرما نے اس کی کنپٹی پر ایک اور خطرناک ضرب لگا دی۔ شرما واقعی بجلی بنا ہوا تھا۔ جولیا کو واقعی جیسے اندازہ نہ تھا کہ شرما اس قدر پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ کنپٹی پر لگنے والی ضرب نے اس کے ذہن میں رنگ برنگی پھلجھڑیاں سی بکھیر دی تھیں اور اسی لمحے شرما نے اچھل کر اس کے پیٹ میں دونوں پیر مارے اور جولیا کا سانس رک گیا۔ وہ بری طرح سے سر مارنے لگی۔

شرما واقعی اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اس نے جولیا کو تھوڑا سا بھی ردعمل ظاہر کرنے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔ جولیا نے اپنے جسم کو سکیڑ کر اوپر اٹھایا تو اس کا رکا ہوا سانس بحال ہو گیا۔ اسی لمحے شرما نے ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر بھرپور ضرب لگائی اور جولیا کروٹیں لیتی ہوئی چند گز دور چلی گئی۔

شرما پر جیسے وحشت سی سوار ہو گئی تھی۔ صفدر اور اس کے ساتھی سانس روکے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ تنویر کا تو جیسے بس ہی نہیں چل رہا تھا کہ وہ زنجیروں سے آزاد ہو کر اس شرما کے ٹکڑے اڑا دیتا۔ ادھر شرما نے جولیا کے لڑھکتے ہی اونچی چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا گھٹنوں کے بل اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ توڑنے کے لئے نیچے آیا۔ لیکن اب جولیا

سنبھل چکی تھی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور چونکہ شرما چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس لئے سنبھل نہ سکا اور گھٹنوں کے بل پورے زور سے زمین سے ٹکرا گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئی تھیں۔

”اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ مسٹر فائٹر۔ تم نے اپنا پورا زور لگا لیا ہے۔ اب سنبھلو“ ——— جولیا نے غرا کر کہا اور پھر جیسے ہی شرما اچھل کر کھڑا ہوا۔ جولیا نے یکلخت جمپ لگا کر قلابازی کھائی۔ اسے قلابازی کھاتے دیکھ کر شرما تیزی سے اس کی طرف بڑھا تاکہ اسے ہوا میں اچھلتے ہوئے ضرب لگا کر عقبی دیوار سے دے مارے لیکن جولیا کا قلابازی کھاتا ہوا جسم ایک لمحے کے لئے رکا اور وہ ہوا میں کسی لٹو کی طرح گھوم گئی اور اس بار شرما کے حلق سے پھر زوردار چیخ نکلی اور وہ اسی طرح اڑتا ہوا دیوار کے قریب فرش پر جا گرا۔ جیسے کسی نے گیند اچھال دی ہو۔

جولیا نے فضا میں گھومتے ہوئے زوردار انداز میں اس کے سینے پر ٹانگیں ماری تھیں اور خود قلابازی کھا کر پیروں کے بل کھڑی ہو گئی اور پھر وقت ضائع کئے بغیر فلائنگ کک مارنے والے انداز میں اچھلی لیکن شرما یکلخت کروٹ بدل گیا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ٹانگیں اٹھا کر جولیا کی ٹانگوں پر مار دیں۔ جولیا گھوم کر فرش پر جا گری۔ نیچے گرتے ہی وہ ایک بار پھر قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی تو شرما بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اب دونوں ایک بار پھر آمنے سامنے تھے۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کو احساس ہو چکا تھا کہ شرما واقعی مارشل آرٹس میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے۔ اس میں حیرت انگیز پھرتی اور چستی بھی ہے۔

اسی لمحے شرما نے اچھل کر ایک بار پھر جولیا پر چھلانگ لگائی لیکن جولیا تیزی سے ایک طرف ہو گئی۔ مگر اسی لمحے شرما نے اپنے جسم کو ہوا میں کسی ماہر بازی گر کی طرح موڑا اور اس کی زور دار کک جولیا کے پہلو پر پڑی اور جولیا اچھل کر رول ہوتی ہوئی گر گئی۔

"سنبھل کر۔ مس جوزفین۔" ——— تنویر نے اسے گرتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔" ——— جولیا نے فوراً اٹھ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا۔ اسی لمحے شرما نے اچھل کر ایک بار پھر چھلانگ لگائی مگر اس بار جولیا اپنی ایڑیوں پر گھوم گئی اور پھر جیسے ہی شرما اس کے قریب سے گزرا اس کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور شرما چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا جولیا جمناسٹک کے انداز میں قلابازی کھا کر عین اس کے سر پر پہنچ گئی۔ دوسرے لمحے اس نے ٹانگ گھمائی اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگ شرما کے عین سر پر پڑی۔ شرما کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی۔ جولیا کی ٹانگ کھا کر اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرا گیا تھا۔ جس سے اس کے ذہن میں رنگ برنگی چنگاریاں سی ناچ اٹھی تھیں۔ وہ اٹھا مگر جولیا نے ایک بار پھر اسی انداز میں اس کے سر پر ایک اور ٹھوکر مار دی اور شرما کا سر ایک بار پھر

دیوار سے ٹکرایا۔ اس بار جیسے ہی اس کا سر دیوار سے ٹکرایا وہ بے دم ہو کر وہیں گرتا چلا گیا۔

"بہت خوب مس جولیا۔ بڑا زبردست مقابلہ کیا ہے آپ نے۔ شروع میں تو واقعی ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ آپ پر حاوی ہو جائے گا۔" کراسٹی نے کہا۔

"کیا یہ مر چکا ہے۔" ——— صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ شاید بے ہوش ہوا ہے۔" ——— جولیا نے اس کی سانسیں چلتی دیکھ کر کہا۔

"گردن پر پاؤں رکھ کر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دو۔" ——— تنویر نے غرا کر کہا۔

"نہیں۔ تم جانتے ہو میں بے بس اور بے ہوش انسانوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتی۔" ——— جولیا نے منہ بنا کر کہا اور قدم اٹھاتی ہوئی ان کے پاس آ گئی۔ پھر اس نے سب سے پہلے صفدر کے عقب میں آ کر اس کی زنجیریں کھولیں۔ صفدر نے آزاد ہو کر جولیا کے ساتھ مل کر دوسرے ساتھیوں کو بھی کھول دیا۔

"اس سے پہلے کہ یہاں شاگل اپنے مسلح افراد کے ساتھ آ جائے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ آپ نے بتایا ہے کہ ہم ساماگا جنگل کے نزدیک ہی ہیں۔ اگر ہم جنگل میں چلے جائیں گے تو وہاں شاگل کا ہمیں تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اور پھر ہم نے اسی جنگل میں جا کر اپنا مشن بھی پورا کرنا ہے۔" ——— کراسٹی نے کہا۔

"شاگل کے یہاں آنے میں ابھی دیر ہے۔ جنگل میں ہم چلے تو جائیں مگر نہ ہمارے پاس کوئی اسلحہ ہے اور نہ ایسا سامان جو جنگل میں ہمارے کام آسکے۔" ——— صفدر نے کہا۔

"یہ سیکرٹ سروس کا خفیہ اڈہ ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں یہاں اسلحہ اور دوسرا سامان مل جائے۔" ——— جولیا نے کہا۔

"اس کے لئے تو ہمیں اس ساری عمارت کو چیک کرنا پڑے گا اور اگر یہاں اسلحہ ہوا بھی تو یقیناً کسی خفیہ کمرے میں ہوگا۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اور ہمیں اس خفیہ کمرے کو تلاش کرنا ہے۔" ——— تنویر نے کہا اور پھر وہ اس الماری کی طرف بڑھا جہاں سے شرما نے انجکشن نکالا تھا۔ الماری کھلی تھی۔ تنویر نے اسے چیک کیا تو اس کے خفیہ خانوں سے اسے مشین پسٹل، مشین گنیں، ہینڈ گرنیڈ اور دوسرا بہت سا سامان مل گیا جو ان کے کام آسکتا تھا۔

"لو۔ ہمیں کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ سب کچھ یہاں موجود ہے۔" ——— تنویر نے کہا تو وہ سب تیزی سے الماری کی طرف آگئے اور انہوں نے الماری سے سامان باہر نکالنا شروع کر دیا۔ الماری کے ایک اور خفیہ خانے سے انہیں دو طاقتور ٹائم بم بھی مل گئے۔

"یہ سارا اسلحہ شاید انہوں نے وقت ضرورت کے لئے یہاں سٹور کر رکھا تھا۔" ——— کراسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب یہ ہمارے کام آئے گا۔" ——— تنویر نے اثبات

سر ہلا کر کہا۔ صفدر نے بے ہوش شرما کو اٹھا کر ایک فولادی کرسی پر ڈالا اور اسے ان زنجیروں میں جکڑنا شروع کر دیا اسے اچھی طرح جکڑ کر وہ سب تہہ خانے سے باہر نکل آئے۔ ایک راہداری سے گزر کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے۔ یہ ایک پرانی حویلی نما جگہ تھی جہاں ہر طرف سبز پینٹ کیا گیا تھا۔

"تنویر چھت پر جا کر دیکھو۔ ہم جنگل سے کتنی دور ہیں اور جنگل یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔" ——— جولیا نے کہا تو تنویر سر ہلا کر تیزی سے باہر موجود ان زینوں کی طرف بڑھ گیا جو چھت کی طرف جا رہے تھے۔ شام ہو رہی تھی اور چونکہ یہ سردیوں کے دن تھے اس لئے ...شام ہی اندھیرا پھیلنا شروع ہو جاتا تھا۔ لیکن ابھی چونکہ شام کا آغاز ہوا تھا اس لئے تنویر اوپر جا کر اردگرد اور دور نزدیک کا ماحول آسانی سے چیک کر سکتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں تنویر واپس آ گیا۔ اس نے بتایا کہ جنگل یہاں سے مغربی سمت میں ہے اور اگر وہ اس طرف پیدل جائیں تو وہاں پہنچتے پہنچتے انہیں ایک گھنٹہ لگ جائے گا اور یہ علاقہ خاصا پرانا ہے۔ ارد گرد بے شمار مکانات اور حویلیاں ہیں جو ویران اور بالکل کھنڈر ہو چکی ہیں۔ ان کھنڈروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے وہ جنگل میں پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے انہیں اندھیرا ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ حویلی میں وہ ایمبولینس بھی موجود تھی جس میں شرما انہیں وہاں لایا تھا۔ لیکن اگر وہ اس ایمبولینس میں جنگل کی طرف جانے کی کوشش کرتے تو

وہ آسانی سے جنگل میں موجود مسلح افراد کی نظروں میں آسکتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے ایک گھنٹہ مزید وہاں گزارا اور جب اندھیرا ہو گیا تو وہ حویلی کی سائیڈ کی دیواریں پھلانگ کر باہر نکل آئے اور پھر وہ دور تک پھیلے ہوئے ٹوٹے پھوٹے مکانوں اور کھنڈروں کی آڑ لیتے ہوئے جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کرنل یادیو کو کلب میں موجود اس کے ایک مخبر نے اطلاع دی کہ تین اجنبی فائٹر وائٹ کلب میں آئے ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف ویر کے دس مسلح افراد کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ ان میں سے ایک آدمی ں نے وہاں اپنا تعارف بلیک ڈان کے طور پر کرایا تھا۔ اس نے رام کو بھی بری طرح سے چت کر دیا تھا۔

کرنل یادیو کے اس آدمی کا نام راجیش ورما تھا اور راجیش ورما لاق سے ایکریمیا کے بلیک ڈان سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے جب ا کہ نوجوان خود کو بلیک ڈان بتا رہا ہے تو اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے را کرنل یادیو کو اطلاع دے دی۔

کرنل یادیو نے جب ان تینوں کے حلیے اور قد و قامت کے بارے میں پوچھا تو راجیش ورما نے اسے ان کے حلیے اور ان کے قد و قامت کے بارے میں بتا دیا۔ عمران کا قد و قامت سن کر کرنل یادیو کو یقین ہو

گیا کہ لامحالہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ نے فوراً اپنے ساتھ بے شمار مسلح افراد کو لیا اور انہیں لے کر وائٹ ک پہنچ گیا۔

وائٹ کلب میں آ کر کرنل یادیو راجیش ورما سے ملا اور اس کرنل یادیو کو بتایا کہ اس نوجوان سے رام ویر اس قدر مرعوب ہو گیا کہ اس نے اسے اپنا دوست بنا لیا ہے اور خاص طور پر بلیک ڈان کا کر رام ویر تو جیسے ان کے سامنے بچھا جا رہا تھا اور وہ ان تینوں کو لے کر اپنے مخصوص دفتر میں چلا گیا ہے۔

کرنل یادیو نے کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر گرل سے فوری طور پر رام وی سے بات کرانے کے لئے کہا۔ کاؤنٹر گرل نے رام ویر سے بات کی اور پھر کرنل یادیو رام ویر کا جواب سن کر شدید غصے میں آ گیا۔ اس نے رام ویر کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر وہ پانچ منٹ میں ان تینوں کو لے کر کمرے سے باہر نہ آیا تو وہ اوپر آ جائے گا اور پھر وہ اس کے خلاف جو کارروائی کرے گا اس کی ساری ذمہ داری اسی پر ہو گی۔

کرنل یادیو کے ساتھ بیس مسلح افراد تھے۔ اس نے پانچ منٹ انتظار کیا اور جب رام ویر نہ نیچے آیا اور نہ ہی اس کے دفتر کا دروازہ کھلا تو کرنل یادیو کے دماغ میں جیسے چنگاریاں سی بھر گئیں۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے رام ویر میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اکھڑ پن موجود ہے۔ اور میں ایسے اکھڑ اور بدمزاج لوگوں کا غرور توڑنا جانتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔" ——— کرنل یادیو نے کہا۔ اس نے اپنے

ساتھ لیا اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا جلد ہی رام ویر کے دفتر کے پر پہنچ گیا۔

"س۔" ——— اچانک قریب کھڑے راجیش ورما نے کرنل یادیو ب ہو کر کہا تو کرنل یادیو نے مڑ کر اس کی طرف تیز نظروں ا۔

"لو۔" ——— کرنل یادیو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں آپ کو رام ویر کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا بتانا چاہتے ہو۔" ——— کرنل یادیو نے چونک کر کہا۔

"آپ ایک منٹ اس طرف آ کر میری بات سن لیں۔ پلیز۔ ایک اہم بات ہے جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔" ——— راجیش ورما کہا۔ کرنل یادیو چند لمحے اسے غصیلی نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے یا اور دروازے سے ہٹ کر ایک طرف آ گیا۔

"بولو۔ کیا بتانا چاہتے ہو تم مجھے رام ویر کے بارے میں۔" کرنل نے اسے غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ رام ویر کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ اس کا تعلق کرنل ترپاٹھی ہے۔" ——— راجیش ورما نے کہا اور اس کے منہ سے کرنل ترپاٹھی م سن کر کرنل یادیو بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا۔ کرنل ترپاٹھی۔ کیا مطلب۔ رام ویر کا کرنل ترپاٹھی سے تعلق۔" ——— کرنل یادیو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ کلب کرنل ترپاٹھی کی ذاتی ملکیت ہے باس اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ رام ویر کرنل ترپاٹھی کا چھوٹا بھائی ہے۔''۔۔۔۔۔۔راجیش ورما نے کہا تو کرنل یادیو کے چہرے پر ہوائیاں سی اڑنے لگیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ رام ویر، کرنل ترپاٹھی کا بھائی ہے۔''۔۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے گھبراہٹ اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''یس باس۔اور یہ بات یہاں بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔''۔۔۔۔۔۔راجیش ورما نے کہا۔

''اوہ۔ تب ہی یہ رام ویر اس قدر اکڑتا پھرتا ہے۔ ایسی صورت میں تو ہمارے لئے یہاں شدید مشکلات کھڑی ہو جائیں گی۔ ہم کسی بھی طرح اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکیں گے۔''۔۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔''۔۔۔۔۔۔اچانک ایک مسلح آدمی نے اسے آواز دیتے ہوئے کہا تو کرنل یادیو اور راجیش ورما چونک کر اس کی طرف مڑے اور پھر ان کی نظریں اچانک دروازے پر پڑیں تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ دروازے کے سامنے ایک فولادی دیوار آ گئی تھی۔

''اوہ۔ یہ فولادی دیوار۔ یہ کہاں سے آ گئی۔''۔۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بھاگ کر دروازے کے پاس آ گیا۔ جس کے سامنے اب واقعی فولادی دیوار تھی جو اس کا منہ چڑا رہی تھی۔

''باس۔ لگتا ہے اندر سے رام ویر نے دروازہ سیلڈ کر دیا ہے تاکہ ہم کسی طرح اندر نہ جا سکیں۔''۔۔۔۔۔۔راجیش ورما نے کہا۔

''اوہ۔ اب کیا کروں ۔ ایک تو یہ کلب کرنل ترپاٹھی کا ہے۔ دوسرا رام ویر اس کا بھائی ہے اور تیسرے نمبر پر اب رام ویر نے اندر سے دروازہ بھی سیلڈ کر دیا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اس کے لئے آپ کرنل ترپاٹھی سے بات کر لیں۔ اگر آپ ان سے کہیں گے تو وہ یقیناً آپ کی مدد کریں گے۔''۔۔۔۔۔۔ راجیش ورما نے کہا۔

''کرنل ترپاٹھی سے۔ اوہ مگر۔ میں اس سے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ اس کا تو میرے پاس کوئی رابطہ نمبر بھی نہیں ہے۔'' کرنل یادیو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میرے پاس اس کا ایک نمبر ہے باس۔''۔۔۔۔۔۔راجیش ورما نے کہا۔

''اوہ۔ گڈ۔ ویری گڈ۔ کہاں ہے وہ نمبر۔ مجھے بتاؤ۔ میں کرنل ترپاٹھی سے بات کروں گا۔''۔۔۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا تو راجیش ورما نے جیب سے ایک انڈیکس بک نکالی جبکہ کرنل یادیو نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ پھر اس نے راجیش ورما کا بتایا ہوا نمبر ملایا۔

''یس۔''۔۔۔۔۔۔ رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"کرنل یادیو سپیشل گروپ آف کافرستان سیکرٹ سروس بول رہا ہوں جناب۔" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنتے ہی کرنل یادیو نے انتہائی مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"سپیشل گروپ۔ کیا مطلب۔" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ کافرستان سیکرٹ سروس میں حال ہی میں ایک نیا گروپ بنایا گیا ہے۔ زیرو اسکواڈ۔ یہ اسکواڈ میرے انڈر ہے۔" ـــــ کرنل یادیو نے کہا۔

"کیوں فون کیا ہے۔" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت اپنے اسکواڈ کے ساتھ وائٹ کلب میں ہوں۔" کرنل یادیو نے کہا اور پھر وہ کرنل ترپاٹھی کو وائٹ کلب کی موجودہ سچوئیشن کی تفصیلات بتانے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ رام ویر ایک پاکیشیائی ایجنٹ سے مار کھا گیا ہے۔ رام ویر کے سامنے تو آج تک بڑے سے بڑا سورما ایک لمحے سے زیادہ نہیں ٹھہر سکا اور تم کہہ رہے ہو کہ ایک پاکیشیائی ایجنٹ نے بلیک ڈان بن کر رام ویر کو چت کر دیا تھا۔" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ پاکیشیائی ایجنٹ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ رام ویر صاحب کے دفتر میں ہے۔ رام ویر صاحب نے اندر سے دفتر سیلڈ

کیا ہے۔ وہ تینوں بے حد خطرناک انسان ہیں۔ اگر رام ویر صاحب سے الگ نہ کیا گیا تو وہ انہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔" کرنل نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ۔ رام ویر کی جان خطرے میں ہے۔ اوہ۔ بیڈ نیوز۔ تم انتظار کرو۔ میں رام ویر سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے رام ویر کو اصل صورتحال کا علم ہو گا تو وہ ان ایجنٹوں کو خود ہی تمہارے حوالے کر دے گا۔" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بات کر لیں۔ میرا نمبر آپ کی سکرین پر فلیش ہو گیا ہو گا۔ اگر ضرورت پڑے تو مجھے کال کر لیجئے گا۔" ـــــ کرنل نے کہا۔

"اوکے۔" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"ہمارا اسکواڈ ہر جگہ پیش قدمی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور ہم چاہیں ایک لمحے میں خاک میں ملا سکتے ہیں۔ مگر چیف نے پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر کی طرح تیسری ہستی کرنل ترپاٹھی سے ہمیں دور رہنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ نہ جانے کیا بلا ہے اور اسے اس قدر اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔" ـــــ فون ہوتے ہی کرنل یادیو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کرنل ترپاٹھی کے نام کا ہوا پورے کافرستان میں پھیلا ہے۔ مگر وہ کون ہے۔ اور اس کی اہمیت کیا ہے اس کے بارے میں

کوئی نہیں جانتا۔" ——— راجیش ورما نے کہا۔

"تم سب اپنی پوزیشنیں سنبھال لو۔ ہوسکتا ہے رام ویر کرنل ترپاٹھی کی بات مان جائے اور رام ویر ان تینوں کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے ڈور اوپن کر دے۔" ——— کرنل یادیو نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے اپنے مسلح افراد کو حکم دیتے ہوئے کہا تو وہ سب حرکت میں آ گئے اور انہوں نے دو اطراف میں پھیل کر دروازے کی طرف مشین گنیں تان لیں۔ تقریباً پندرہ منٹوں بعد کرنل یادیو کے سیل فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک پڑا۔ سکرین پر کرنل ترپاٹھی کا نمبر دیکھ کر اس نے فوراً او کے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"یس سر۔ کرنل یادیو ہیئر۔" ——— کرنل یادیو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل۔ تم نے ٹھیک کہا تھا۔ رام ویر کی زندگی واقعی خطرے میں ہے۔" ——— دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔" ——— کرنل یادیو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے رام ویر سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کسی طرح بھی اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ تب میں نے رام ویر کو چیک کرنے کے لئے ایک ویژنل سسٹم آن کیا۔ اس ویژنل سسٹم کے تحت میں رام ویر کو اس کے آفس میں دیکھ سکتا تھا۔ ویژنل سکرین پر میں نے رام ویر کو بے ہوش دیکھا۔ وہ تینوں پاکیشیائی ایجنٹ اسے خفیہ راستے

سے بے ہوشی کی حالت میں نکال کر لے جا رہے تھے۔" ——— دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"خفیہ راستہ۔ اوہ۔ کیا وہ کسی خفیہ راستے سے نکل گئے ہیں۔" کرنل یادیو نے ایک بار پھر اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تہہ خانے کے نیچے رام ویر نے ایک چار کلومیٹر لمبی سرنگ بنوا رکھی ہے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں وہاں سے نکلا جا سکے۔ سرنگ میں ایک تیز رفتار کار بھی ہے۔ تم فوراً حرکت میں آ جاؤ کرنل۔ میں تمہیں اس کار کا نمبر، ماڈل اور اس میں لگے سپیشل ٹریکر کا کوڈ بتا دیتا ہوں۔ میں اس کار کو کرشن نگر کی طرف جانے والے راستے کی طرف جاتا دیکھ رہا ہوں۔ تم فوراً ان کے پیچھے جاؤ۔ اور جیسے بھی ہو انہیں کور کرو۔ یاد رکھنا ان کے قبضے میں میرا بھائی رام ویر بھی ہے۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا تم نے کیا کرنا ہے یہ تم جانتے ہو۔ مگر میرے بھائی کو کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ وہ ہر صورت میں مجھے زندہ چاہئے۔ سمجھ گئے تم۔" کرنل ترپاٹھی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے بھائی کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں ان ایجنٹوں کو گرفتار یا ہلاک کر کے کسی بھی طرح ان کے قبضے سے آپ کے بھائی رام ویر کو بچا لوں گا۔" ——— کرنل یادیو نے کہا۔

"گڈ۔ اب دیر مت کرو اور فوراً ان کے پیچھے جاؤ۔ اگر وہ ہاتھ سے نکل گئے تو ان تک پہنچنا محال ہو جائے گا۔" ——— دوسری طرف

سے کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"یس سر۔ تھینک یو سر۔ آپ نے مجھ ناچیز کے ساتھ تعاون کر کے بے پناہ احسان کیا ہے سر۔ تھینک یو۔ تھینک یو ویری مچ۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے خوشامدانہ لہجے میں کہا مگر دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔

"چلو۔ جلدی کرو۔ وہ لوگ یہاں سے نکل گئے ہیں۔ فوراً ان کے پیچھے جاؤ۔ وہ کرشن نگر جانے والے راستے پر ہیں۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو وہ سب بھاگتے ہوئے کلب سے نکلتے چلے گئے۔ کرنل یادیو نے فوراً فون کر کے ہیلی کاپٹر کا اسکواڈ وہاں بلا لیا اور پھر وہ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر خود بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔

ہیلی کاپٹر دوسرے ہیلی کاپٹروں کے ساتھ اڑتا ہوا سڑک کے متوازی آ گیا تھا۔ کرنل یادیو دوربین سے سڑک پر آتی جاتی کاروں کو بغور دیکھ رہا تھا۔ پھر اسے دور وہ کار نظر آ گئی جس کے ماڈل اور نمبر کے بارے میں کرنل تر پاٹھی نے اسے بتایا تھا۔

"کیپٹن۔ دوسرے ہیلی کاپٹر والوں سے کہو کہ وہ چند کلومیٹر آگے چلے جائیں اور آگے جا کر مسلح افراد کو اتار کر ہیلی کاپٹر سڑک پر لا کر سڑک بلاک کر دیں۔ جلدی۔"۔۔۔ کرنل یادیو نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور تو وہ اپنے ٹرانسمیٹر پر دوسرے ہیلی کاپٹر کے پائلٹوں کو ہدایات دینے لگا۔ دوسرے لمحے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر جن میں مسلح

افراد بھرے ہوئے تھے دائیں بائیں مڑ گئے اور پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ سڑک کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کا ہیلی کاپٹر مطلوبہ کار کے اوپر آ گیا تھا۔

"ہیلی کاپٹر نیچے لا کر اس کار کی دائیں طرف لے جاؤ"۔ کرنل یادیو نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر نیچے لانا شروع کر دیا اور پھر وہ کار کے دائیں طرف آ کر بالکل سڑک کے ساتھ ساتھ اڑنے لگا۔ اب کرنل یادیو کار میں موجود تین افراد کو واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کے قریب اسے ایک لمبا تڑنگا دیو قامت انسان بے ہوش پڑا دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ۔ یہ بے ہوش آدمی یقیناً رام ویر ہے۔ کرنل تر پاٹھی کا بھائی"۔ کرنل یادیو نے کہا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا ایک مائیک ہاتھ میں لے لیا۔ اور ایک آدمی نے بڑا سا مائیکرو کھڑکی سے باہر نکال دیا۔

"ہیلی کاپٹر کی گن کا رخ اس کار کی طرف کر کے ذرا سا اوپر اٹھا دو"۔۔۔ کرنل یادیو نے پائلٹ سے کہا تو پائلٹ نے ایک بٹن پریس کر کے ایک لیور کو گھمانا شروع کر دیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی سکرین تھی۔ جس پر ایک گن کا خاکہ بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا اور گن کے نیچے ایک کار کا خاکہ بھی نظر آ رہا تھا۔

"یاد رہے۔ جب میں فائرنگ کا کہوں تو گن سے فائرنگ ضرور ہو مگر گولیاں کار کو نہیں لگنی چاہئیں۔ اس کار میں مجرموں کے ساتھ ہمارا ایک اہم آدمی بھی ہے۔ ہمیں ہر صورت اسے ان مجرموں سے بچانا

ہے۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا۔

''میں سمجھ گیا سر۔ ایسا ہی ہو گا۔''۔۔۔۔ پائلٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ میں کرنل یادیو ہوں۔ تم مکمل طور پر ہماری زد میں ہو۔ اگر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو کار روک دو اور خود کو سرنڈر کر دو۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے مائیک میں بری طرح سے چیختے ہوئے کہا مگر عمران جیسے اس کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا۔

''عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کار روک دو۔ ورنہ تم ہٹ کر دیئے جاؤ گے۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے پہلے سے زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور اسے انگوٹھا دکھایا۔ جسے دیکھ کر کرنل یادیو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''تم شاید مذاق سمجھ رہے ہو عمران۔ روک لو کار۔ ورنہ کار کے ساتھ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔'' کرنل یادیو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ جواب میں نوجوان نے اس کی طرف دو انگلیاں کھول کر وکٹری کا نشان بنا کر اپنی طرف اشارہ کیا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ وکٹری اسی کی ہے۔

''لگتا ہے۔ تم ایسے نہیں مانو گے۔ ٹھیک ہے۔ میں تین تک گنوں گا۔ میرے تین کہنے تک اگر تم نے کار نہ روکی تو میں فائرنگ کر دوں گا۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے گرجتے ہوئے کہا۔ مگر عمران کے سر پر

ں تک نہیں رینگی تھی۔ بلکہ اس نے اچانک کار کی سپیڈ بڑھا دی
ر کار کی سپیڈ بڑھتے دیکھ کر ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے بھی اپنی
ڑھا دی اور وہ بھی کار کے ساتھ ساتھ پرواز کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر
یادیو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

ایک۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے چیخ کر کہا۔ مگر اس بار عمران نے
ھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

دو۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے اور اونچی آواز میں کہا۔ لیکن اس
ی عمران نے اس کی طرف توجہ نہ دی تھی۔

''تین۔ فائر۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بری طرح سے چیخ کر کہا
ئلٹ نے فائرنگ بٹن پر یکلخت انگوٹھا پریس کر دیا۔ اسی لمحے ہیلی
ر کے نیچے لگی مشین گن سے بے شمار شعلے نکلے اور کار کی چھت کے
اوپر سے گزرتے چلے گئے۔

''ہونہہ۔ یہ ڈھیٹ انسان ہے۔ آسانی سے ڈرنے والوں میں سے
ں ہے۔ روک دو فائرنگ۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے کہا تو پائلٹ
فوراً فائرنگ بٹن سے انگوٹھا اٹھا لیا۔ عمران کے چہرے پر اسے معمولی
ھی خوف یا پریشانی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ بڑے اطمینان
ے انداز میں کار ڈرائیو کر رہا تھا جیسے اس نے فائرنگ کی آواز سنی
نہ ہو۔

''اب کار کو اپنے ٹارگٹ میں لے لو۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے
کچھ سوچ کر کہا تو پائلٹ نے ایسا ہی کیا۔ سکرین پر نظر آنے والی کار

کے خاکے کے گرد سرخ باکس سا بن گیا تھا اور فلیش ہونے لگا تھا۔

''عمران۔ میں نے وارننگ کے طور پر فائرنگ کی تھی مگر تم کار نہیں روک رہے۔ اب تمہاری کار فائرنگ رینج پر ٹارگٹ ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں روک لو کار۔ ورنہ اس بار کار کے ساتھ تمہارے بھی پرخچے اڑ جائیں گے۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے ایک بار پھر مائیک پر چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے کرنل یادیو نے اس کے ہاتھ میں راکٹ گن دیکھی۔ عمران نے راکٹ گن کا رخ یکلخت ہیلی کاپٹر کی طرف کر دیا۔

''راکٹ گن۔ اوہ۔ اوہ۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاؤ جلدی۔''۔۔۔۔ کرنل یادیو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ پائلٹ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھاتا۔ اچانک انہوں نے راکٹ گن سے شعلہ سا نکل کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ راکٹ کو اپنی طرف آتا دیکھ کر کرنل یادیو کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

عمران نے گن کی نال کا رخ دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا اس کی کار ٹارگٹ پر نہیں ہے۔ اگر فائرنگ ہوئی بھی تو گولیاں اس کی کار کے اوپر سے گزر جائیں گی۔ پھر وہی ہوا۔ مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ فائرنگ ہوئی اور گولیاں اس کی کار کی چھت کے اوپر سے نکلتی چلی گئیں۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار ڈرائیو کرتا رہا۔ اس نے کرنل یادیو کے چہرے پر جھلاہٹ دیکھی تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کی مشین گن ایک بار پھر حرکت میں آئی اور اب اس کے دہانے کا رخ کار کی طرف ہو گیا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ اب وہ ٹارگٹ پر ہے۔

''عمران۔ میں نے وارننگ کے طور پر فائرنگ کی تھی۔ مگر تم کار نہیں روک رہے۔ اب تمہاری کار فائرنگ رن پر ٹارگٹ ہے۔ روک لو کار۔ ورنہ اس بار کار کے ساتھ تمہارے بھی پرخچے اڑ جائیں گے۔

کرنل یادیو کی ایک بار پھر چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ تو عمران نے فوراً گود میں پڑی ہوئی راکٹ گن اٹھائی اور اس کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر دیا۔ راکٹ گن والا ہاتھ جیسے ہی اس نے کھڑکی سے باہر نکالا اس نے کرنل یادیو کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچتے دیکھی۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا مگر عمران نے ذرا سا ہاتھ ترچھا کر کے گن کا ایک سوئچ نما بٹن پش کر دیا۔ گن سے راکٹ شعلے برساتا ہوا نکلا اور عین ہیلی کاپٹر کے نیچے سے نکلتا چلا گیا اور دور جا کر کھیت میں جا گرا۔ کھیت میں زور دار دھماکہ ہوا اور وہاں شعلے سے بلند ہوتے دکھائی دیئے۔ کرنل یادیو نے ہیلی کاپٹر بلند کر لیا تھا اور وہ مڑ کر تیزی سے دور ہٹتا جا رہا تھا۔ جس طرح کرنل یادیو نے جان بوجھ کر اس کی کار کو نشانہ نہیں بنایا تھا اسی طرح عمران نے بھی محض اسے ڈرانے کے لئے راکٹ فائر کیا تھا۔

''ٹائیگر۔ عقبی شیشہ توڑ دو اور ناٹران تم فرنٹ سکرین توڑ دو۔''

عمران نے کہا تو ٹائیگر نے مشین گن کا بٹ مار کر عقبی شیشہ توڑ دیا۔ اسی طرح ناٹران نے فرنٹ سکرین توڑ دی۔ سامنے سڑک پر بے شمار مسلح افراد نے پوزیشنیں سنبھال رکھی تھیں۔ اور ان کے پیچھے چھ کے چھ ہیلی کاپٹر ایک سیدھ میں سڑک پر کھڑے تھے۔ ان کے پر مسلسل گردش میں تھے۔

''میں مسلح افراد کے قریب جا کر کار کو تیزی سے گھماؤں گا۔ جیسے ہی کار ان مسلح افراد کے قریب پہنچے۔ تم دونوں فائرنگ شروع کر دینا۔ میں راکٹ گن سے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بناؤں گا۔''۔۔۔۔۔ عمران نے

ایات دیتے ہوئے کہا تو ناٹران نے اپنی مشین گن کی نال رڈ پر رکھ دی جبکہ ٹائیگر نے اپنی مشین گن ٹوٹے ہوئے عقبی کے فریم سے لگا دی تھی۔

ر تیز رفتاری سے سڑک پر موجود مسلح افراد کی طرف بڑھتی چلی جا ۔ لیکن وہ ابھی تک خاموش تھے۔ کسی نے ان پر فائرنگ نہیں کی ار کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہو رہا تھا اور مسلح افراد شاید اس حکم کے منتظر ہ کب انہیں کہا جائے تو وہ تیز رفتاری سے آنے والی کار پر کے دھانے کھول دیں۔ جوں جوں کار ان کے قریب آ رہی تھی۔ بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

ب کار ان سے تقریباً چند سو گز کے فاصلے پر تھی اور پھر ان میں راتفری سی پھیل گئی۔ تیز رفتار کار کو تیزی سے اپنی طرف آتے انہوں نے دائیں بائیں ہوتے ہوئے اچانک کار پر فائرنگ کر دی۔ لیکن وہ چونکہ افراتفری میں فائرنگ کر رہے تھے اس ر ان کی فائرنگ کی زد میں نہیں آئی تھی۔

کار جیسے ہی ان کے قریب پہنچی۔ عمران نے بریک پیڈل پر پاؤں سٹیرنگ دائیں طرف موڑ دیا۔ دوسرے لمحے کار کے ٹائر زور سے ئے اور دوسرے لمحے کار سڑک پر کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومتے ان مسلح افراد کی طرف گھستی چلی گئی۔

فائر۔''۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ناٹران اور ٹائیگر نے اتھ فائرنگ شروع کر دی۔ اور مسلح افراد ان کی فائرنگ سے اپنے

ہی خون میں نہاتے موت کا رقص کرتے گرتے چلے گئے۔ لٹو کی طرح گھومتی ہوئی کار سے گولیاں جیسے چاروں طرف برسنے لگیں اور رہی سہی کسر گھومتی اور گھسٹتی ہوئی کار نے پوری کر دی۔ کار سڑک پر ادھر ادھر بھاگتے ہوئے مسلح افراد سے ٹکرا کر انہیں اچھال اچھال کر پھینک رہی تھی اور ناٹران اور ٹائیگر کی فائرنگ سے وہ بھی گولیوں کی زد میں آ کر تڑپ تڑپ کر گر رہے تھے۔ کچھ کار کے نیچے آ کر کچلے گئے تھے۔ عمران بار بار بریک چھوڑ کر کار کی رفتار بڑھاتا ہوا بریک پر بریک لگا رہا تھا جس سے کار مسلسل گھومتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ ہر طرف تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

سڑک پر کھڑے ہیلی کاپٹروں کے پائلٹس کار کو اس طرح گھوم کر ہیلی کاپٹروں کی طرف آتے دیکھ کر شاید بوکھلا گئے تھے۔ انہوں نے فوراً ایک ساتھ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھانے شروع کر دیئے تھے۔ پھر جیسے ہی ایک ہیلی کاپٹر گھوم کر کھیتوں کی طرف ہوا عمران نے اس ہیلی کاپٹر کا نشانہ لے کر راکٹ گن کا بٹن دبا دیا۔ گن سے راکٹ نکل کر برق رفتاری سے اس ہیلی کاپٹر سے جا ٹکرایا۔ ہولناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر پھٹ کر آگ کے شعلے برساتا ہوا کھیتوں میں گرتا چلا گیا۔ پھر عمران نے فوراً گھومتی ہوئی کار کو کنٹرول کرتے ہوئے اسے سیدھا کیا اور دوسرے لمحے اس کی کار آندھی اور طوفان کی سی رفتار سے ان اٹھتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئی۔

ناٹران اور ٹائیگر کھیتوں میں اور سڑک کے کناروں کی طرف بھاگتے

سلح افراد پر مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ اسی لمحے عمران نے ۔ڈیو کا گن شپ ہیلی کاپٹر سامنے سے آتا دیکھا۔ جو شاید آگے جا ک کے متوازی آ کر ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ دوسرے لمحے اس ٹر کے نیچے سے آگ کے شعلے نکلتے دکھائی دیئے اور سڑک وں کی ایک لکیر سی بنتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی۔

ران نے راکٹ گن ایک طرف رکھی اور ناٹران کی گود میں پڑی وں کی راکٹ گن اٹھا لی۔ اسی لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر کے نیچے یک میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے ان کی کار کی طرف بڑھنے ران کی نظریں اس میزائل پر گڑی ہوئی تھیں۔ میزائل شعلے برساتا انی برق رفتاری سے آ رہا تھا اور پھر وہ جیسے ہی کار کے نزدیک مران نے کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سٹیرنگ کو دائیں کرتے ہوئے ایک لمحے کے لئے بریک پیڈل فل دبا کر چھوڑ ر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور کار کے دائیں طرف کے دونوں ٹائر ٹھتے چلے گئے اور کار بائیں طرف جھک گئی۔ اسی لمحے میزائل س کی کار کے دائیں طرف سے نکلتا چلا گیا اور پھر سڑک پر جا کر گیا۔ ہولناک دھماکے کے ساتھ کناروں پر موجود بچے کھچے زخمی فراد کے بھی ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔

سرے لمحے ہیلی کاپٹر فائرنگ کرتا ہوا ان کے اوپر سے گزر گیا۔ ے کار ترچھی کرنے کی وجہ سے کار فائرنگ کی زد سے بھی بچ گئی یلی کاپٹر کے اوپر سے گزرتے ہی عمران نے کار کو بریک لگائے

اور اسے ایک بار پھر پوری قوت سے گھما کر روک لیا۔ اب کار مڑ کر اس رخ پر آ گئی تھی کہ گن شپ ہیلی کاپٹر انہیں سڑک کے اوپر اڑتا جاتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے فوراً راکٹ گن والا ہاتھ اونچا کیا۔ اور ایک بٹن پش کر دیا۔ گن سے راکٹ نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے اس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نے دائیں طرف مڑنا ہی چاہا تھا کہ راکٹ اس کی ٹیل سے جا ٹکرایا۔ اور ماحول ہولناک دھماکے سے گونج اٹھا اور گن شپ ہیلی کاپٹر کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو نشانہ بناتے ہی کار واپس موڑی اور فل سپیڈ میں چھوڑتے ہوئے نہایت تیز رفتاری سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

سڑک پر ہر طرف آگ اور خون کی بارش ہو رہی تھی اور فضا دھویں سے بھر گئی تھی۔ مسلح افراد کے تو ان کے پیچھے آنے کے چانس ہی نہ تھے البتہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر اب بھی ان کے پیچھے تھے۔ مگر اب وہ سڑک کے دائیں بائیں کافی فاصلے پر اڑتے ہوئے آ رہے تھے اور ان کا فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ عمران انہیں راکٹ گن سے نشانہ نہیں بنا سکتا تھا۔

"اب یہ ہمارے نزدیک آنے کی غلطی نہیں کریں گے۔" عمران نے کہا۔ ٹائیگر اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کار تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا تقریباً ایک گھنٹے سے بھی کم وقفے میں ایک بڑے شہر میں داخل ہو گیا۔ ناٹران اسے راستہ بتاتا جا رہا تھا۔ جلد ہی وہ شہر کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئے۔ پھر عمران نے ایک جگہ کار چھوڑ دی اور پھر وہ مختلف ٹیکسیوں میں ہوتے ہوئے ایک نئی اور زیر تعمیر کالونی

میں آ گئے۔ شہر کی بھول بھلیوں میں آتے ہی ہیلی کاپٹر زیادہ بلندی ہونے کی وجہ سے ان کا پیچھا چھوڑ چکے تھے۔ اور ویسے بھی وہ ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر تھے۔ فائٹر تو تھے نہیں جو اسلحے سے لیس ہوتے۔

بے ہوش رام ویر کو ٹیکسیوں میں وہ ایک بیمار ساتھی کی حیثیت سے لے جا رہے تھے۔ کالونی میں داخل ہوتے ہی انہوں نے ٹیکسی چھوڑ دی۔ اور پھر وہ ناٹران کے ساتھ ایک تنگ گلی میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر نے رام ویر کو اٹھا کر کاندھوں پر ڈال لیا تھا۔ یہ چونکہ نئی اور زیر تعمیر کالونی تھی اس لئے انہیں وہاں دور دور تک کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ناٹران انہیں ایک فرنشڈ کوٹھی میں لے آیا۔ کوٹھی میں ضرورت کا تمام سامان موجود تھا۔ وہاں ایک تہہ خانہ بھی تھا۔ جس کا راستہ ایک کمرے سے گزر کر جاتا تھا۔ ٹائیگر عمران کی ہدایات پر رام ویر کو تہہ خانے میں لے گیا۔ اور عمران خود سٹنگ روم میں آ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ جہاں ناٹران موجود تھا۔

"ہم نے مسلح افراد پر حملہ کر کے انہیں شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اب شاگل کافرستان کی ساری فوج لے کر ہم پر چڑھ دوڑے گا۔" ناٹران نے عمران کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔" ——— عمران نے سر جھٹک کر کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر اوپر آ گیا۔

"میں نے رام ویر کو ایک کرسی سے باندھ دیا ہے۔" ——— اس

نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک کیا ہے۔ ناٹران پورچ میں تمہاری ایک کار موجود ہے۔ تم جاؤ اور کھانے پینے کے لئے کچھ لے کر آؤ۔ میں اتنی دیر میں رام ویر سے بات کرتا ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا تو ناٹران اثبات میں سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"ہوش تو نہیں آیا اسے۔" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"نہیں۔" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اسے جا کر ہوش میں لاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا تو ٹائیگر بھی سر ہلا کر نکل گیا۔ عمران کچھ دیر وہاں بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنی ایک خفیہ جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک قلم نما آلہ نکالا اور اسے کھول لیا۔ اس نے قلم کی نب سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھی اور نب کو آہستہ آہستہ پریس کرنے لگا۔ اسی لمحے نب کا رنگ نیلا ہو گیا اور اس کا پچھلا حصہ یکلخت کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ اور اس کھلے ہوئے حصے میں سے ایک چھوٹا سا مائیک سا نکل کر باہر آ گیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔" عمران نے قلم کے دائیں طرف ایک چھوٹے سے بٹن کو پریس کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ نمبر ٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے۔ کہاں تک پہنچی ہو۔ اوور۔" ـــــ عمران نے

جولیا کی آواز سن کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم اپنی منزل کے قریب ہیں اور جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے محتاط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ میں تمہاری کامیابی کی رپورٹ کا منتظر ہوں۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس تم جلد سے جلد اپنا کام مکمل کرو۔ میں بھی جلد ہی اپنا کام ختم کر لوں گا۔ اوور۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"او کے۔ اوور۔" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے کہا۔

"او کے۔ اوور اینڈ آل۔" ـــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے انتہائی جدید اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس نے جان بوجھ کر لمبی چوڑی بات نہیں کی تھی۔ وہ صرف ان کی خیریت دریافت کرنا چاہتا تھا۔ اس نے قلم کی نوک ایک بار پھر میز کی سطح پر رکھ کر دوبارہ پریس کی تو مائیک خود بخود اندر چلا گیا اور قلم کا پچھلا حصہ گھوم کر بند ہو گیا۔ عمران نے اس کا کیپ چڑھایا اور اسے دوبارہ اپنی خفیہ جیب میں ڈالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ سٹنگ روم سے نکل کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے تہہ خانے کی طرف راستہ جاتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ تہہ خانے میں تھا۔ ٹائیگر رام ویر کو ہوش میں لے آیا تھا اور رام ویر ایک کرسی پر بندھا غصے سے ادھر ادھر سر مار رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے بلیک ڈان۔ جب میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا تھا تو تمہیں یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔" ـــــ اس

نے عمران کو دیکھتے ہی پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"ارے۔ ارے ۔تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو رہے ہو۔ میں نے تم سے کب کہا ہے کہ میں تمہارا دوست نہیں ہوں۔" ------ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھی دوستی ہے۔ نہ جانے تم مجھے کلب سے اٹھا کر کہاں لے آئے ہو اور پھر تم نے مجھے باندھ بھی رکھا ہے۔ آخر کیوں۔" رام ویر نے سر جھٹک کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میں تمہیں کلب سے تمہاری جان بچا کر لایا ہوں رام ویر۔ اگر میں تمہیں وہاں سے غائب نہ کرتا تو اب تک کلب کے ساتھ ساتھ تمہارے ٹکڑے بھی اڑ گئے ہوتے۔" ------ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رام ویر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا ہے تم نے۔ کلب کے ساتھ میرے ٹکڑے اڑ گئے ہوتے۔" ------ رام ویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں یہی بتانے کے لئے تمہارے پاس آیا تھا۔ ایکریمیا میں ایک قاتلوں کا گروپ ہے۔ سٹار کلرز۔ اس کے سربراہ کا نام جیکسن ہے۔ اس تنظیم میں میرا ایک آدمی بھی شامل ہے۔ اس نے مجھے اطلاع دی تھی کہ سٹار کلرز کو کافرستان کے ایک اہم آدمی نے کرنل ترپاٹھی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا ہے۔ اور سٹار کلرز اسے ہلاک کرنے کے لئے کافرستان روانہ بھی ہو چکے ہیں۔ تمہیں شاید نہیں معلوم کہ کرنل ترپاٹھی

سے میرے پرانے تعلقات ہیں۔ اس کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ میں اسے بے حد پسند کرتا ہوں۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ سٹار کلرز اس کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن چونکہ میرے پاس کرنل ترپاٹھی کے ساتھ رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا اس لئے میں فوری طور پر ایک چارٹرڈ طیارے سے یہاں پہنچ گیا۔ ایک ملاقات کے دوران کرنل ترپاٹھی نے مجھے بتایا تھا کہ اگر میں کبھی کافرستان آؤں تو اس سے ضرور ملاقات کروں اور اس سے ملاقات کا ذریعہ وائٹ کلب کا رام ویر ہے۔ میں اسے بتاؤں گا تو وہ خود ہی مجھے اس تک پہنچا دے گا۔

چنانچہ میں اس ٹپ کے طور پر وائٹ کلب پہنچ گیا۔ کلب میں تمہارے آدمیوں نے میرے ساتھ بدتمیزی سے بات کرنے کی کوشش کی۔ اور تم جانتے ہو بلیک ڈان اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ ان کو ہلاک کرتے ہوئے میرے دماغ پر وحشت سی طاری ہو چکی تھی۔ اسی لئے میں اس وقت وہاں آنے کا مقصد بھول گیا تھا اور میں تم پر بھی ہاتھ اٹھا بیٹھا۔ پھر تم مجھے اپنے آفس میں لے گئے۔ پھر تمہارے پاس کسی یادیو کی کال آئی۔ تم شاید کسی اور یادیو کو جانتے ہوگے۔ مگر مجھے میرے مخبر نے بتایا تھا کہ سٹار کلرز کا سربراہ جیکسن کسی یادیو نامی آدمی کا بھیس بدل کر کافرستان گیا ہے۔ میں اس کی آواز پہچانتا تھا۔ گو میں نے فون پر اس کی بے حد مدہم آواز سنی تھی مگر میں اس کی آواز لاکھوں کروڑوں میں پہچان سکتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ تم اس سے مزید باتیں کرتے اور وہ تمہیں اپنے جال میں پھنسا کر کرنل ترپاٹھی تک پہنچ جاتا۔

میں نے تمہیں بے ہوش کرا دیا۔ اس کے لئے ظاہر ہے میرے ساتھی نے فوری طور پر تمہارے سر پر ہی وار کرنا تھا۔ تمہارے بے ہوش ہوتے ہی میں نے رسیور تمہارے ہاتھ سے پکڑ لیا تھا۔ پھر میں نے اس نقلی یادیو سے بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کے آدمیوں نے وائٹ کلب کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اس نے کلب کے اطراف میں ڈائنا مائیٹ لگا دیئے ہیں۔ اگر میں نے اسے کرنل ترپاٹھی کا پتہ نہ بتایا تو وہ ڈائنا مائیٹ سے اس کلب کو اڑا دے گا۔ تمہارے انکار پر اس نے کلب اڑانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگانی تھی۔

کرنل ترپاٹھی کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی کو بھی شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا اور میں جانتا تھا کہ اگر اس نے مجھے وہاں دیکھ لیا تو وہ اس کلب کو اڑانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرے گا۔ اس لئے میں نے اور میرے ساتھیوں نے فوراً تمہارے کلب کا خفیہ راستہ تلاش کیا اور پھر ہم تمہیں وہاں سے نکال کر لے آئے۔ اور رام ویر تمہیں یہ سن کر یقیناً افسوس ہو گا کہ ہمارے وہاں سے نکلنے کے ٹھیک پندرہ منٹوں بعد جب جیکسن کو تمہاری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ریموٹ کنٹرول سے تمہارا کلب اڑا دیا تھا''۔۔۔۔ عمران یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''۔۔۔۔ عمران کی ساری باتیں سن کر رام ویر نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اگر تمہارے پاس فون ہے تو بے شک اپنے کسی ساتھی کو

فون کر کے معلوم کر لو۔ جس جگہ تمہارا کلب تھا وہاں اب ملبے کے ڈھیر کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کلب میں تمہارے جتنے آدمی تھے۔ وہ سب کے سب ہلاک ہو چکے ہیں''۔۔۔۔ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مگر جیکسن کو میرے بھائی سے کیا دشمنی ہے۔ وہ اسے کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے''۔۔۔۔ رام ویر نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تمہارا بھائی۔ کیا مطلب۔ کیا کرنل ترپاٹھی تمہارا بھائی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہ میرا بڑا بھائی ہے''۔۔۔۔ اس نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ کرنل یادیو کیوں اس پر فوری طور پر حملہ کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ کار کے متعلق اسے یقیناً کرنل ترپاٹھی نے ہی بتایا ہو گا اور اس نے کرنل یادیو کو ہدایات دی ہوں گی کہ وہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کرے اور ان کے قبضے سے اس کے بھائی کو چھڑائے۔

''جیکسن کی تمہارے بھائی سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ تو کرائے کا قاتل ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ کافرستان کے کسی اہم آدمی نے اسے ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا ہے اور اس کے لئے جیکسن کو بہت بڑا معاوضہ دیا گیا ہے''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہے وہ آدمی۔ مجھے بتاؤ۔ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دوں گا۔ اس کے سارے خاندان کو زندہ جلا دوں گا۔ کسی میں اتنی

جرأت ہے کہ وہ میرے بھائی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ اور اس کی وجہ سے میرا کلب بھی تباہ ہو گیا ہے۔ میرے بے شمار آدمی مارے گئے ہیں۔ میں ان سب کا اس سے بھیانک انتقام لوں گا۔ مجھے بتاؤ۔ کون ہے وہ۔" ـــــ رام ویر نے یکلخت بھڑکتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام میں کرنل ترپاٹھی کو بتاؤں گا کیونکہ وہ ہٹ پر ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔ مجھے بتانے میں کیا حرج ہے۔" ـــــ رام ویر نے کہا۔

"میں نے تمہیں یہ بھی تو بتایا ہے کہ کرنل ترپاٹھی کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ اس آدمی کا نام بتا کر میں اپنے احسانوں کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ وہ ایک بہت بڑا سرکاری آدمی ہے۔ اس سرکاری آدمی پر اس سے بڑا سرکاری آدمی ہی ہاتھ ڈال سکتا ہے اور یہ کام تمہاری بہ نسبت خود کرنل ترپاٹھی زیادہ آسانی سے کر سکے گا۔ تم مجھے بس اس کا کوئی فون نمبر دے دو۔ میں خود ہی اس سے بات کر لوں گا۔ پھر وہ جیسا کہے گا ویسا ہی کریں گے۔" ـــــ عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"فون نمبر۔ اوہ۔ مگر میں تمہیں اس کا فون نمبر کیسے دے سکتا ہوں۔ اس نے اپنا فون نمبر کسی کو بھی دینے سے مجھے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ اگر اسے معلوم ہو گیا کہ اس کا فون نمبر میں نے تمہیں دیا ہے تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔" ـــــ رام ویر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میری آواز سن کر وہ ناراض نہیں بلکہ خوش ہو گا اور پھر میں نے جو خبر دینی ہے اسے سن کر وہ بھلا تم سے کیسے ناراض ہو سکتا ہے۔ مت کرو رام ویر۔ جیکسن ابھی آزاد ہے۔ وہ بے حد چالاک اور خطرناک انسان ہے۔ کسی نہ کسی طرح وہ کرنل ترپاٹھی تک پہنچ جائے گا ایسا نہ ہو کہ کرنل ترپاٹھی بے خبری میں اس کے ہاتھوں مارا جائے۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ میں تمہیں فون نمبر بتا دیتا ہوں۔ تم فوراً اس سے بات کر لو۔ اور اسے میرے بارے میں بھی بتا دو کہ میں خیریت سے ہوں۔ کلب کی تباہی کا سن کر وہ یقیناً پریشان ہو رہا ہو گا۔ اور یہی سوچ رہا ہو گا شاید میں بھی اس کلب میں ہلاک ہو گیا ہوں۔ میرے زندہ ہونے کی خبر سن کر وہ بے حد خوش ہو گا۔" ـــــ رام ویر نے کہا۔ اس نے ایک فون نمبر عمران کو بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسے ابھی فون کر کے آتا ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"ارے۔ مگر مجھے تو کھول دو۔ تم میرے اور میرے بھائی کے اتنے خیر خواہ ہو تو پھر تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے۔" رام ویر جیسے اچانک عقل آ گئی۔

"ہوش میں آنے کے بعد شاید تم میری کوئی بھی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوتے اور فوراً خود کو اس جگہ پر دیکھ کر بھڑک جاتے اس لئے تمہیں میرے ہی کہنے پر باندھا گیا ہے تاکہ تم آرام سے میری بات

سن سکو اور سمجھ سکو۔'' ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔ اب تو کھول دو مجھے۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور کرنل ترپاٹھی سے خود بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔'' ـــــــ رام ویر نے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ میں تمہیں خود کھولتا ہوں۔'' عمران نے کہا اور دوبارہ اس کے قریب آ گیا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ ایک پٹاخہ سا اس کی کنپٹی پر چھوٹا اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

''آؤ۔'' ـــــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران خاموش کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا باس۔ اس سے صرف ایک نمبر پوچھنے کے لئے آپ اس قدر لمبا چوڑا چکر کیوں چلا رہے تھے۔ کرنل ترپاٹھی کوئی عام آدمی تو نہیں ہے۔ اس کا نمبر کسی سرکاری ادارے سے بھی تو حاصل کیا جا سکتا تھا۔'' ـــــــ ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''کرنل ترپاٹھی کا تعلق ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔ اس کا نمبر کسی سرکاری ادارے سے نہیں مل سکتا تھا۔ اور رام ویر نے جو نمبر بتایا ہے یہ سیٹلائٹ نمبر ہے جس کے بارے میں معلوم کرنا مشکل تھا۔ اسی لئے میں نے یہ سب کیا ہے۔'' ـــــــ عمران نے کہا۔

''مگر اس ایک نمبر سے آپ کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ آپ رام ویر سے کرنل ترپاٹھی کا ایڈریس پوچھ لیتے۔'' ـــــــ ٹائیگر نے کہا تو عمران

بے اختیار ہنس پڑا۔

''کرنل ترپاٹھی بے شک رام ویر کا بھائی ہے۔ مگر وہ جس اہم عہدے پر فائز ہے وہ اسے اپنا نمبر تو دے سکتا ہے لیکن اسے اپنا پتہ کبھی نہیں بتا سکتا۔ اور نہ ہی اس نے رام ویر کو بتایا ہو گا۔ رہی بات اس فون نمبر کی تو اب دیکھنا۔ میں اس چوہے کرنل ترپاٹھی کو اس نمبر سے کس طرح اس کے بل سے باہر نکالتا ہوں۔'' ـــــــ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے کچھ سمجھنے اور کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور پھر وہ دونوں وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

شاگل غصے سے پاگل ہوا جارہا تھا۔ وہ دس مسلح افراد کے ہمراہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے صرف پانچ گھنٹوں میں گرین سپاٹ پہنچ گیا تھا۔ اس نے راستے میں کئی بار شرما سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر شرما اس کی کال اٹنڈ ہی نہیں کر رہا تھا جس سے شاگل کو خدشہ ہو رہا تھا کہ کہیں الٹا شرما ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مار نہ کھا گیا ہو۔ وہ جب گرین ہاؤس پہنچا تو اس نے اپنے آدمیوں کو آگے بھیج دیا کہ وہ شرما کو تلاش کریں اور اسے گرین ہاؤس سے باہر بلائیں۔ مسلح افراد فوراً گرین سپاٹ میں گھس گئے اور آدھے گھنٹے بعد جب وہ واپس آئے تو ان کے ہمراہ شرما بھی تھا جو خاصا زخمی حالت میں تھا۔ اسے زخمی اور ہراساں دیکھ کر شاگل سمجھ گیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہوگا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے بتا دیا تھا کہ اندر شرما کے سوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔

شاگل نے غصے سے جب شرما سے پوچھا تو اس نے اسے سب کچھ

بتا دیا۔ یہ سن کر شاگل غصے سے کھول اٹھا کہ شرما محض تجسس کی ے خود ہی جولیا نامی لڑکی کو اینٹی انجکشن لگا کر ہوش میں لے آیا تھا ر اس کی اشتعال انگیز باتیں سن کر اس نے نہ صرف اسے زنجیروں زاد کر دیا تھا بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی اینٹی انجکشن لگا دیئے تھے ر جولیا سے اس کی فائٹ ہوئی تھی جس کے نتیجے میں وہ مار کھا گیا ر وہ اسے بے ہوش کر کے وہاں سے نکل گئے تھے۔

شرما نے جو کچھ کیا تھا اپنا تجسس دور کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی مہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے ایک ایسی احمقانہ حرکت کی تھی جسے از کم شاگل برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے شرما سے ت لیتے ہی اس کو وہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ گرین سپاٹ تک وہ ایمبولینس موجود تھی جس میں شرما انہیں ٹریپ کر کے لایا اس لئے شاگل کا خیال تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ زیادہ دور نہیں گئے ں گے۔ اس نے فوراً اپنے دس آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دیا تھا۔

شاگل شرما کی احمقانہ حرکتوں پر ابھی تک کھول رہا تھا کہ اسے فون رنل یادیو کی ہلاکت کی خبر ملی۔ خبر کیا تھی ایک بم تھا جو شاگل کے سر پھٹا تھا۔ جسے سن کر اس کے دل و دماغ میں چنگاریاں سی بھر گئی ں۔

کرنل یادیو کی ہلاکت کی خبر راجیش ورما نے اسے دی تھی۔ اس نے نل یادیو کے عمران اور اس کے دو ساتھیوں تک پہنچنے، ان کے نکلنے پھر ان کے تعاقب کرنے کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے

ساتھیوں پر اٹیک کرنے کی تمام تر تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔

عمران نے رام ویر کو اغوا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے زی اسکواڈ کے بے شمار آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ شاگل غصے سے ا بال نوچ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر عمران نے رام ویر کو کیوں اغوا کیا ہے۔ اس کے ساتھی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور عمران ایک غنڈے رام ویر کو اغوا کرتا پھر رہا تھا۔ پھر جب راجیش ورما سے اس کی دوبارہ بات ہوئی تو اس نے بتا دیا کہ رام ویر کرنل ترپاٹھی کا بھائی تھا اور شاگل جانتا تھا کہ کرنل ترپاٹھی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ تب اس کی سمجھ میں آیا کہ عمران اور اس کے ساتھی دو گروپس میں کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچنا چاہتے ہیں اور عمران ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کرنل ترپاٹھی تک پہنچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔

شاگل نے کرنل ترپاٹھی سے بات کی اور اسے ساری تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہوشیار رہنے کو کہا اور جنگل میں گھس کر کارروائی کرنے کی اس سے اجازت مانگی اور کہا کہ عمران کے ساتھی ساماگا جنگل کی طرف جا چکے ہیں۔ جہاں ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر اور اس ہیڈ کوارٹر کے نیچے ایک ایسی لیبارٹری کام کر رہی ہے جہاں پاکیشیا کے خلاف ایک اہم پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔

شاگل چاہتا تھا کہ اگر کرنل ترپاٹھی اسے فری ہینڈ دے دے تو وہ

پیچھے جنگل میں جا سکتا ہے۔ اور اس سے پہلے کہ وہ لوگ ٹاپ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچیں شاگل اسی جنگل میں ان کا شکار چاہتا تھا۔ مگر کرنل ترپاٹھی نے اسے جنگل میں جانے سے سختی سے دیا۔ اس نے شاگل سے کہا تھا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ ساماگا میں داخل ہو گئے ہیں تو ان کا شکار ٹاپ سیکرٹ ایجنسی خود کرے اس جنگل میں اول تو وہ ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچ سکیں گے اور اگر وہ گئے تو وہاں انہیں سوائے موت کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ شاگل سے سمجھانے اور منانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر کرنل ترپاٹھی نے صاف طور پر منع کر دیا۔ جس پر شاگل کو شدید غصہ آ گیا۔ اس نے طور پر پرائم منسٹر سے بات کی۔ پرائم منسٹر کو جب معلوم ہوا کہ اور اس کے ساتھی نہ صرف کافرستان پہنچ چکے ہیں بلکہ انہوں نے جنگل تک بھی رسائی حاصل کر لی ہے تو انہوں نے شاگل کو سخت میں جھاڑنا شروع کر دیا۔ اور اسے فوری طور پر جالان سے واپس کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ اب اگر پاکیشیائی ایجنٹ ساماگا جنگل جائیں گے تو انہیں سنبھالنا ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا کام ہے اور وہ سے زیادہ بہتر اور فول پروف کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔

پرائم منسٹر کے الفاظ سن کر شاگل اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ جن کی وجہ سے اسے بار پھر پرائم منسٹر کے سامنے ذلت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ پرائم منسٹر چونکہ اسے سختی سے منع کیا تھا کہ اس بار اس کی ناکامی آخری ناکامی

ہو گی۔ مگر اب صورتحال تبدیل ہو گئی تھی۔ پرائم منسٹر نے خود عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کرنے سے روک دیا تھا اس لئے وہ اسے سزا کیسے دے سکتے تھے۔

شاگل اب اس بات سے تو مطمئن ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے اسے اب موت کی سزا نہیں ملے گی مگر اسے اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ پرائم منسٹر نے کرنل ترپاٹھی کو اس سے زیادہ اہمیت دے دی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا ٹاسک اسے دے دیا تھا۔ وہ پرائم منسٹر کے حکم پر واپس آ گیا تھا اور اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھا اپنا بلڈ پریشر بڑھا رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح کرنل ترپاٹھی کی جگہ خود سنبھال لے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو جا کر خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دے۔

شاگل پرائم منسٹر کی ہدایات پر واپس تو آ گیا تھا۔ اور اس نے بظاہر عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کا کام چھوڑ دیا تھا مگر اس کے باوجود اس نے اپنے ایجنٹس کو خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش پر مامور کر رکھا تھا۔ وہ ہر حال میں خاص طور پر عمران کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ پرائم منسٹر کو باور کرا سکے کہ جس کرنل ترپاٹھی کو وہ فوقیت دے رہے تھے اس کے مقابلے میں اس نے زیادہ بہتر اور مثبت کام کیا ہے اور عمران کو ٹریس کر کے اس نے اسے اپنے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ مگر عمران اور اس کے ساتھی کرشن نگر میں جا کر نہ جانے کہاں غائب ہو

ریڈ اسکواڈ کے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹروں نے ان کا دور تک تعاقب کیا تھا مگر شہر میں جا کر انہوں نے رام ویر کی کار چھوڑ دی تھی اور ہیلی کاپٹر ناکام ہو کر واپس چلے گئے تھے۔

عمران اپنے دو ساتھیوں اور رام ویر کے ساتھ چونکہ کرشن نگر میں غائب ہوا تھا اس لئے شاگل نے اپنے بے شمار ایجنٹس وہاں بھیج دیئے تھے تاکہ وہ ہر ممکن طریقے سے پتہ لگا سکیں کہ وہ کہاں گئے تھے۔ مگر ان کی طرف سے تا حال اسے کوئی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ جس سے شاگل کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ سب کے سب نکمے اور کام چور ہیں۔ نانسنس۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو یہ بتا سکے کہ آخر عمران کہاں ہے۔ وہ کافرستان میں موجود ہے۔ میرے پاس تمام ذرائع بھی موجود ہیں مگر سوائے ناکامیوں کے میرے ہاتھ اور کچھ نہیں آیا۔ نانسنس۔ معلوم نہیں وہ لوگ کس ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ہر بار موت کو جل دے کر نکل جاتے ہیں اور میں سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ شاگل نے غصے، پریشانی اور بے بسی سے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے فون کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے ابھی اٹھا کر زمین پر پھینک دے گا۔

"یس"۔۔۔۔ اس نے بادلِ نخواستہ رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

''نریندر بول رہا ہوں باس۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے ایک منحنی سی آواز سنائی دی۔

''بکو۔ کیوں فون کیا ہے نانسنس۔''۔۔۔۔۔شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''باس۔ رام ویر کا پتہ چل گیا ہے۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے نریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون باس۔ کون رام ویر۔''۔۔۔۔۔شاگل جیسے اپنے ذہنی خلجان میں مبتلا تھا۔

''ب۔ باس۔ میں کرنل ترپاٹھی کے بھائی رام ویر کی بات کر رہا ہوں۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے شاگل کا غصیلہ لہجہ سن کر نریندر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ رام ویر۔ کرنل ترپاٹھی کا بھائی۔ اوہ۔ اوہ کیا ہوا ہے اسے۔ کہاں ہے وہ۔''۔۔۔۔۔شاگل کو جیسے اچانک ہوش آ گیا اور اس نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کا انداز تقریباً اچھل پڑنے والا تھا۔

''وہ۔ بلیو سائٹ کالونی کی ایک کوٹھی کے تہہ خانے میں ہے باس۔ پاکیشائی ایجنٹ اسے بے ہوش کر کے وہیں چھوڑ گئے تھے۔'' دوسری طرف سے نریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پاکیشائی ایجنٹ۔ اوہ۔ کیا وہ نہیں ملے۔''۔۔۔۔۔شاگل نے کہا۔

''نہیں باس۔ ہمارے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں۔'' دوسری طرف سے نریندر نے جواب دیا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ اگر وہ نہیں ملے تھے تو مجھے فون کیوں کیا تھا۔ نانسنس۔'' شاگل نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''س۔ سوری باس۔ ہمیں رام ویر مل گیا تھا۔ ہم نے سوچا یہ اہم خبر ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو اطلاع دینے کے لئے فون کیا تھا۔'' دوسری طرف سے نریندر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نانسنس۔ میرے لئے رام ویر کی نہیں پاکیشائی ایجنٹوں کے ملنے کی خبر اہم ہے۔ بہرحال کہاں ہے وہ اور تم اس تک کیسے پہنچے ہو۔'' شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ پاکیشائی ایجنٹ کرشن نگر میں بے ہوش رام ویر کو مختلف ٹیکسیوں میں لے کر سفر کرتے رہے تھے۔ آخری ٹیکسی انہوں نے بلیو سائٹ کے علاقے میں چھوڑی تھی۔ اس وقت بھی رام ویر بے ہوش تھا۔ اس بے ہوش رام ویر کی وجہ سے ٹیکسی ڈرائیور ہمیں ان کے بارے میں بتاتے رہے تھے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ بلیو سائٹ کی طرف گئے ہیں تو میں اپنے چند ساتھیوں کو لے کر یہاں آ گیا اور میں نے یہاں سرچ آپریشن شروع کر دیا۔ اس علاقے میں آبادی بہت کم ہے۔ بہت سے مکان اور کوٹھیاں خالی پڑی ہیں۔ ایک کوٹھی کو شک پڑنے پر ہم نے چیک کیا تو وہاں ایک تہہ خانے کا ہمیں پتہ چلا۔ جب ہم تہہ خانے میں پہنچے تو رام ویر ہمیں وہاں پڑا مل گیا۔ وہ بے ہوش تھا اور رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔''۔۔۔۔۔دوسری طرف سے نریندر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے لے کر تم فوراً ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔ اور اس علاقے کا محاصرہ جاری رکھو۔ ہو سکتا ہے پاکیشیائی ایجنٹ رام ویر کے لئے دوبارہ اس طرف آئیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

"یس باس۔ یہ عین ممکن ہے۔"۔۔۔۔ نریندر نے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے دو۔ انہیں جہاں بھی اور جیسا بھی کوئی مشکوک آدمی نظر آئے وہ ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر اسے گولی مار دیں۔ اس بات کا فیصلہ بعد میں ہوتا رہے گا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ تھے یا کوئی اور۔"۔۔۔۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی احکام جاری کر دیتا ہوں۔"۔۔۔۔ نریندر نے کہا۔

"اور سنو۔ فی الحال کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ رام ویر کہاں ہے۔ بلکہ ایسا کرو ابھی اسے وہیں رہنے دو۔ جب میں تم سے کہوں گا تب تم اسے میرے پاس لانا اور کوشش کرو کہ ابھی اسے ہوش نہ آئے۔"۔۔۔۔ شاگل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے نریندر نے کہا۔

"میں تمہیں بعد میں فون کرتا ہوں۔"۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور پھر اس نے فون بند کر دیا۔

"ہونہہ۔ کرنل ترپاٹھی۔ اب اس کا بھائی میرے قبضے میں ہے۔ اگر میں اسے اطلاع دے دوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے

اسے ہلاک کر دیا ہے تو وہ اپنے بھائی کی ہلاکت کی خبر سن کر یقیناً غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اس نے مجھ سے عمران کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ چھینا ہے۔ میں اس سے اس کا بھائی چھین لوں گا۔ تب اسے پتہ چلے گا کہ دکھ کیا ہوتا ہے اور جب دل پر چوٹ لگتی ہے تو اس کے اثرات کس قدر گہرے ہوتے ہیں۔"۔۔۔۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک لمحے کا توقف کیا اور پھر اس نے ایک فون کا رسیور اٹھایا اور کرنل ترپاٹھی کے سیکرٹ نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل سپیکنگ۔"۔۔۔۔ شاگل نے لڑکی کی آواز سن کر اس پر اپنا رعب جمانے کے لئے گرجدار آواز میں کہا۔

"فرمائیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے لڑکی نے جیسے اس کے مرتبے سے مرعوب ہوئے بغیر کہا۔

"میری کرنل ترپاٹھی سے بات کراؤ۔ فوراً۔"۔۔۔۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ وہ اس وقت مصروف ہیں۔ انہوں نے کسی بھی کال کے سننے سے مجھے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ آپ تھوڑی دیر بعد فون کر لیں۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے لڑکی نے کہا جو شاید کرنل ترپاٹھی کی پرسنل سیکرٹری تھی۔

"نانسنس۔ میں نے اس سے نہایت ضروری بات کرنی ہے۔ اس

سے کہو کہ شاگل بات کرنا چاہتا ہے۔ میرے پاس اس کے بھائی رام ویر کی خبر ہے۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بھائی۔ آپ کے پاس ان کے بھائی کی کیا خبر ہے۔ جبکہ باس اپنے بھائی کے ساتھ ہی میٹنگ میں مصروف ہیں۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے حیرت زدہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

"بھائی۔ اوہ۔ کیا رام ویر کرنل ترپاٹھی کے پاس ہے۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ رام ویر صاحب اور ان کے ساتھ دو آدمی ہیں جنہیں رام ویر اپنے ہمراہ لائے ہیں۔"۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا تو شاگل ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ رام ویر نہیں ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ عمران رام ویر کے میک اپ میں کرنل ترپاٹھی تک پہنچ گیا ہے۔ اوہ۔ روکو۔ اسے فوراً روکو۔ ورنہ وہ کرنل ترپاٹھی کو ہلاک کر دے گا۔" شاگل نے غصے کی شدت سے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ رام ویر کے میک اپ میں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر شاگل۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

"تم۔ نانسنس۔ تم کیا سمجھو گی۔ بے وقوف لڑکی۔ تم میں اتنی سمجھ ہوتی تو تم پرسنل سیکرٹری کے عہدے پر ہوتی۔ بند کرو فون۔ جلدی۔

تمہاری منحوس آواز نہیں سننا چاہتا۔ نانسنس۔"۔۔۔۔۔ شاگل کو شاید پاگل پن کا دورہ پڑ گیا تھا۔ اس نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"عمران۔ کرنل ترپاٹھی کے پاس ہے۔ وہ اسے ہلاک کر دے گا۔ کرنل ترپاٹھی احمق ہے جس نے عمران جیسے خطرناک انسان کو اپنا بھائی سمجھ کر اپنے پاس بلا لیا ہے۔ وہ عمران کی ایک مار بھی نہیں سہہ سکے گا۔ اب میں کیا کروں۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے پرائم منسٹر سے بات کرنی ہوگی۔ ابھی اور اسی وقت۔ ورنہ انہیں کرنل ترپاٹھی کی موت کا بے حد دکھ ہوگا۔ ہاں۔ ہاں۔ میں پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے دیوانگی کے عالم میں کہا اور پھر اس نے جلدی جلدی پرائم منسٹر کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"یس۔"۔۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر سے بات کرائیں۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔"۔۔۔۔۔ شاگل نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن سر۔"۔۔۔۔۔ سیکرٹری نے فوراً ہی کہا اور شاگل ہونٹ کاٹتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔

"یس۔"۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔" شاگل

نے پرائم منسٹر کی آواز سن کر بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں۔ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں مسٹر شاگل۔ میرے سامنے اس طرح اپنے عہدے کا ذکر نہ کیا کریں۔" دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ سوری سر۔ ویری سوری سر۔" ——— شاگل نے بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"بہر حال۔ کیوں فون کیا ہے۔" ——— پرائم منسٹر نے کہا۔

"سر۔ کرنل تر پاٹھی کی جان خطرے میں ہے۔ عمران اس کے پاس پہنچ گیا ہے سر۔" ——— شاگل نے کہا۔

"کیا کہا عمران کرنل تر پاٹھی تک پہنچ گیا ہے۔ اس کی جان کو خطرہ ہے۔ کیا مطلب۔" ——— دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ میری ابھی ابھی کرنل تر پاٹھی کی پرسنل سیکرٹری سے بات ہوئی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کا بھائی رام ویر اور اس کے دو ساتھی بند کمرے میں کرنل تر پاٹھی سے بات چیت کر رہے ہیں جبکہ اس کا اصلی بھائی رام ویر میرے پاس ہے سر۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسے بری طرح سے زخمی کر کے ایک رہائش گاہ کے تہہ خانے میں چھپا دیا تھا۔ مگر میں نے اپنی کوششوں سے اسے تلاش کر لیا ہے۔ اور سر اگر اصلی رام ویر میرے پاس ہے تو اس کا صاف مطلب ہے کہ کرنل تر پاٹھی سے جو ملنے گیا ہے وہ رام ویر نہیں

بلکہ اس کے میک اپ میں علی عمران ہے۔" ——— شاگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت خطرناک بات ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی کرنل تر پاٹھی تک پہنچ گئے ہیں تو وہ تو اسے واقعی ہلاک کر دیں گے۔" دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اور ابھی موقع ہے سر۔ وہ اس وقت کرنل تر پاٹھی کے پاس موجود ہیں۔ اگر آپ مجھے کرنل تر پاٹھی کا پتہ بتا دیں تو میں ابھی پوری فورس لے کر وہاں پہنچ جاؤں گا سر۔ میں کسی بھی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے نہیں نکلنے دوں گا سر۔" ——— شاگل نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن اس طرح کرنل تر پاٹھی کی جان کو اور زیادہ خطرہ لاحق ہو جائے گا مسٹر شاگل۔ اور عمران کرنل تر پاٹھی کو بھی تو یرغمال بنا کر وہاں سے نکل سکتا ہے۔" ——— دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں سر۔ میں ہر ممکن طریقے سے احتیاط کروں گا۔" ——— شاگل نے کہا۔

"نہیں مسٹر شاگل۔ میں آپ کو ایسی کوئی اجازت نہیں دے سکتا جس سے کرنل تر پاٹھی کو کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا ہو۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی واقعی کرنل تر پاٹھی تک پہنچ گئے ہیں تو کرنل تر پاٹھی اتنا بھی بچہ نہیں ہے کہ وہ ان کو پہچان نہ سکے۔ اور ویسے بھی وہ جہاں ہے اگر عمران اور اس کے ساتھی چاہیں بھی تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ عمران

اور اس کے ساتھیوں نے کرنل ترپاٹھی جیسے انسان کے پاس جا کر اپنی موت یقینی بنا لی ہے۔ وہ شیر ہے جس نے اپنی حفاظت کے لئے پھرتیلے چیتوں کی پوری فوج پال رکھی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا وہاں سے نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ میں کرنل ترپاٹھی سے بات کرتا ہوں۔ اب تک شاید اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک بھی کر دیا ہو۔'' ——— دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''مگر سر۔'' ——— شاگل نے کہنا چاہا۔

''نو آرگومنٹس مسٹر شاگل۔ عمران اور اس کے ساتھی آپ کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ اب آپ کے لئے یہی بہتر ہوگا کہ آپ اس معاملے سے الگ ہو جائیں۔ کرنل ترپاٹھی اپنی حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتا ہے۔ وہ آپ کی سوچ سے زیادہ ذہین ہے۔ وہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے قابو میں آنے والا نہیں۔ سمجھے آپ۔'' ——— پرائم منسٹر نے سخت الفاظ میں کہا۔

''اوکے سر۔ آپ کہتے ہیں تو میں اس معاملے سے الگ ہو جاتا ہوں۔ لیکن سر کرنل ترپاٹھی کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی نکل گئے تو آپ اس کا ذمہ دار مجھے نہیں ٹھہرائیں گے۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنے کے لئے تمام راہیں ہموار کر لی تھیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دے دیتے تو میں اس بار لازماً ان کی لاشیں آپ کے قدموں میں لا کر پھینک دیتا۔'' ——— شاگل نے پھر پینترا بدلتے

شیلے لہجے میں کہا۔

کیا آپ نے سنا نہیں۔ میں نے کہا ہے تو آرگومنٹس مسٹر '' ——— پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی جان ہو گئی۔

ہونہہ۔ اچھا ہوا جو پرائم منسٹر نے مجھے اس معاملے سے خود ہی کر دیا ہے۔ انہیں کرنل ترپاٹھی پر ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بھروسہ میں بھی دیکھتا ہوں کرنل ترپاٹھی، عمران اور اس کے ساتھیوں کے کب تک ٹھہرتا ہے۔ اس بار کافرستان کو جو بھی نقصان پہنچے گا اس مہ داری پرائم منسٹر اور کرنل ترپاٹھی پر ہو گی۔ اب وہ کم از کم مجھے وش نہیں دے سکتے۔'' ——— شاگل نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا اور اس نے اطمینان بھرے انداز میں اپنا سر کرسی کی پشت لگا کر آنکھیں موند لیں جیسے اس کے سر سے واقعی کوئی بہت بڑا واتر گیا ہو۔

جولیا اور اس کے ساتھی جنگل میں پہنچ گئے تھے۔ جنگل تک پہنچتے پہنچتے وہاں کافی اندھیرا ہو گیا تھا۔ جنگل بہت گھنا تھا اس لئے وہ جنگل میں احتیاط سے ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جنگل کے آغاز میں انہیں وہاں کوئی آدمی نظر نہیں آیا تھا۔ جنگل میں جولیا نے عمران کی کال ریسیو کی اور اسے جنگل میں پہنچنے کے بارے میں بتا دیا تھا۔

''اس طرح آخر اندھیرے میں ہم کہاں بھٹکتے پھریں گے۔ نہ جانے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر جنگل میں کس طرف ہے۔'' تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر نہایت آہستہ آواز میں کہا۔

''ہمیں یہاں ان کا کوئی ایک آدمی تلاش کرنا ہے۔ جیسے ہی ہمیں کوئی مل گیا ہمارے سامنے ساری صورتحال واضح ہو جائے گی۔'' جولیا نے کہا۔

''مگر وہ آدمی ہمیں ملے گا کہاں۔ اور وہ بھی اس اندھیرے میں۔'' ی نے کہا۔

''مل جائے گا۔ بس خاموشی سے آگے بڑھتے رہو۔'' ـــــ جولیا ا اور وہ اسی طرح خاموشی سے آگے بڑھتے رہے۔

''اس وقت شاگل اگر اپنے آدمیوں کو لے کر ہمارے پیچھے آ گیا ـــــ کچھ دیر بعد کراسٹی نے دوبارہ جولیا سے مخاطب ہو کر اپنا ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ وہ اس طرف نہیں آئے گا۔ یہاں ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا ہے اور ٹاپ سیکرٹ ایجنسی اس علاقے میں کسی اور کو مداخلت نہیں نے دے گی۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''لیکن وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کو ہمارے جنگل میں داخل ہونے کی ع تو دے سکتا ہے نا۔ ایسی صورت میں بھی تو وہ الرٹ ہو جائیں ۔'' ـــــ کراسٹی نے کہا۔

''جو بھی ہو۔ ہم یہاں آ گئے ہیں۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔'' نے کہا۔ اسی لمحے اچانک انہیں کچھ فاصلے پر ایک انگارہ سا دہکتا ئی دیا۔ انگارہ دیکھتے ہی وہ فوراً رک گئے اور تیزی سے درختوں کی میں ہو گئے۔

''ایک آدمی ہے۔ سگریٹ پی رہا ہے۔'' ـــــ کراسٹی نے سرگوشی کہا۔

''ہاں۔ صفدر درخت پر چڑھ کر چیک کرو۔ یہ اکیلا ہے یا اس کے

اردگرد کوئی اور بھی ہے۔" ـــــــ جولیا نے بھی سرگوشی کرنے والے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں دیکھتا ہوں۔ میرے پاس ایک ٹیلی نائٹ سکوپ بھی ہے۔" ـــــــ صفدر نے کہا اور پھر وہ نہایت احتیاط اور تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے آ گیا۔

"یہاں صرف یہ ایک ہی آدمی موجود ہے۔ دور دور تک اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ اور ٹیلی نائٹ سکوپ کے باوجود مجھے کہیں بھی روشنی نظر نہیں آ رہی جس سے اندازہ ہو سکے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر کس طرف ہے۔" ـــــــ صفدر نے کہا۔

"بہر حال ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ ہمیں ایک آدمی مل گیا ہے۔ اب یہ ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر کی معلومات فراہم کرے گا۔" جولیا نے کہا۔

"کیا میں جا کر اس پر حملہ کروں۔" ـــــــ تنویر نے کہا۔

"نہیں ۔ کیپٹن شکیل تم جاؤ اور اسے یہاں لے آؤ۔ اور تم سب ادھر ادھر پھیل جاؤ۔ کسی بھی وقت اگر یہاں کوئی اور آ گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی۔" ـــــــ جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلا کر جھکے جھکے انداز میں درختوں کی آڑ لیتا ہوا اس طرف بڑھنے لگا جہاں ایک مشین گن بردار سگریٹ نوشی کر رہا تھا۔ وہ بالکل سائے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اور سگریٹ کے کش لگاتا ہوا ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

کیپٹن شکیل خرگوش کے سے انداز میں اچانک اس کے سر پر پہنچ

اور پھر جیسے ہی اس کا منہ دوسری طرف ہوا کیپٹن شکیل اس پر کسی چیتے کی طرح اچھل کر جھپٹ پڑا۔ اس نے نہایت پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر ڈال دیا تھا۔

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو گردن توڑ دوں گا۔" ـــــــ کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا تو اس نے جیسے خوفزدہ انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن شکیل نے اسے بے ہوش کرنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے اسی طرح گھسیٹتے ہوئے اس طرف لے جانا شروع کر دیا جہاں جولیا موجود تھی۔ جیسے ہی وہ اسے لے کر جولیا کے پاس آیا۔ جولیا نے تیز رفتاری سے اس کے کاندھوں سے مشین گن اتار کر اپنے قبضے میں کر لی۔ اور اس نے مشین گن کی نال اس کے سر سے لگا دی۔

"اس کی تلاشی لو۔" ـــــــ جولیا نے کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے اس کا منہ اور گردن چھوڑ دی۔

"کک۔ کون ہو تم۔" ـــــــ منہ سے ہاتھ ہٹتے ہی اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش۔ اگر منہ سے کوئی آواز نکالی تو گولی مار دوں گی۔" جولیا نے غرا کر کہا تو اس نے فوراً ہونٹ بھینچ لئے۔ کیپٹن شکیل نے اس کی تلاشی لے کر اس کا سارا اسلحہ اپنے قبضے میں کر لیا اور اسے دھکیل کر اس کی کمر ایک درخت سے لگا دی۔

"اب بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا۔" ـــــــ جولیا نے اس کے قریب

آ کر انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"سریندر۔ مم۔ میرا نام سریندر ہے۔" ـــــ اس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو سریندر۔ اگر تم اپنی جان کی خیریت چاہتے ہو تو میں تم سے جو پوچھوں سچ سچ بتا دینا۔ ورنہ۔" ـــــ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"پ۔ پوچھو۔" ـــــ سریندر نے کہا۔ شاید وہ اس ناگہانی آفت پر گھبرا گیا تھا۔

"کیا تمہارا تعلق ٹاپ سیکرٹ ایجنسی سے ہے۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔" ـــــ اس نے کہا۔

"تمہارے ساتھ یہاں اور کون ہے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"میں اس طرف اکیلا آیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد میں چہل قدمی کے لئے اکثر اس طرف آ جاتا ہوں۔" ـــــ اس نے کہا۔

"گڈ۔ اب یہ بتاؤ۔ تمہارا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور وہاں کی سیکیورٹی کا کیا انتظام ہے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر یہاں سے خاصے فاصلے پر ہے۔ راستے بھی بے حد پرخار ہیں۔ وہاں تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔" ـــــ سریندر نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم بھی تو وہیں سے آئے ہو۔ اگر تم وہاں جا سکتے ہو تو ہم کیوں نہیں جا سکتے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"مگر تم وہاں کیوں جانا چاہتے ہو۔ کون ہو تم۔" ـــــ اس نے

"سوال مت کرو۔ اب اگر تم نے میرے کسی سوال کا جواب دینے [illegible] گریز کیا تو میں تمہیں سچ مچ گولی مار دوں گی۔" ـــــ جولیا نے [illegible] ہوئے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ تم جو پوچھو گی میں بتا دوں گا۔" ـــــ اس نے کہا۔

"تو بتاؤ۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"وہاں پہنچنے کا ایک راستہ ہے۔ اس راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ وہاں تک میں تمہیں لے جا سکتا ہوں۔" ـــــ سریندر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ حفاظتی انتظامات بتاؤ۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"وہاں حفاظت کا انتظام بے حد سخت ہے۔ چند لکڑی کے بڑے کیبن بنے ہوئے ہیں اور وہاں درختوں پر مسلح افراد ہر طرف کی [illegible]نی کرتے ہیں۔" ـــــ اس نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا راستہ کہاں ہے۔" ـــــ جولیا نے کہا۔

"کیبنوں کے قریب ایک سرنگ نما خفیہ راستہ ہے۔ جو زیر زمین [illegible]وارٹر میں جاتا ہے۔" ـــــ سریندر نے کہا۔

"سرنگ میں داخل ہونے کا طریقہ بتاؤ اور سرنگ میں سے کوئی ہیڈ کوارٹر تک کیسے جاتا ہے۔" ـــــ جولیا نے پوچھا۔

"ان کے پاس مخصوص جیپیں ہیں۔ جیپوں میں محض چند کلومیٹر کے [illegible]لے پر ہیڈ کوارٹر ہے۔" ـــــ سریندر نے کہا۔

"کیا ان کی کوئی خاص نشانی ہوتی ہے جو ہیڈ کوارٹر میں جاتے ہیں یا عام آدمی بھی اندر جا سکتے ہیں۔" ——— جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہم میں سے کوئی بھی وہاں جا سکتا ہے۔ وہاں سکینر لگے ہوئے ہیں۔ ان سکینروں سے ہمیں چیک کیا جاتا ہے اور پھر کلیرنس کے بعد دروازہ کھولا جاتا ہے۔" ——— اس نے بتایا۔

"کیمپوں میں کتنے مسلح افراد ہیں۔" ——— جولیا نے پوچھا۔

"کم و بیش تیس سے چالیس آدمی موجود ہیں۔" ——— اس نے کہا۔

"کیا ان میں سے تم کچھ کو یہاں بلا سکتے ہو۔" ——— جولیا نے کہا۔

"کیا مطلب۔" ——— سریندر نے چونک کر کہا۔

"جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو۔" ——— جولیا نے لہجے میں دوبارہ سرد پن لاتے ہوئے کہا۔

"مس۔ اس کی جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکلا ہے۔ جس سے یہ یقیناً اپنے ساتھیوں سے رابطہ کرتا ہوگا۔" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گڈ۔ اب بولو۔ کیا تم کچھ آدمیوں کو اس طرف بلا سکتے ہو۔" جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ مگر۔" ——— سریندر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر مگر مت کرو۔ ٹرانسمیٹر آن کرو اور اپنے چار آدمیوں کو اس

طرف بلاؤ۔ جلدی۔ اور اگر تم نے انہیں کسی قسم کا اشارہ دینے کی کوشش کی تو اپنی ہلاکت یقینی سمجھنا۔" ——— جولیا نے غراتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر اسے دیا تو اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔ اور اس کے بٹن پریس کرنے لگا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سریندر کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔" ——— اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ رام لال اٹنڈنگ یو۔ تم کہاں سے بول رہے ہو سریندر۔ اوور۔" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میں ویسٹ سائیڈ ونگ اے کے کی طرف ہوں رام لال۔ اوور۔" ——— سریندر نے کہا۔

"اوہ۔ تم اتنی دور کہاں چلے گئے۔ کیا کر رہے ہو تم وہاں۔ اوور۔" دوسری طرف سے رام لال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ٹہلتے ٹہلتے بے خیالی میں دور نکل آیا تھا۔ تم ایک کام کرو۔ اپنے ساتھ شیکھر، ماتھر اور جسمین کو لے کر اس طرف آ جاؤ۔ میں نے یہاں ایک عجیب غریب چیز دیکھی ہے۔ اوور۔" ——— سریندر نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا چیز۔ اوور۔" ——— دوسری طرف سے رام لال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم آؤ تو۔ اپنی آنکھوں سے دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے اور وہ چیز شیکھر، ماتھر اور جیمسن کے بھی مطلب کی ہے۔ اس لئے انہیں ضرور

ساتھ لانا۔ اوور۔'' ـــــــ سریندر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کیپٹن سے پوچھ کر آتا ہوں۔ اوور۔'' دوسری طرف سے رام لال نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ کیپٹن اندر ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ اسے مت بتانا۔ ورنہ وہ بھی اس طرف آ جائے گا۔ پھر وہ چیز میرے اور تمہارے مطلب کی نہیں رہے گی۔ اوور۔'' ـــــــ سریندر نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم بلیو لائٹ آن کرو تاکہ مجھے تمہارے اصلی مقام کا علم ہو سکے۔ جہاں تم موجود ہو۔ اوور۔'' دوسری طرف سے رام لال نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں لائٹ آن کر رہا ہوں۔ اوور۔'' ـــــــ سریندر نے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل۔'' ـــــــ دوسری طرف سے رام لال نے کہا اور سریندر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

''گڈ۔ تم نے عقلمندی کا مظاہرہ کر کے اپنی جان بچالی ہے۔'' جولیا نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے میرا سامان دو۔ مجھے اس میں سے بلیو لائٹ نکالنی ہے۔ جب تک میں اسے بلیو لائٹ کا کاشن نہیں دوں گا۔ وہ یہاں نہیں آ سکے گا۔'' ـــــــ سریندر نے کہا۔

کیپٹن شکیل نے اس کے سامان سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکال کر اسے دے دی۔ اس نے ٹارچ روشن کی اور اس کا ایک بٹن پریس کر

دیا۔ دوسرے لمحے ٹارچ سے نیلی روشنی کی ایک لکیر سی نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوتی ہوئی نظر آئی۔ کیپٹن شکیل نے فوراً اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی۔

''کیا مطلب۔ تم نے ٹارچ مجھ سے کیوں چھین لی ہے۔'' ـــ اس نے کہا۔

''تمہارے ساتھی کتنی دیر میں یہاں پہنچ جائیں گے۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''انہیں یہاں آنے میں دس منٹ سے زیادہ وقت لگے گا'' سریندر نے کہا تو جولیا نے کیپٹن شکیل کو اشارہ کر دیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کا اچانک ہاتھ حرکت میں آیا اور سریندر کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی۔ اس سے پہلے کہ وہ گر پڑتا کیپٹن شکیل نے اسے سنبھال لیا۔

''یہ تمہاری قد و قامت کا ہے۔ اس کا لباس اتار کر پہن لو۔ میں دوسرے ساتھیوں کے پاس جا کر اس کے دوسرے ساتھیوں کا انتظار کرتی ہوں۔ اگر وہ ہمارے قد و قامت کے ہوئے تو ہم ان کے لباس بدل لیں گے۔ انہوں نے ہر طرف اندھیرا کر رکھا ہے۔ کیبنوں کے پاس بھی یقیناً انہوں نے مدھم روشنی کر رکھی ہوگی۔ اگر ہم ان کے لباس پہن لیں گے تو وہ آسانی سے ہمیں نہیں پہچان سکیں گے۔'' ـــــ جولیا نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے مس جولیا۔ مگر میں آپ کو ایک اور مشورہ دینا چاہتا ہوں۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیسا مشورہ۔"۔۔۔۔جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اس نے بتایا ہے کہ کیبنوں اور درختوں پر بے شمار مسلح افراد موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی توجہ دوسری طرف کر دیں گے تو ہمیں ہیڈ کوارٹر میں جانے کا موقع اور آسانی سے مل جائے گا۔"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا کیا جاسکتا ہے مگر ان کی توجہ ہٹانے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔"۔۔۔۔جولیا نے کہا۔

"ہم یہاں ان کے لئے ریڈ ٹریپ بچھا سکتے ہیں۔ درختوں پر مشین گنیں فکس کر کے جنگل میں فائرنگ کر دی جائے گی تو وہ سب چونک پڑیں گے اور سب ہی تقریباً اپنی جگہوں سے ہٹ جائیں گے۔"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گڈ آئیڈیا۔ بلاؤ ان سب کو بلاؤ۔ ہم یہی کریں گے۔"۔۔۔۔جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلا کر دوسری طرف چلا گیا اور پھر وہ باقی ساتھیوں کو بلا لایا اور پھر جولیا نے انہیں کیپٹن شکیل کی پلاننگ بتانی شروع کر دی۔

کیپٹن شکیل کے ریڈ ٹریپ پر سب نے ہی اس کی تائید کی تھی۔ پھر وہ سب مختلف درختوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ کیپٹن شکیل نے بلیو لائٹ ایک تنے پر رکھ دی تھی جس سے لائٹ نکل کر مسلسل اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہاں چار مسلح افراد پہنچ گئے اور ان میں سے ایک سریندر کو آوازیں دینے لگا۔ جولیا اور اس کے ساتھی تیار

تھے۔ وہ جیسے ہی آگے آئے وہ سب ان پر کمانڈوز کے انداز میں جھپٹ پڑے اور ان کی گردنیں توڑ کر وہیں پھینک دیا۔ یہ اتفاق تھا کہ ان کے قدوقامت تقریباً ان سے ملتے جلتے ہی تھے۔ وہ ایک ایک کو اٹھا کر لے گئے۔ صفدر نے دو آدمیوں کے لباس اتار کر جولیا اور کراسٹی کو دے دیئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ سب لباس بدل چکے تھے۔ پھر وہ بلیو لائٹ کی روشنی میں اس طرف بڑھنے لگے جس طرف سے دوسرے آدمی آئے تھے اور ایک صاف ستھرے راستے پر چلتے ہوئے وہ تھوڑی دیر میں اس مقام تک پہنچ گئے جہاں لکڑی کے چند کیبن بنے ہوئے تھے۔ درختوں پر بھی انہیں مچانیں دکھائی دے گئی تھیں۔ کیبنوں اور مچانوں تک بے حد کم روشنی تھی۔ جسے واقعی دور سے نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

"میں شمال کی طرف جاتا ہوں اور وہاں ریڈ ٹروپنگ کا جال بچھاتا ہوں۔ آپ سب یہاں محتاط رہیں۔"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ وہ چونکہ ریڈ ٹروپنگ کا ماہر تھا اس لئے کسی نے اس کے جانے پر اعتراض نہیں کیا تھا۔ اس نے ان سے چند مشین گنیں اور ضروری سامان لیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شمال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ جھاڑیوں کے پیچھے جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر کافی فاصلے پر اسے درختوں کی کثرت نظر آئی جو گھنے ہونے کے ساتھ ایک دوسرے سے ملے ہوئے بھی تھے۔ کیپٹن شکیل نے پشت سے تھیلا اتار کر زمین پر رکھا۔ اس کے پاس پانچ مشین گنیں تھیں۔ اس نے

تھیلے سے مضبوط رسی کا ایک بڑا سا گچھا نکالا۔ پھر وہ رسی اور ایک مشین گن اٹھا کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے درخت کے وسطی حصے میں مشین گن کو ایک مخصوص سمت میں رسی کی مدد سے باندھ دیا۔ اس طرح باندھنے سے فائرنگ کے باوجود مشین گن گر نہیں سکتی تھی۔ پھر کیپٹن شکیل نے ٹریگر کے ساتھ اس کا ایک سرا باندھا اور رسی نیچے پھینک دی۔ اس طرح اس نے مختلف درختوں پر چڑھ کر رسی سے مشین گنیں باندھیں اور ایک خاص ترتیب سے رسی ٹریگروں پر بھی باندھ دی۔ پھر باقی رسی لے کر اسے کھولتا ہوا وہ درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان سے گزار کر دوسری طرف لیتا چلا گیا اور پھر آخری سرا منہ میں پکڑ کر وہ تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی شاخیں لچکدار تھیں کیپٹن شکیل نے ایک مضبوط تنے کو منتخب کیا اور پھر اس کے آخری سرے کو پکڑ کر تنے سے لٹک گیا۔ اس کے بوجھ سے لچکدار تنا خاصا نیچے جھک آیا تھا۔ جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے۔ اس نے ایک ہاتھ سے تنے کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے منہ سے رسی نکال کر بڑی مہارت سے رسی تنے سے باندھنے لگا۔ کچھ رسی بچ گئی تھی جسے کیپٹن شکیل نے ایک دوسرے لچک دار تنے سے باندھ دیا اور پھر رسی کا سرا پکڑ کر وہ تنے سے دور ہٹتا چلا گیا۔ پھر کافی دور جا کر اس نے اس رسی کو ایک درخت کے تنے کے گرد لپیٹ دیا۔ درختوں کے درمیان اس نے ایک لکڑی کو اس انداز میں پھنسا دیا تھا کہ اس لکڑی کے ہٹتے ہی دونوں تنے کھنچ جاتے اور اس کے ساتھ ہی درختوں پر بندھی ہوئی مشین

ن سے فائرنگ شروع ہو جاتی۔ کیپٹن شکیل ریڈ ٹریپ تیار کر کے ں اس لکڑی کے پاس آیا جو لچکدار تنوں کے درمیان پھنسی ہوئی تھی۔ ں نے جیب سے لائٹر نکالا اور اس لکڑی کو آگ لگانے لگا۔ لکڑی ک تھی اس نے فوراً آگ پکڑ لی تھی۔ وہ لکڑی دوسرے تنوں اور وں سے ایک طرف ہٹ کر تھی۔ اب جیسے ہی لکڑی جل کر ٹوٹتی۔ وں تنے اوپر کھنچ جاتے۔ کیپٹن شکیل لکڑی کو آگ لگا کر واپس س جگہ آیا اور پھر اپنا تھیلا اٹھا کر نہایت تیز رفتاری سے اس طرف وڑتا چلا گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

جس لکڑی کو اس نے آگ لگائی تھی وہ خاصی مضبوط تھی۔ جل جل کر اسے ٹوٹنے میں وقت لگ سکتا تھا۔ کیپٹن شکیل بس یہ دعا کر رہا تھا کہ آگ بجھ نہ جائے۔ آگ بجھنے کی صورت میں اس کا ریڈ ٹریپ کسی کام کا نہیں تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

''ہو گیا ٹریپ مکمل''۔۔۔ تنویر نے اسے واپس آتے دیکھ کر کہا۔

''ہاں''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اسے آن ہونے میں کتنی دیر لگے گی''۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

''بس۔ چند منٹ۔ آپ سب تیار رہیں''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اور وہ سب مشین گنیں لے کر دائیں بائیں درختوں کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے اچانک شمال کی طرف تیز اور خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی۔ پورا جنگل فائرنگ سے گونجنے لگا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی کیبنوں میں اور درختوں پر جیسے طوفان سا آ گیا۔ کیبنوں سے

مسلح افراد نکل نکل کر باہر آنے لگے اور مچانوں پر چھپے افراد نے بھی مشین گنیں سیدھی کر کے اس طرف فائرنگ شروع کر دی۔ جس طرف سے گولیاں آ رہی تھیں۔

دوسرے لمحے بے شمار مسلح افراد مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے وہاں سے بھاگتے نظر آئے۔ ان کا رخ اس طرف تھا جہاں کیپٹن شکیل نے ریڈ ٹریپ بچھایا تھا۔ اس خوفناک فائرنگ کا فائدہ اٹھا کر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ان مچانوں پر فائرنگ شروع کر دی جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ ماحول فائرنگ کی خوفناک آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں سے بھی گونجنے لگا تھا اور مچانوں سے آدمی پکے ہوئے پھلوں کی طرح نیچے گر رہے تھے۔ وہ سب جگہیں بدل بدل کر فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ مچانوں پر موجود مسلح افراد کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ان پر کس رخ اور کس طرف سے فائرنگ کی جا رہی ہے۔

کیبنوں کے اردگرد درختوں پر خاموشی چھا گئی تھی۔ کیبنوں کی آڑ میں بھی کچھ افراد چھپے ہوئے اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھی رینگتے ہوئے کیبنوں کی طرف بڑھتے ہوئے ان افراد پر فائرنگ کرنے لگے۔

کیبنوں میں ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ صفدر نے انہیں ادھر ادھر پھیل کر فائرنگ کرنے کا اشارہ کیا اور رینگتا ہوا تیزی سے ایک کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے ایک آواز آ رہی تھی۔

''باس۔ یہاں کچھ مسلح افراد آ گئے ہیں۔ وہ مسلسل اور تیز فائرنگ کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں گھیرنے کے لئے اپنے آدمی بھیج دیئے ہیں۔ وہ کسی طرح فرار نہیں ہو سکتے۔ ہمارے آدمی بھی ان پر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی مسلسل فائرنگ سے ہمارے بے شمار آدمی مارے جا چکے ہیں۔ مگر ہماری تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے۔ اوور۔''______ کیبن میں موجود ایک آدمی ہاتھ میں ٹرانسمیٹر پکڑے مسلسل بول رہا تھا۔ صفدر اٹھ کر یکدم دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

''یس باس۔ میں خود بھی وہاں جا رہا ہوں۔ میں نے نیچے جانے کا راستہ بلاک کر دیا ہے۔ وہ سرنگ تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔ اوور۔'' اس آدمی نے کہا۔ اور پھر مزید دو تین باتیں کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر صفدر نے اس کے قدموں کی آواز سنی۔ شاید وہ باہر آ رہا تھا۔ صفدر یکلخت چوکنا ہو گیا۔ اور پھر وہ آدمی جیسے ہی کیبن سے باہر آیا صفدر اس پر کسی بھوکے شیر کی طرح جھپٹ پڑا اور اس آدمی کو ساتھ لیتا ہوا نیچے آ گرا۔ اس اچانک افتاد پر اس آدمی کے منہ سے دبی دبی چیخ نکل گئی۔ صفدر نے اس کے ہاتھ سے مشین گن چھین کر دور پھینک دی اور بڑی مہارت سے اس کی گردن پکڑ لی اور اپنے گھٹنوں کے پاس لگا ہوا ایک خنجر نکال کر صفدر نے اس کی گردن پر رکھ دیا۔

''خبردار۔ اگر منہ سے آواز نکالی تو گردن کاٹ دوں گا۔'' صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور گردن پر خنجر کی تیز دھار محسوس ہوتے

ہی اس آدمی نے تنگ و دو چھوڑ کر اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔

صفدر اسے گردن سے پکڑے اور خنجر اس کے سینے پر رکھے تقریباً گھسیٹنے والے انداز میں اندر کیبن میں لے آیا۔ اس نے پہلے ہی اندر جھانک کر یہ تسلی کر لی تھی کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اندر آتے ہی صفدر نے اسے زوردار دھکا دے کر ایک طرف پھینکا اور خنجر ایک طرف پڑی ہوئی میز پر رکھ کر اس کی طرف مشین گن تان لی۔

"کک۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم۔" ـــــ اس آدمی نے مدھم روشنی میں صفدر کو بغور دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیبن میں زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔

"تمہاری موت۔" ـــــ صفدر نے مشین گن کی نال اس کے سر سے لگاتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مگر۔" ـــــ اس آدمی نے ہکلا کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں موت کے سائے صاف نظر آ رہے تھے۔

"اگر اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو نیچے سرنگ میں جانے کا راستہ بتاؤ۔" ـــــ صفدر نے کہا۔

"سرنگ۔ کیا مطلب۔ کون سی سرنگ۔ یہاں کوئی سرنگ نہیں ہے۔" ـــــ اس آدمی نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا تو صفدر نے اچانک مشین گن کا دستہ گھما کر پوری قوت سے اس کے جبڑے پر مار دیا اور اس کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور ایک ہی وار سے اس کا چہرہ لہولہان ہوتا چلا گیا۔ دستہ لگتے ہی اس کے دانت پھلجڑیوں کی طرح

کر اس کے منہ سے باہر آ گرے۔

"بتاؤ۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ میں تمہاری ساری ہڈیاں توڑ دوں گا۔ ے جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ دوں گا۔" ـــــ صفدر نے خنجر ہ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں بتاؤں گا۔" ـــــ اس نے چیختے ہوئے کہا تو ر کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس آدمی کا گال چرتا چلا گیا۔ اس نے بڑھا کر صفدر کو پکڑنے کی کوشش کی مگر صفدر نے اس کے سینے پر ت مار کر اسے پھر نیچے گرا دیا اور اپنا بوٹ اس کی گردن پر رکھ دیا۔

"بتاؤ۔ ورنہ میں تمہارا کان، ناک اور دوسرا گال بھی کاٹ دوں گا ر ایک ایک کر کے میں تمہاری دونوں آنکھیں بھی نکال دوں گا۔" ہوئے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"بت، بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ مم۔ میری دن سے پیر ہٹاؤ۔" ـــــ اس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے بتاؤ۔ جلدی۔" ـــــ صفدر نے خنجر اس کی آنکھوں سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"ٹھ۔ ٹھیک ہے۔ وہ شمالی دیوار پر ایک کیل کا سرا ہے۔ اسے س کرو گے تو زمین پر ایک راستہ کھل جائے گا۔ نیچے سیڑھیاں اور پھر نگ ہے۔" ـــــ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ یہ سن کر صفدر نے نک اس کی گردن پر خنجر چلا دیا۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آواز ی اور وہ زمین پر بری طرح سے تڑپنے لگا اور پھر وہ تڑپ تڑپ کر

وہیں ہلاک ہو گیا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر شمالی دیوار کا جائزہ لیا تو اسے واقعی ایک کیل کا سرا دکھائی دیا۔ صفدر نے کیل کو انگوٹھے سے پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ دائیں طرف زمین پر ایک راستہ سا کھلتا چلا گیا۔ راستہ اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دیکھ کر صفدر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اسی لمحے کیبن میں تنویر آ گیا۔

''میں نے کیبن میں فائرنگ کی آواز سنی تھی۔ اس لئے اس طرف آ گیا ہوں۔'' ـــــ تنویر نے صفدر کو دیکھ کر کہا۔

''اچھا کیا ہے۔ جاؤ۔ سب کو اندر لے آؤ۔ مجھے نیچے جانے کا راستہ مل گیا ہے۔'' ـــــ صفدر نے کہا تو تنویر نے کھلے ہوئے راستے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور باہر نکل گیا۔

باہر سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ مگر اب وہ آوازیں خاصی دور تھیں۔ شاید مسلح افراد ان کی تلاش میں دور نکل گئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں تنویر سب کو لے آیا۔

''ہم اس راستے سے نیچے جائیں گے۔ اور اب ہمارے راستے میں جو بھی آئے گا ہم اس کا خاتمہ کر دیں گے۔'' ـــــ صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ مشین گنیں ہاتھوں میں لئے محتاط انداز میں سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

نیچے واقعی ایک خاصی کشادہ سرنگ تھی جو دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ سرنگ میں بھی ہلکی ہلکی روشنی ہو رہی تھی۔ اور ایک طرف ایک جیپ کھڑی تھی۔ سرنگ کے آخری زینے سے جیسے ہی وہ نیچے اترے

کے پیچھے کھلا ہوا دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

نیچے آتے ہی وہ تیزی سے دائیں بائیں دیواروں سے لگ گئے۔ آگے دور تک خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

''جیپ لے چلتے ہیں۔'' ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں چلو۔'' ـــــ جولیا نے کہا اور پھر وہ سب جیپ میں سوار ہو
کیپٹن شکیل ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ باقی سب مشین گنیں ال کر جیپ میں اس انداز میں سوار ہو گئے کہ اگر ان پر حملہ کیا جاتا اپنا بچاؤ کرتے ہوئے ان پر جوابی کارروائی بھی کر سکتے تھے۔

جیپ کے اگنیشن میں چابی لگی ہوئی تھی۔ کیپٹن شکیل نے جیپ کا اسٹارٹ کیا اور اسے آگے بڑھا لے گیا۔ مدھم روشنی میں وہ تیزی جیپ چلا رہا تھا۔ یہ ان کی خوش قسمتی ہی تھی کہ سرنگ بالکل خالی تھی بھی تک ان کے سامنے کوئی نہیں آیا تھا۔

سرنگ کو بالکل متوازی بنایا گیا تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل اسے فل سے دوڑا رہا تھا تاکہ وہ جلد سے جلد ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائیں۔

تقریباً بیس منٹوں کے تیز رفتار سفر کے بعد وہ سرنگ کے آخری رے پر پہنچ گئے۔ سامنے سرنگ بند تھی اور وہاں ایک بہت بڑا دی دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ انہیں حیرت ہو رہی تھی کہ سرنگ اور دروازے کے پاس حفاظتی بندوبست نہیں کیا گیا تھا۔ شاید حفاظت سارا انتظام باہر تھا اور کسی کو اس بات کا امکان نہیں تھا کہ کوئی سے اس قدر مسلح افراد کو چکمہ دے کر یہاں تک آ سکتا ہے۔ یہ

سیکرٹ سروس کے ممبران کی ذہانت اور ان کی بہترین پلاننگ کا ہی تھا کہ وہ جنگل میں اس قدر حفاظتی انتظامات ہونے کے باوجود یہاں تک پہنچ گئے تھے۔ یہ واقعی ان کی کامیابی تھی بہت بڑی کامیابی۔

فولادی دروازے کے قریب آتے ہی کیپٹن شکیل نے جیپ روک لی اور جیپ رکتے ہی وہ سب تیزی سے نیچے آ گئے۔

''حیرت ہے۔ یہاں سیکیورٹی کا کوئی انتظام دکھائی نہیں دے رہا۔'' جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں شاید اوپر موجود مسلح افراد پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ تھا کہ ان کی موجودگی میں کوئی اس سرنگ تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اسی لئے انہوں نے یہاں کوئی انتظام نہیں کیا ہو گا۔'' ــــــ صفدر نے کہا۔

''اب ہمارے درمیان یہ فولادی دروازہ حائل ہے۔ اسے کیسے کھولا جائے۔'' ــــــ تنویر نے کہا۔

''صفدر کے پاس ٹائم بم ہیں۔ اگر دروازے پر ہم بم لگا کر پیچھے ہٹ جائیں تو میرا خیال ہے ایک بم سے دروازے کو اڑایا جا سکتا ہے۔'' ــــــ کراسٹی نے کہا۔

''نہیں۔ دروازے پر بم لگانے سے دروازہ تو اڑ جائے گا مگر اندر موجود مسلح افراد بھی چوکنے ہو کر اندر سے اندھا دھند فائرنگ بھی کر سکتے ہیں اور یہاں ایسی کوئی جگہ نہیں ہے جہاں چھپ کر یا کسی آڑ میں ہو کر ان کی فائرنگ کی زد سے بچ سکیں اور دھماکے سے یہ سرنگ بھی تباہ ہو سکتی ہے۔'' ــــــ صفدر نے کہا۔

''پھر اس دروازے کو کیسے کھولا جائے۔ اس طرف تو دروازے کا لاک بھی دکھائی نہیں دے رہا۔ فولاد کی سپاٹ دیوار سی ہے۔ جسے اندر سے ہی کسی میکنزم کے ذریعے کھولا جا سکتا ہے۔'' ــــــ جولیا نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہی پڑے گا۔ گو اوپر سے ہم نے میدان صاف کر دیا ہے۔ مگر اس کی خبر اندر موجود افراد تک یقیناً پہنچ گئی ہو گی۔ وہ یہاں مزید نفری بھی منگوا سکتے ہیں اور اگر ہم یہیں کھڑے بحثیں کرتے رہے تو ہمیں وہ لوگ جنگلی خرگوشوں کی طرح گھیر کر یہیں ہلاک کر سکتے ہیں۔'' ــــــ تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل آگے بڑھا اور دروازے کی سائیڈوں کی دیواروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ مگر پھر اس نے ہونٹ بھینچے اور انکار میں سر ہلاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا۔

''کیا ہوا۔'' ــــــ اسے اس طرح پیچھے ہٹتے دیکھ کر جولیا نے پوچھا۔

''دیوار کے اس حصے کو بم سے بھی نہیں اڑایا جا سکتا۔ یہ ساری دیوار ہارڈ کنکریٹ کی ہے جس کے درمیانی حصے میں فولادی دروازہ نصب کیا گیا ہے اور اس دروازے کو واقعی اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔'' ــــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا اس دروازے کو ریز کٹر سے کاٹا جا سکتا ہے۔'' ــــــ اچانک کراسٹی نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ریز کٹر۔ اوہ ہاں۔ کیا تمہارے پاس ریز کٹر ہے۔'' ــــــ جولیا نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنا دایاں پیر اوپر اٹھا

کر اپنی جوتی کی ایڑی کو مخصوص انداز میں پریس کر کے گھما دیا۔ دوسرے لمحے اس کی جوتی کی ایڑی کسی ڈھکن کی طرح الگ ہو گئی۔ کراسٹی نے ایڑی کے درمیان میں پھنسا ہوا ایک ٹارچ نما چھوٹا سا آلہ نکال لیا۔ آلہ نکال کر اس نے ایڑی اپنی جگہ پر ایڈجسٹ کی اور آلہ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”گڈ۔ یہ ہائی وولٹر ریز کٹر ہے۔ اس سے کنکریٹ کی دیوار تو کیا اس فولادی دروازے کو بھی آسانی سے کاٹا جا سکتا ہے۔“ ۔۔۔۔۔ جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ کٹر مجھے دیں۔ میں اس سے فولادی دروازے کو کاٹتا ہوں۔ دروازہ کٹنے تک آپ لوگ پوزیشنیں سنبھال لیں۔ ایسا نہ ہو دروازہ کٹتے ہی اندر سے ہم پر ہلہ بول دیا جائے۔“ ۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کٹر اسے دے دیا۔ صفدر ریز کٹر لے کر ابھی دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک انہیں سائیں سائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو انہیں دیواروں کی جڑوں سے سیاہ دھواں سا نکلتا دکھائی دیا۔

”اوہ۔ دھواں۔“ ۔۔۔۔۔ کراسٹی نے تیز لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے ان کے اردگرد جیسے سیاہ دھویں کا بادل سا بن گیا۔ دھویں کو دیکھتے ہی انہوں نے سانسیں روک لی تھیں مگر بے سود، چند ہی لمحوں میں وہ سب بے جان بتوں کی طرح گرتے چلے گئے۔

شہر سے تقریباً دو سو کلو میٹر دور ایک نو آباد علاقے میں ایک عظیم الشان محل نما حویلی کے احاطے میں بے شمار مسلح افراد موجود تھے۔ حویلی کے چاروں طرف مسلح کمانڈوز پھیلے ہوئے تھے۔ ان مسلح کمانڈوز نے نہ صرف حویلی بلکہ اردگرد کے علاقے کو بھی اپنے کنٹرول میں لے رکھا تھا۔

یہ حویلی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے چیف کرنل ترپاٹھی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ جس نے حویلی اور اردگرد کے علاقے پر اپنا مضبوط تسلط جما رکھا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر کو خصوصی طور پر اور دوسروں کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے لئے یہاں بنایا گیا تھا۔ اس ہیڈ کوارٹر میں کسی غیر متعلق آدمی کو آنے نہیں دیا جاتا تھا۔ اول تو کرنل ترپاٹھی کسی کے سامنے آتا نہیں تھا۔ اور اگر بہ امر مجبوری کسی سے ملنا اس کے لئے ناگزیر ہو جاتا تو اسے کئی مرحلوں سے گزارنے کے بعد کرنل ترپاٹھی تک پہنچایا جاتا تھا۔

کرنل ترپاٹھی نے یہاں اپنی حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا تھا۔ اور اس کی ایجنسی کے ممبران نے باقاعدہ کمانڈوز کی ٹریننگ لے رکھی تھی جن کی نظروں میں آئے بغیر ہیڈ کوارٹر میں ایک معمولی چڑیا بھی داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

کرنل ترپاٹھی ایک مضبوط جسم اور بڑے ڈیل ڈول والا بھاری بھرکم آدمی تھا۔ اس کا سر گنجا اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں۔ جن میں بلا کی مکاری اور کینہ پروری جھلکتی تھی۔ اس نے گہری مونچھیں رکھی ہوئی تھیں جنہیں بل دے کر اس نے بچھو کے ڈنک کی طرح دونوں طرف سے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ اس کا رنگ صاف تھا اور اس کے گالوں پر نوجوانوں کی سی سرخی نظر آتی تھی۔ وہ انتہائی سنگ دل، بے رحم اور کینہ پرور ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد خود سر انسان تھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے لئے نفرت اور انتہائی تضحیک دکھائی دیتی تھی۔ وہ انتہائی روکھے اور سرد لہجے میں بات کرنا کا عادی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا سامنا کرنے اور اس سے بات کرتے ہوئے بڑے بڑوں کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔

کرنل ترپاٹھی زیادہ تر اپنے اسی ہیڈ کوارٹر میں رہتا تھا اور یہیں سے اپنے احکامات صادر کرتا تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر جاتے ہوئے وہ ہمیشہ خفیہ راستہ استعمال کرتا تھا اور خود کو میک اپ کی تہوں میں چھپا کر رکھتا تھا۔ جس سے اس کی اصلی پہچان مشکل ہو جاتی تھی اور میک اپ کرنے کے بعد کرنل ترپاٹھی اپنے لب و لہجے پر کمال کی حد تک کنٹرول کر لیتا

ورنہ اس کے روکھے اور سرد پن سے میک اپ میں ہونے کے باوجود اس کا پہچان لیا جانا آسان تھا۔ کرنل ترپاٹھی نے وہاں ایک ...دار آفس بنا رکھا تھا۔ اس آفس میں اس کے مخصوص ساتھیوں کے کسی کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ اس وقت بھی اپنے آفس میں موجود تھا۔

اونچی نشست والی کرسی سے ٹیک لگائے وہ کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ قدرے پریشانی کے بھی اثرات نمایاں تھے۔ اس کے غصے اور پریشانی کی وجہ وہ پاکیشیائی ایجنٹس تھے جو اس کے بھائی رام ویر کو اغوا کر کے لے جا رہے تھے۔ ان کے بارے میں کافرستان سیکرٹ سروس کے زیرو اسکواڈ کے انچارج کرنل یادیو نے اطلاع دی تھی۔ اور یہ سنتے ہی کرنل ترپاٹھی شدید غصے میں آ گیا تھا۔ اس نے کرنل یادیو کو حکم دیا تھا کہ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹس کو ہر صورت میں ٹریس کریں اور جیسے بھی ممکن ہو وہ ان سے اس کے بھائی رام ویر کو آزاد کرائیں۔ اس نے کرنل یادیو کو رام ویر کے کلب کے خفیہ راستے اور وہاں موجود ایمرجنسی کے طور پر استعمال میں لائی جانے والی کار اور اس کے ٹریکر سسٹم کے بارے میں بھی بتا دیا تھا تاکہ زیرو اسکواڈ کو ان پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچنے کے لئے زیادہ وقت نہ لگ سکے۔ لیکن کئی گھنٹے گزر گئے تھے اور کرنل یادیو نے نہ اس سے کوئی رابطہ کیا تھا اور نہ ہی اسے رام ویر اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ دی تھی جس سے کرنل ترپاٹھی کا غصہ اور پریشانی بڑھتی جا رہی

تھی۔ اس نے کرنل یادیو سے اس کی بتائی ہوئی فریکوئنسی پر بھی کئی بار بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر دوسری طرف اس کا رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

رام ویر اس کا چھوٹا بھائی تھا جس سے وہ بے حد محبت کرتا تھا اور اس کی ہر خواہش پوری کرنے کے لئے وہ حکومت کی بنیادیں تک ہلا کر رکھ دیتا تھا۔ رام ویر کی اس نے بچپن سے لے کر اب تک باپ کی طرح دیکھ بھال کی تھی اور وہ اس کے جسم پر معمولی سی خراش دیکھ کر بھی آگ بگولا ہو جاتا تھا۔ رام ویر کے خلاف بولنے یا اس کے خلاف سازش کرنے والا راتوں رات غائب ہو جاتا تھا اور ظاہر ہے اسے غائب کرنے میں کرنل تر پاٹھی کا ہی ہاتھ ہوتا تھا جس کے ٹکڑے اگلے دن شہر کے چوراہوں پر ملتے تھے۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ اس قدر قریبی رشتہ ہونے کے باوجود یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم تھی کہ رام ویر کرنل تر پاٹھی کا بھائی تھا۔ کرنل تر پاٹھی جس منصب پر فائز تھا خود کو اور رام ویر کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے اس نے اس حقیقت کو خود ہی چھپا رکھا تھا تا کہ کوئی رام ویر کو اس کی کمزوری سمجھ کر اس کے لئے نقصان اور پریشانی کا باعث نہ بن سکے۔

رام ویر سے اس کا گہرا رشتہ تھا اس کو چھپانے کے لئے اور رام ویر کی حفاظت کے لئے اپنی ایجنسی کے افراد کو بھی مقرر کر رکھا تھا۔ ویسے بھی رام ویر اس کی طرح بے حد سخت گیر، خطرناک اور انتہائی طاقتور تھا۔ وہ اپنے دوستوں دشمنوں کی پہچان رکھنے والا آدمی تھا۔ اس لئے کرنل

پاٹھی جانتا تھا کہ رام ویر اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے رام ویر کو مکمل آزادی دے رکھی تھی اور اس کے کسی کام میں مداخلت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی رام ویر اس کے معاملات میں کوئی دخل دیتا تھا۔ رام ویر نے اپنے بل بوتے پر اچھا خاصا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا اور اس کے سامنے کوئی سر اٹھا کر بات کرنے کی جسارت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اور اسی رام ویر کو کرنل یادیو کے کہنے کے مطابق تین پاکیشائی ایجنٹوں نے اس کے کلب میں جا کر شکست دے دی تھی۔ ان انہوں نے کلب میں آ کر ہنگامہ آرائی بھی کی تھی۔ رام ویر کے چند مسلح افراد کے ساتھ ساتھ اس کے فائٹروں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔

کرنل یادیو کی باتوں پر کرنل تر پاٹھی کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس نے فوری طور پر ویژنل سکرین پر چیک کیا تو اس نے واقعی رام ویر کے آفس میں تین افراد کو دیکھا جو اس کے بھائی رام ویر کو بے ہوش کر کے خفیہ راستے سے نکال لے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر کرنل تر پاٹھی کا غصہ عروج پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے کرنل یادیو کو دوبارہ کال کر کے ہدایات دی تھیں کہ وہ ان پاکیشائی ایجنٹوں سے اس کے بھائی کو آزاد کرانے کے لئے کچھ بھی کریں۔ اسے ہر حال میں اس کا بھائی زندہ اور سلامت چاہیے تھا۔ جس کا کرنل یادیو نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ مگر اس کے بعد سے اب تک کرنل یادیو نے ایک بار بھی اس سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ کرنل تر پاٹھی کو فکر تھی کہ پاکیشائی ایجنٹ اس کے بھائی رام ویر کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ وہ اپنے بھائی کی ذرا سی بھی تکلیف

برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"ہونہہ۔ اگر ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے میرے بھائی کے جسم پر معمولی سی خراش بھی ڈالنے کی کوشش کی تو میں ان کا انجام اس قدر بھیانک کروں گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔" ـــــ کرنل تریپاٹھی نے سیدھے ہو کر غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جھپٹ کر میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ایک بار پھر کرنل یادیو سے رابطہ ملانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر اس بار بھی رابطہ قائم نہ ہوا تو اس نے غصے سے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا ہی تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"یس۔" ـــــ اس نے انتہائی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ایٹ ون سکس بول رہا ہوں چیف۔" ـــــ دوسری طرف سے ایک گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایٹ ون سکس۔ اوہ تم۔ کہاں ہو تم۔ میں نے تمہیں کرنل یادیو اور اس کے زیرو اسکواڈ کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا نا۔" ـــــ دوسری طرف کی آواز سنتے ہی کرنل تریپاٹھی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ میں اسی اسکواڈ کے ساتھ ہوں۔" ـــــ دوسری طرف سے ایٹ ون سکس نے کہا۔

"کرنل یادیو کہاں ہے اور اس کا اسکواڈ کیا کر رہا ہے۔ اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیا ہوا۔" ـــــ کرنل تریپاٹھی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"کرنل یادیو ہلاک ہو چکا ہے چیف۔" ـــــ دوسری طرف سے ایٹ ون سکس نے کہا اور کرنل تریپاٹھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کرنل یادیو ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے ہلاک ہو گیا ہے۔ کس نے ہلاک کیا ہے اسے۔" ـــــ کرنل تریپاٹھی نے چیختے ہوئے کہا۔

"چیف۔ کرنل یادیو اور اس کا اسکواڈ جن پاکیشیائی ایجنٹوں کا تعاقب کر رہا تھا وہ خالی ہاتھ نہیں تھے۔ ان کے پاس جدید اسلحہ تھا۔ انہوں نے کرنل یادیو کو ہیلی کاپٹر سمیت اڑا دیا تھا۔ یہی نہیں انہوں نے زیرو اسکواڈ کو بھی شدید نقصان پہنچایا ہے۔" ـــــ دوسری طرف سے ایٹ ون سکس نے کہا اور پھر اسے ساری تفصیل بتاتا چلا گیا جسے سن کر کرنل تریپاٹھی کا چہرہ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

"اوہ۔ ان تین ایجنٹوں نے زیرو اسکواڈ کو ختم کر دیا ہے۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی بیڈ نیوز۔ اب کہاں ہیں وہ۔ اور اب زیرو اسکواڈ کی کمانڈ کس کے پاس ہے۔" ـــــ کرنل تریپاٹھی نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"وہ کرشن نگر میں جا کر غائب ہو گئے تھے چیف۔ اسکواڈ ان کی تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہا ہے۔ انہیں ایک علاقے میں وہ کار بھی مل گئی ہے جس میں پاکیشیائی ایجنٹ سفر کر رہے تھے۔ مگر تا حال ان کا کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ میرا خیال ہے کہ وہ کرشن نگر سے نکل کر دامانی شہر میں چلے گئے ہیں۔" ـــــ دوسری طرف سے ایٹ ون سکس نے کہا۔

''داماٹی۔ اوہ۔ اگر وہ داماٹی میں چلے گئے ہیں تو ان کی تلاش واقعی ایک مسئلہ بن جائے گی۔ داماٹی شہر تو انسانوں کا سمندر ہے۔ داماٹی شہر میں جا کر انہیں تلاش کرنا بالکل ایسا ہی ہوگا جیسے گھاس میں سے سوئی کو تلاش کرنا''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یس چیف''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایٹ ون سکس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم ان کے ساتھ ہی رہو۔ اور جیسے ہی کوئی نئی بات معلوم ہو فوراً مجھے کال کرنا۔ لگتا ہے ان کی تلاش کے لئے اب مجھے ہی اپنی فورس حرکت میں لانا پڑے گی۔ وہ لوگ شاگل جیسے انسانوں کے بس کی بات نہیں ہے''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے کہا اور اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''یہ پاکیشائی ایجنٹس یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ان کا رام دیر تک پہنچنا اور اسے کلب سے نکال کر لے جانے کا یہی مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے ذریعے مجھ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ مگر کیوں۔ عمران کو میرے بارے میں کیسے پتہ چل گیا کہ رام دیر میرا بھائی ہے اور اس کے ذریعے وہ مجھ تک پہنچ سکتا ہے۔ آخر یہ عمران ہے کیا چیز''۔ کرنل ترپاٹھی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر لاتعدد سلوٹیں نمایاں ہو گئی تھیں۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ میز پر پڑے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی تو کرنل ترپاٹھی ایک بار پھر اپنی سوچ کے محور سے باہر آ گیا۔ اس نے فوراً ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس

کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''جی سکس کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مسلسل آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے بٹن پریس کر کے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ چیف۔ میں میجر پرکاش بول رہا ہوں۔ ساماگا پوائنٹ سے۔ اوور''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یس میجر۔ کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات۔ اوور'' کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

''یس چیف۔ میں نے آپ کو یہ بتانے کے لئے کال کی ہے کہ ساماگا پوائنٹ پر چند نامعلوم افراد نے حملہ کر دیا تھا۔ انہوں نے بیس پوائنٹ پر ریڈ ٹریپ لگا کر حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں بیس پوائنٹ کے تمام آدمی مارے گئے تھے۔ اوور''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا۔

''اوہ۔ حملہ آور کون تھے اور ان کی تعداد کتنی تھی۔ اوور'' کرنل ترپاٹھی نے پوچھا۔

''ان کی تعداد پانچ ہے چیف۔ وہ زیرو ٹنل میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ میں نے سٹارسنٹر کو سیلڈ کر رکھا تھا اس لئے وہ وہیں تک محدود ہو کر رہ گئے۔ میں نے پوائنٹ تھری سے مزید نفری منگوائی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ انہیں زیرو ٹنل میں ہی گھیر کر ہلاک کر دیا

جائے۔ ایک تو ان کے پاس خطرناک اسلحہ اور طاقتور بم تھے اس لئے میں انہیں زیروٹنل میں ہی ہلاک کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اگر میں زیروٹنل میں موجود چھپی ہوئی مشین گنوں سے یا ریڈ ریز سے ہلاک کرنے کی کوشش کرتا تو ان کے پاس موجود بم پھٹ سکتے تھے جس سے لامحالہ زیروٹنل کو بھی نقصان پہنچتا۔ اس لئے میں انہیں نہیں چھیڑ رہا تھا البتہ میں نے ان کے زیروٹنل میں آتے ہی داخلی راستہ بھی سیلڈ کر دیا تھا۔ مجھے خدشہ تھا کہ وہ بموں سے فولادی دروازے کو اڑانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے انہیں ساکوم گیس سے وہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے وہ ابھی زندہ ہیں۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میں نے انہیں بے ہوش کر کے بلیک روم میں قید کر دیا ہے۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں زندہ رکھ کر تم نے دانشمندی کا ثبوت دیا ہے میجر پرکاش۔ ہمارے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ وہ کون ہیں اور انہیں سٹار سنٹر کے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور وہ وہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے۔ تم ان پر ٹارچر کرو۔ ان کا کسی بھی طرح منہ کھلواؤ۔ ان کے بارے میں مجھے ایک رپورٹ چاہیے۔ اس کے علاوہ تم پوائنٹ تھری سے مزید آدمی منگوالو اور پورے جنگل کو سرچ کراؤ۔ ہو سکتا ہے

کے اور ساتھی بھی وہاں موجود ہوں۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ پوائنٹ تھری کی ریزرو فورس کو میں پہلے ہی یہ سب ہدایات دے دی ہیں۔ باقی رہی ان حملہ آوروں کی بات تو میں نے آپ سے اجازت لینے کے لئے ہی کال کی تھی کہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان کا منہ کھلوانے کے لئے ان پر تشدد کر سکتا ہوں۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا۔

''میری طرف سے تمہیں مکمل آزادی ہے میجر پرکاش۔ ان کا منہ کھلوانے کے لئے بے شک ان کا ریشہ ریشہ الگ کر دو اور پھر ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے جنگل میں پھینک دینا۔ جنگل کے کیڑے مکوڑے خود ہی انہیں چٹ کر جائیں گے۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے سفاکی سے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ اب میں ان کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی روحیں تک کانپ اٹھیں گی اور وہ ہر حال میں میرے سامنے منہ کھولنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اوور۔''۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے خوش ہوتے ہوئے جوشیلے انداز میں یوں کہا جیسے کرنل ترپاٹھی نے اسے مجرموں کے ساتھ درندگی آمیز سلوک کرنے کی اجازت دے کر اس کی دلی خواہش پوری کر دی ہو۔

''اوکے۔ اور ہاں۔ ڈاکٹر پریتم راؤ اور اس کی ٹیم کے بارے میں

بتاؤ۔ سپر سونک ریز تیار کرنے والی مشین پر انہوں نے اب تک کتنی کامیابی حاصل کی ہے اور انہیں پراجیکٹ مکمل کرنے میں ابھی اور کتنا وقت لگے گا۔ اوور۔'' ـــــ کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

''وہ دن رات کام کر رہے ہیں چیف ۔ مزید چند روز تک وہ اپنا کام مکمل کر لیں گے۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا۔

''گڈ۔ میں بھی بس ان کی کامیابی کا ہی منتظر ہوں۔ اوور۔'' کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

''جیسے ہی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے میں آپ کو فوراً اطلاع کر دوں گا۔ اوور۔'' ـــــ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا تو کرنل ترپاٹھی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''حیرت ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی یہاں ہیں تو سٹار سنٹر پر حملہ کرنے والے کون ہو سکتے ہیں اور اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو رام ویر کو لے جانے والے کون ہیں۔'' ـــــ ٹرانسمیٹر آف کر کے کرنل ترپاٹھی نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر پڑے انٹر کام کی مترنم گھنٹی بجی تو وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یس۔'' ـــــ اس نے انٹر کام کے لاؤڈر کا بٹن آن کر کے ناگواری سے کہا۔ شاید مسلسل کالیں سن سن کر وہ اپ سیٹ سا ہو گیا تھا۔

''سر۔ مسٹر رام ویر دو آدمیوں کے ساتھ آپ سے ملنے آئے ہیں۔'' ـــــ دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی کی پرسنل سیکرٹری نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ترپاٹھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''رام ویر۔ دو آدمی۔'' ـــــ کرنل ترپاٹھی کے منہ سے حیرت زدہ آواز نکلی۔

''یس سر۔'' ـــــ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ میری بات کراؤ اس سے۔ فوراً۔'' کرنل ترپاٹھی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں بات کراتی ہوں۔'' ـــــ دوسری طرف سے پرسنل سیکرٹری نے کہا اور پھر ایک لمحے کے توقف کے بعد رابطہ ہو گیا۔

''بھائی۔ میں رام ویر ہوں۔ ایک ایمرجنسی کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔'' ـــــ دوسری طرف سے رام ویر کی آواز سنائی دی۔

''ایمرجنسی۔ کیسی ایمرجنسی۔ اور تم۔ تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے کیسے بچ نکلے۔ کون تھے وہ۔ کہاں لے گئے تھے وہ تمہیں اور۔'' کرنل ترپاٹھی جیسے رام ویر کی آواز سن کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

''دھیرج۔ بھائی۔ دھیرج سے کام لیں۔ میں یہی سب بتانے کے لئے تو آیا ہوں۔ آپ ہمیں اندر آنے دیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔'' ـــــ رام ویر نے بڑے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں۔ ہمیں کون۔ اور ہاں۔ سیکرٹری بتا رہی تھی کہ تمہارے ساتھ دو آدمی بھی ہیں۔ کون ہیں وہ۔ انہیں یہاں ساتھ کیوں لائے ہو۔ تم جانتے ہو نا کہ تمہارے سوا میں کسی اور سے ملنا پسند نہیں کرتا۔'' کرنل

تر پاٹھی نے کہا۔

"وہ دونوں میرے بھروسے کے آدمی ہیں بھائی۔ میں انہیں خاص طور پر آپ سے ملانے کے لئے لایا ہوں۔ ان کے پاس آپ کے لئے بہت اہم انفارمیشن ہے۔" ——— رام ویر نے کہا۔

"کیسی انفارمیشن۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"آپ ہمیں اندر آنے دیں بھائی۔ میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ وہ دونوں میرے بھروسے کے آدمی ہیں اور آپ جانتے ہی ہیں کہ میں کم از کم آپ کے پاس کسی عام آدمیوں کو نہیں لا سکتا۔" دوسری طرف سے رام ویر نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں لفٹ اوپر بھیج دیتا ہوں۔ تم آجاؤ۔" کرنل تر پاٹھی نے کہا۔ اور پھر اس نے انٹر کام آف کر دیا۔ اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک خفیہ بٹن پریس کیا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

آخر وہ دونوں کون ہیں جنہیں رام ویر خصوصی طور پر یہاں لایا ہے۔ اور اسے تو پاکیشیائی ایجنٹوں نے اغوا کر لیا تھا۔ پھر وہ ان کے ہاتھوں کیسے بچ نکلا ہے اور وہ ان دونوں کو لے کر یہاں کیوں آیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں وہ دونوں واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہوں اور انہوں نے رام ویر کو یرغمال بنا رکھا ہو۔ اور وہ ان کے مجبور کرنے پر ان کے ساتھ یہاں آ گیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ ضرور ایسی ہی بات ہو گی۔ مجھے ان دونوں سے رام

ویر کو ہر صورت بچانا ہوگا۔ ورنہ اس کے ساتھ ساتھ وہ میرے لئے بھی پریشانی کھڑی کر سکتے ہیں۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر وہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹس ہیں تو انہوں نے یہاں آ کر اپنے تابوت میں آخری کیل ٹھونک لی ہے۔ وہ یہاں سے بچ کر نہیں جا سکیں گے۔ ان کی موت میرے ہاتھوں ہو گی۔ انتہائی اذیت ناک اور بھیانک موت۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ شدید پریشانی بھی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک بار پھر میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر چند بٹن پریس کر دیئے۔

"اب ٹھیک ہے۔ میں نے کرسیوں کے میگنٹ سسٹم آن کر دیئے ہیں۔ ان کرسیوں پر بیٹھنے والے اب میری اجازت کے بغیر کسی بھی صورت میں اٹھ نہیں سکیں گے اور پھر میں ان دونوں کو بھیانک موت ماروں گا۔ ان کرسیوں پر ہی ان کی موت ہو گی۔ انتہائی بھیانک اور اذیت ناک موت۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ سامنے سپاٹ دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور وہاں ایک دروازہ نما خلاء سا بن گیا۔ دوسرے لمحے وہاں تین آدمی نظر آئے۔ ان میں سے آگے رام ویر تھا۔ اس کا چھوٹا بھائی اور اس کے ساتھ دو مقامی آدمی تھے۔ ان کے چہروں پر نظر پڑتے ہی کرنل تر پاٹھی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے ایک نظر میں ہی پہچان لیا تھا کہ وہ دونوں میک اپ میں ہیں۔

"اوہ۔ رام ویر۔ اچھا ہوا جو تم یہاں آ گئے۔ میں تمہارے لئے بے حد پریشان تھا۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ کھڑا ہوا ہی تھا کہ اچانک اسے اپنی پیشانی پر تیز چبھن کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ اپنی پیشانی تک جاتا اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت دھند سی چھا گئی۔

"یہ۔ یہ" ——— کرنل ترپاٹھی کے منہ سے لڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی۔ دھندلائی آنکھوں سے اس نے رام ویر کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پسٹل دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ لہرا کر دوبارہ اپنی کرسی پر گر گیا۔ اس کا سر بڑے زور سے میز سے ٹکرایا اور اسے اپنے دماغ میں تاریکی سی چھاتی ہوئی محسوس ہوئی۔

عمران نے اپنے میک اپ کو آخری ٹچ دیا اور پلٹ کر ٹائیگر اور ناٹران کی طرف دیکھنے لگا جو اس کے عقب میں کھڑے اسے رام ویر کا میک اپ کرتے دیکھ رہے تھے۔

"بہت خوب عمران صاحب۔ آپ نے واقعی کمال کا میک اپ کیا ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے میرے سامنے اصلی رام ویر کھڑا ہو۔" ناٹران نے عمران کے میک اپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں تمہیں نقلی رام ویر دکھائی دے رہا ہوں۔ نانسنس۔ میں رام ویر ہوں۔ کرنل ترپاٹھی کا چھوٹا بھائی۔" ——— عمران نے رام ویر کی آواز میں کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جی ہاں۔ جی ہاں۔ آپ واقعی اصلی رام ویر ہیں اور آپ کو دیکھ کر کرنل ترپاٹھی بھی یہ نہیں جان سکے گا کہ اس کے بھائی کے چہرے کے پیچھے کس کا چہرہ چھپا ہوا ہے۔" ——— ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا۔ اب یہ دانت نکالنا بند کرو۔ یہ بتاؤ میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا ہوا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"میں سی ایکس ایکس کار لے آیا ہوں۔ میں نے اس کار کے نیچے فاسٹم کٹ بھی لگا دی ہے۔ جس میں بڑی تعداد میں سی سی گیس موجود ہے۔ جو پانچ سو میٹر کے دائرے میں تیزی سے پھیل کر زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کو بھی ایک لمحے میں بے حس و حرکت کر سکتی ہے۔"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"گڈ۔ اور اس کار کا نمبر۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کار پر ویسی ہی نمبر پلیٹ لگا دی ہے جیسی رام ویر کی ذاتی کار کی ہے۔"۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور ٹائیگر رام ویر کا کیا کیا ہے تم نے۔"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں نے اسے ایک ایکس سکس کی ڈوز دے دی ہے باس۔ اور اس کے جسم کے مختلف حصوں پر زخم لگا دیئے ہیں جس سے اس کی قوت ارادی اور اس کی سوچ ماند پڑ جائے گی۔ بلکہ اب تک تو وہ یقینی طور پر اپنا نام بھی بھول چکا ہوگا۔"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم دونوں میک اپ کر لو۔ اتنی دیر میں رام ویر کے پاس جا کر اسے اپنے ٹرانس میں لے کر اپنی مطلوبہ معلومات حاصل

کر لیتا ہوں۔ پھر ہم کرنل ترپاٹھی سے ملنے کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔"۔۔۔۔ ناٹران نے جھجکتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پیارے۔ کیا کرو گے کچھ پوچھ کر۔ اگر پوچھنا ہی ہے تو بہت کچھ پوچھو۔ اتنا پوچھو کہ پوچھ پوچھ کر تم تھک جاؤ۔"۔۔۔۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"نہیں۔ میں بہت کچھ نہیں آپ سے صرف دو باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔"۔۔۔۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پوچھ لو بھائی۔ تمہارے پوچھنے سے اور میرے بتانے سے اگر تمہارے سر کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے تو پوچھ لو۔ بعد میں تم سے میں پوچھوں گا اور ایسا پوچھوں گا کہ تم زندگی بھر یاد کرو گے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس دیا۔

"آپ مجھ سے کیا پوچھیں گے۔"۔۔۔۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم مجھ سے پوچھنے والے کون ہوتے ہو۔ جانتے نہیں۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) عرف پرنس آف ڈھمپ ہوں۔ اور پرنس سے ایک کروڑ پتی سیکرٹ ایجنٹ کچھ پوچھنے کی جسارت کیسے کر سکتا ہے۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو اس بار ناٹران کے

ساتھ ساتھ ٹائیگر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"معاف کیجئے گا۔ آپ اس وقت نہ علی عمران ہیں اور نہ پرنس آف ڈھمپ۔" ——— ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کیا کہہ رہے ہو بھائی۔ اگر میں علی عمران یا پرنس آف ڈھمپ نہیں ہوں تو کون ہوں۔" ——— عمران نے کہا۔

"آپ کرنل ترپاٹھی کے چھوٹے بھائی رام ویر ہیں۔" ——— ناٹران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے تم جو پوچھنا چاہتے ہو ۔ رام ویر سے پوچھنا چاہتے ہو۔" ——— عمران نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے عمران صاحب سے کچھ پوچھنا ہے۔" ——— ناٹران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ڈھونڈو اپنے عمران صاحب کو۔ جب مل جائے تو مجھے بھی بتا دینا۔ میں بھی اس سے کچھ پوچھ لوں گا۔" ——— عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کیا پوچھیں گے ان سے۔" ——— ناٹران نے کہا۔

"وہی جو تم اس سے پوچھنا چاہتے ہو۔" ——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ میں کیا پوچھنا چاہتا ہوں۔" ——— ناٹران نے کہا۔

"یہی کہ اس کا نام ٹائیگر ہے تو اس کی دم کہاں ہے۔" ——— عمران نے ٹائیگر کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ناٹران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"جی نہیں۔ میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔" ——— ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر تم یہ پوچھنا چاہتے ہو گے کہ اگر میں احمق ہوں تو میرے سر پر سینگ کیوں نہیں ہیں۔" ——— عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں تو آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے رام ویر سے بات کر لی تھی اور اس نے آپ کو سب کچھ بتا بھی دیا تھا۔ پھر آپ نے ٹائیگر کے ذریعے اسے ایک ایل سکس انجکشن کی ڈوز کیوں دے ہے۔ اس نے رام ویر کے جسم پر متعدد زخم بھی لگائے ہیں تا کہ اس کی قوت مدافعت کمزور پڑ جائے اور اسے آپ آسانی سے اپنے ٹرانس میں لے سکیں۔ اسے ٹرانس میں لے کر اب آپ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ آپ نے رام ویر کے ذاتی استعمال میں رہنے والی کار جیسی سی ایکس ایکس کار کیوں منگوائی ہے۔ اور اس کے نیچے فاسٹم کٹ اور ایس ٹی بم کیوں لگوایا ہے۔" ——— ناٹران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"ان دو باتوں میں تم نے کتنی باتیں پوچھ لی ہیں۔ جس کے جواب میں ایک ضخیم ناول تحریر کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال میں تمہیں ناول تو نہیں سنا سکتا۔ مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ اگر تم سمجھ سکو تو۔" ——— عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کی عین نوازش ہو گی جناب۔ اگر آپ مختصر طور پر ہی بتا دیں۔''۔۔۔۔ ناٹران نے پھر ہنستے ہوئے کہا۔

''عین نوازش کیوں۔ غین نوازش کیوں نہیں۔''۔۔۔۔ عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''اب میں اور کیا کہوں۔''۔۔۔۔ ناٹران نے اپنی ہنسی دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''چلو یار تمہیں عین نوازش کے طور پر ہی بتا دیتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کس حقیر، فقیر بلکہ کفگیر سے پالا پڑا ہے۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ ٹائیگر بھی ہنس رہا تھا۔

''رام ویر نے مجھے جو کچھ بتایا تھا اس سے میرا مسئلہ حل نہیں ہوتا تھا۔ باتوں کے دوران میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ رام ویر بے حد گھبرا انسان ہے۔ اس نے مجھے جو کچھ بتایا تھا بہت سوچ سمجھ کر بتایا تھا۔ میں نے اس سے چند باتیں پوچھیں تھیں جن کا اس نے جواب دے دیا تھا۔ میں اس سے کرنل ترپاٹھی اور اس کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے ساتھ ساتھ اس کے سیکرٹ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی جاننا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ رام ویر کرنل ترپاٹھی کے ساتھ کس انداز میں بات کرتا ہے۔ کرنل ترپاٹھی کا اس کے ساتھ رویہ کیسا ہے اور یہ کہ اگر رام ویر، کرنل ترپاٹھی کے ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے تو اسے وہاں کی سیکورٹی کے بارے میں بھی لازماً پتہ ہو گا۔ اگر میں اس سے یہ سب پوچھتا تو وہ مجھے کبھی

جواب نہ دیتا۔ اس لئے میں خاموش ہو کر باہر آ گیا۔ اب ٹائیگر نے اسے نشے میں مبتلا کرنے والا انجکشن لگا دیا ہے اور اس کی قوت مدافعت اس کی سوچ کو کم کرنے کے لئے اس کے جسم پر چند مخصوص زخم لگائے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر میں اس پر ہپنا ٹائزم کروں گا تو وہ فوراً گہرے ٹرانس میں آ جائے گا اور میں اس کے لاشعور میں موجود وہ تمام باتیں آسانی سے اگلوا لوں گا جس کے توسط سے میرا کرنل ترپاٹھی تک پہنچنا آسان ہو سکتا ہے۔ رہی بات کار کی تو بھلے آدمی کرنل ترپاٹھی جہاں بھی رہتا ہے وہاں جانے کے لئے رام ویر یقیناً اپنی مخصوص کار میں ہی جاتا ہو گا اور اس کی کار کو ٹاپ سیکرٹ ایجنسی والے بخوبی پہچانتے ہوں گے اور اس کار کو روکنے اور چیک کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی ہو گی۔ اس میں لگی فاسٹم کٹ کس کام آئے گی یہ تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ شاید آپ کار کرنل ترپاٹھی کے سیکرٹ ہیڈ کوارٹر میں لے جا کر فاسٹم کٹ سے سی سی گیس خارج کر کے وہاں موجود سیکورٹی اہلکاروں کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ہمارے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔''۔۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

''شکر ہے۔ تمہیں کچھ سمجھ تو آئی۔ اب فوراً باہر جاؤ اور بچوں میں بادانہ بانٹ کر آؤ۔ کیونکہ تمہیں سمجھ آ گئی ہے۔''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ناٹران اور ٹائیگر قہقہے مار کر ہنس پڑے۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ آپ رام ویر سے جا کر بات کریں۔

تب تک میں اور ٹائیگر میک اپ کر لیں گے۔'' ــــــ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نارمل میک اپ کرنا۔ بیوٹی پارلروں میں موجود دلہنوں کی طرح میک اپ کرنے میں گھنٹوں نہ لگا دینا۔'' ــــــ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناٹران اور ٹائیگر قد آدم آئینے کے سامنے آ گئے اور میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران واپس آ گیا اور انہیں دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔

''تم میں سے ٹائیگر کون ہے اور لیڈی ٹائیگر کون ہے۔'' ــــــ عمران نے باری باری ان دونوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ٹائیگر ہے اور میں ناٹران ہوں۔'' ــــــ ناٹران نے مسکرا کر کہا۔

''یعنی تم لیڈی ٹائیگر ہو۔'' ــــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میں نے ایسا کب کہا ہے۔'' ــــــ ناٹران نے جلدی سے کہا۔

''بولنے میں پہل تم نے ہی کی تھی۔ فوراً اور جھٹ سے جواب دینے کی عادت لیڈیز میں ہی ہوتی ہے نا۔'' ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناٹران بے اختیار جھینپ گیا۔

''اچھا اب کنواری لڑکیوں کی طرح شرمانا چھوڑو اور چلو۔'' عمران

نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ تینوں کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ عمران نے سنبھال لی تھی۔ سائیڈ والی سیٹ پر ناٹران بیٹھا تھا جبکہ ٹائیگر نے پچھلی سیٹ سنبھال لی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کی کار تیز رفتاری سے شہر کی جانب اڑی چلی جا رہی تھی۔ پھر کار شہر سے نکل کر شمال کی جانب نو آباد علاقے کی طرف بڑھتی چلی گئی اور پھر تقریباً تین گھنٹے کی مزید مسافت کے بعد وہ ایک نئی آبادی میں داخل ہو رہے تھے۔ اس علاقے میں کچے پکے مکانات تھے۔ وہاں تقریباً تمام مکانوں کی چھتوں پر کوئی نہ کوئی آدمی موجود تھا جن کی نظریں سڑک پر آنے جانے والوں پر جمی رہتی تھیں۔ جیسے ہی کار اس علاقے کی طرف بڑھی وہاں موجود لوگ چونک چونک کر کار کی طرف دیکھنے لگے۔

''یہ آپ کہاں لے آئے ہیں عمران صاحب۔'' ــــــ ناٹران نے حیرانی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''خاموش رہو۔ میں عمران نہیں رام ویر ہوں۔ سمجھے۔'' ــــــ عمران نے غرا کر کہا تو ناٹران نے فوراً اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مگر۔'' ــــــ ناٹران نے کچھ کہنا چاہا۔

''کہا ہے نا۔ خاموش رہو۔'' ــــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ناٹران خاموش ہو گیا۔

کار مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی دور نظر آنے والی ایک حویلی نما محل کی طرف بڑھنے لگی۔ گیٹ کے پاس چند نوجوان تھے جن کے

ہاتھوں میں خودکار اسلحہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ان کی نظریں بھی اسی کار کی طرف جمی ہوئی تھیں۔ عمران کار سیدھا اس حویلی کے پھاٹک نما گیٹ کی طرف لے گیا۔ جیسے ہی کار گیٹ کے قریب آئی ایک آدمی نے فوراً گیٹ کھول دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کار اور کار کے مالک کو جانتا ہو۔ عمران کار تیزی سے پورچ کی طرف بڑھا لے گیا جہاں پہلے سے ہی چار پانچ گاڑیاں موجود تھیں۔

پورچ میں کار روک کر عمران جیسے ہی کار سے باہر نکلا ایک ادھیڑ عمر آدمی برآمدے سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"آپ یہاں۔" ——— اس ادھیڑ عمر نے قریب آ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ مجھے دیکھ کر اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو۔ کیا میں یہاں پہلی بار آ رہا ہوں۔" ——— عمران نے رام ویر کے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ آپ نے آنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔" ——— ادھیڑ عمر نے جلدی سے کہا۔ اس دوران نائران اور ٹائیگر بھی کار سے نکل آئے تھے اور ادھیڑ عمر ان دونوں کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ دونوں میرے ساتھی ہیں۔ میں بھائی سے ایک ایمرجنسی سلسلے میں ملنے آیا ہوں۔" ——— عمران نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔

"لیکن رام ویر صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ بڑے صاحب کسی فرد کو یہاں نہیں آنے دیتے۔ ان کا ہمیں سختی سے آرڈر ہے کہ۔" عمر نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"میں نے کہا ہے نا کہ یہ میرے ساتھی ہیں۔ میری بھائی سے بات کراؤ۔ ان کے بارے میں خود میں انہیں بتا دوں گا۔" ——— عمران نے رام ویر کے لہجے میں سخت انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے آئیں۔ میں آپ کی بات کرا دیتا ہوں۔" ادھیڑ عمر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور ایک طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا برآمدے اور لان میں خاصی تعداد میں اہلکار موجود تھے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے۔ عمران نے پر خیال انداز میں سر ہلایا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے ادھیڑ عمر کے پیچھے بڑھ گیا۔

ایک محرابی دروازے سے گزر کر وہ اندر آئے۔ سامنے ایک طویل راہداری تھی۔ راہداری کے دونوں اطراف کمرے تھے جن میں سے کچھ دروازے کھلے ہوئے تھے اور کچھ بند تھے۔ ادھیڑ عمر انہیں لئے ہوئے راہداری کے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے دائیں طرف مڑتے ہی انہیں چکردار سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے تو انہیں سامنے ایک اور کمرے کا دروازہ دکھائی دیا۔ ادھیڑ عمر سیدھا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پلٹ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران سر ہلا کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں کے اندر جاتے ہی

ادھیڑ عمر نے دروازہ بند کر دیا۔

کمرہ دفتر کی طرز پر سجا ہوا تھا۔ایک خوبصورت لڑکی میز کے پیچھے کرسی پر موجود تھی۔عمران پر نظر پڑتے ہی وہ چونک کر کھڑی ہو گئی۔

''اوہ سر۔ آئیں تشریف رکھیں۔''۔۔۔۔اس نے عمران سے کہا تو عمران سر ہلا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہاں مزید کرسیاں اور صوفے بھی موجود تھے مگر ناٹران اور ٹائیگر نے بیٹھنے کی زحمت گوارا نہیں کی تھی۔

''سر۔ اگر آپ آنے کی اطلاع دے دیتے تو۔''۔۔۔۔لڑکی جو کرنل ترپاٹھی کی پرسنل سیکرٹری تھی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میں بھائی سے ایک ایمرجنسی سلسلے میں ملنے آیا ہوں۔''۔۔۔عمران نے کہا۔لہجہ رام ویر کا ہی تھا۔

''لیکن سر۔ یہ دونوں۔ اور آپ تو جانتے ہیں کہ۔''۔۔۔۔سیکرٹری نے ناٹران اور ٹائیگر کے بارے میں اعتراض کرنا چاہا لیکن عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

''تم ان کی فکر نہ کرو۔ یہ دونوں میرے ساتھی ہیں۔ بھائی سے میری بات کراؤ۔''۔۔۔۔عمران نے کہا تو لیڈی سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلایا اور میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

''سر۔ مسٹر رام ویر دو آدمیوں کے ساتھ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔''۔۔۔۔لیڈی سیکرٹری نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں

پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''یس سر۔''۔۔۔۔اس نے کہا اور خاموش ہو کر ایک بار پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

''یس سر۔ میں بات کراتی ہوں۔''۔۔۔۔لیڈی سیکرٹری نے کہا پھر اس نے رسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔عمران نے اس سے رسیور لیا اور کان سے لگا لیا۔

''بھائی۔ میں رام ویر ہوں۔ ایک ایمرجنسی کے سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔''۔۔۔۔عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہی رام ویر کے مخصوص انداز میں کہا۔

''ایمرجنسی۔ کیسی ایمرجنسی۔ اور تم۔ تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے بچ نکلے۔ کون تھے وہ۔ کہاں لے گئے تھے وہ تمہیں اور۔'' کرنل ترپاٹھی جیسے رام ویر کی آواز سن کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

''دھیرج۔ بھائی۔ دھیرج سے کام لیں۔ میں یہی سب بتانے کے لئے تو آیا ہوں۔ آپ ہمیں اندر آنے دیں۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔''۔۔۔۔عمران نے مسکرا کر بڑے تحمل بھرے لہجے میں کہا۔

''ہمیں۔ ہمیں کون۔ اوہ ہاں۔ سیکرٹری بتا رہی تھی کہ تمہارے ساتھ دو آدمی بھی ہیں۔ کون ہیں وہ۔ انہیں یہاں ساتھ کیوں لائے ہو۔ تم جانتے ہو نا۔ کہ تمہارے سوا میں کسی اور سے ملنا پسند نہیں کرتا۔'' کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

"وہ دونوں میرے بھروسے کے آدمی ہیں بھائی۔ میں انہیں خاص طور پر آپ سے ملانے کے لئے لایا ہوں۔ ان کے پاس آپ کے لئے ایک بہت اہم انفارمیشن ہے۔" ——— رام ویر نے کہا۔

"کیسی انفارمیشن۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

"آپ ہمیں اندر آنے دیں بھائی۔ میں نے آپ سے کہا ہے نا کہ وہ دونوں میرے بھروسے کے آدمی ہیں اور آپ جانتے ہی ہیں کہ میں کم از کم آپ کے پاس عام آدمیوں کو تو نہیں لا سکتا۔" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں لفٹ اوپر بھیج دیتا ہوں۔ تم آ جاؤ۔" دوسری طرف سے کرنل ترپاٹھی نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور لیڈی سیکرٹری کی طرف بڑھا دیا جس نے رسیور اس سے لے کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"بھائی لفٹ اوپر بھیج رہا ہے۔" ——— عمران نے کہا تو لیڈی سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دائیں طرف سرر کی آواز سنائی دی اور اچانک دیوار میں ایک دروازے کا خلاء سا بنتا چلا گیا۔ خلاء دیکھ کر عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آؤ۔" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خلاء کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جیسے ہی وہ تینوں اس کمرے میں آئے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ بند ہو گیا اور پھر فرش کو ایک خفیف سا جھٹکا لگا۔ دوسرے لمحے انہیں فرش نیچے بیٹھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔

چند لمحوں بعد جیسے ہی لفٹ رکی عمران کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں رینگ گیا۔ پھر سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تو انہیں سامنے ایک جہازی سائز کا کمرہ دکھائی دیا۔ سامنے کے رخ ہی ایک لمبی چوڑی دفتری میز پڑی تھی جس کے پیچھے ایک گنجے سر اور سفید مونچھوں والا ادھیڑ عمر سخت گیر آدمی بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ کرنل ترپاٹھی تھا۔ انہیں دیکھتے ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"اوہ۔ رام ویر۔ اچھا ہوا جو تم یہاں آ گئے۔ میں تمہارے لئے بے حد پریشان تھا۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔ اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا اور چپٹا سا پسٹل تھا۔ اس نے فوراً پسٹل کا رخ کرنل ترپاٹھی کی طرف کیا اور ایک بٹن دبا دیا۔ پسٹل سے ایک باریک سی سوئی نکل کر کرنل ترپاٹھی کی طرف بڑھی اور آن واحد میں اس کی پیشانی پر جا لگی۔ اس سے پہلے کہ کرنل ترپاٹھی کا ہاتھ اپنی پیشانی کی طرف جاتا وہ لہرا گیا۔

"یہ۔ یہ۔" ——— کرنل ترپاٹھی کے منہ سے نکلا اور پھر وہ خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح اپنی کرسی پر گر گیا۔ اس کا سر بڑے زور سے میز سے ٹکرایا تھا۔ کرنل ترپاٹھی کو اس طرح گرتے دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھے۔ جیسے ہی وہ لفٹ سے باہر نکلے ان کے عقب میں لفٹ کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور وہاں ایک بار پھر سپاٹ دیوار دکھائی دینے لگی۔

"اسے کرسی سے اٹھا کر ان صوفوں پر لے آؤ۔" ——— عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور میز کے دوسری طرف جا کر اس نے کرنل ترپاٹھی کو اٹھایا اور اسے لا کر ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر ڈال دیا۔ عمران نے نیڈل تھرو پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔

"ناٹران رسی تلاش کرو۔ ہمیں اسے باندھنا ہے۔" ——— عمران نے کہا تو ناٹران سر ہلا کر میز کی طرف بڑھ گیا۔

"باس۔ آپ نے اسے بے ہوش کیوں کر دیا ہے۔" ——— ٹائیگر جو اتنی دیر سے خاموش تھا سے رہا نہ گیا تو عمران سے پوچھ ہی بیٹھا۔

"یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس نے اپنی حفاظت کا یہاں جو بندوبست کر رکھا ہے۔ اس کے بارے میں رام ویر نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ یہ اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے چند بٹن دبا کر ہمیں ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ اس نے تمہاری طرف دیکھا تو میں نے اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھی تھی جیسے اس نے تم دونوں کے میک اپ چیک کر لئے ہوں۔ یہ کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس لئے میں نے لفٹ سے باہر نکلنے کا بھی انتظار نہیں کیا اور وہیں سے اسے فوراً بے ہوش کر دیا تا کہ یہ ہمارے خلاف کوئی بھی کارروائی نہ کر سکے۔" ——— عمران نے سنجیدگی سے کہا اور ٹائیگر نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"نہیں عمران صاحب۔ میں نے ہر جگہ دیکھ لی ہے۔ یہاں رسی نہیں

ہے۔" ——— ناٹران نے ساری جگہیں تلاش کرنے کے بعد عمران کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کرسی اس طرف گھسیٹو اور اسے کرسی پر بٹھا دو۔" عمران نے کہا تو ناٹران نے میز کے قریب پڑی ہوئی کرسی اٹھائی اور عمران کے پاس لے آیا۔ ٹائیگر نے صوفے سے کرنل ترپاٹھی کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا ہی تھا کہ اچانک کرنل ترپاٹھی کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کی کمر کرسی کی پشت سے یوں چپک گئی جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے۔

"اوہ۔ میگنٹ چیئر۔" ——— عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"میگنٹ چیئر۔ کیا مطلب۔" ——— ناٹران نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ میگنٹ چیئر ہے۔ اس کی سیٹ اس قسم کی ہوتی ہے کہ اس پر بیٹھنے والا انسان اس سے ایسے چپک جاتا ہے جیسے لوہا مقناطیس سے۔ دیکھا میں نے غلط نہیں سوچا تھا کہ کرنل ترپاٹھی واقعی بے حد کائیاں انسان ہے۔ اس نے ہمارے لئے یہاں پہلے سے ہی انتظام کر رکھا تھا۔ اگر ہم ان کرسیوں پر بیٹھ جاتے تو ہم بھی اسی طرح ان کرسیوں سے چپک کر رہ جاتے جیسے کرنل ترپاٹھی چپک گیا ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے شک ہو گیا تھا کہ آپ اس کے بھائی رام ویر نہیں ہیں۔" ——— ناٹران نے کہا

"لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔ بہرحال اچھا ہوا یہ کرسی سے چپک گیا

ہے۔ اب اس سے پوچھ گچھ کرنے میں مجھے زیادہ پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہوش میں لاؤں اسے۔"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کمرے کی ساخت دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا اور پھر ویسے بھی کرنل ترپاٹھی نے انہیں یہاں خود بلایا تھا اس لئے اوپر سے کسی اور کی مداخلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ ٹائیگر نے کرنل ترپاٹھی کا منہ اور ناک پکڑ لیا تھا۔ اس سے پہلے اس نے عمران کے کہنے پر کرنل ترپاٹھی کی پیشانی میں گڑی ہوئی سوئی نکال کر پھینک دی تھی۔ جیسے ہی کرنل ترپاٹھی کا سانس رکا اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اس کے جسم میں حرکت ہوتی دیکھ کر ٹائیگر نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ اسی لمحے کرنل ترپاٹھی نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک وہ جیسے خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کا چہرہ غصے، حیرت اور پریشانی سے بگڑتا چلا گیا۔

"کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب۔ یہ سب کیا ہے۔ رام ویر۔ تم۔ تم۔"۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے عمران کی طرف غضبناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ تو تم مجھے ابھی تک اپنا چھوٹا بھائی رام ویر ہی سمجھ رہے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے اصلی آواز میں کہا تو کرنل ترپاٹھی بری طرح سے چونک پڑا۔

"تت۔ تم۔ تمہاری آواز۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم رام ویر نہیں ہو۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ تم نے ان دونوں کا میک اپ چیک کر لیا تھا۔ مگر تم نے میرے میک اپ کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ تم نے یہاں میگنٹ چیئر سسٹم آن کر دیئے تھے تاکہ جیسے ہی ہم ان کرسیوں پر بیٹھیں پھر دوبارہ نہ اٹھ سکیں۔ اس لئے میں نے تم پر سائیکم بوٹی میں بجھی سوئی ماری تھی تاکہ تم ہمارے خلاف فوری ایکشن میں نہ آسکو۔ اب تم اپنی ہی میگنٹ چیئر پر ہو۔ اٹھ سکتے ہو تو بے شک اٹھ جاؤ۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو تمہارے اٹھنے یا بیٹھے رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ عمران۔ یہ تو عمران کی آواز ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم عمران ہو اور رام ویر کے میک اپ میں یہاں آئے ہو۔ رام ویر کہاں ہے۔ میرا بھائی کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ میں تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گا۔"۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"خود میگنٹ چیئر پر بیٹھے ہو اور پھر بھی ہماری بوٹیاں نوچنے کی باتیں کر رہے ہو۔"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تم سے اپنے بھائی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ بتاؤ کہاں ہے وہ۔ کیا وہ زندہ ہے یا۔"۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"فی الحال وہ زندہ ہے۔ مگر میں زیادہ دیر اس کی زندگی کی تمہیں ضمانت نہیں دے سکتا۔" ——— عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس چھوڑ آیا ہوں اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر میں دو گھنٹوں تک واپس نہ آیا تو وہ بے فکر ہو کر رام ویر کو اڑا دیں۔ تم تک پہنچنے میں مجھے کافی وقت لگ گیا ہے۔ اب آدھا گھنٹہ باقی بچا ہے۔ اس آدھے گھنٹے تک اگر میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس نہ پہنچا یا میں نے ان سے رابطہ نہ کیا تو وہ تمہارے بھائی رام ویر کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔" عمران نے کہا۔

"تو تم میرے بھائی کے بل پر مجھے بلیک میل کرنا چاہتے ہو۔" کرنل ترپاٹھی نے غرا کر کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو۔ اب تم بلیک میل ہوتے ہو یا وائٹ میل۔ یہ تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔" ——— عمران نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کافرستان میں آنے کی خبر مل گئی تھی عمران۔ لیکن میرا چونکہ تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے میں نے تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا تھا۔

تمہارے پیچھے شاگل اور اس کا زیرو اسکواڈ تھا۔ جسے تم ختم کر چکے ہو۔ تم یہاں کیوں آئے ہو اور تم نے اس طرح میرے بھائی رام ویر کو یرغمال کیوں بنا رکھا ہے۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے خود کو سنبھالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔ اس کا واقعی بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ کرسی سے اٹھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی بوٹیاں ہی نوچ لیتا۔

"تم جانتے ہو کرنل ترپاٹھی کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔" عمران نے اس کے قریب آ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کیوں آئے ہو تم یہاں۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے منہ بنا کر کہا۔

"چلو۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ میں یہاں بلاسٹنگ کوڈز واپس لینے آیا ہوں۔" ——— عمران نے کہا۔

"بلاسٹنگ کوڈز۔ کیا ہے یہ۔ میں کسی بلاسٹنگ کوڈز کے بارے میں نہیں جانتا۔" ——— کرنل ترپاٹھی نے اپنے مخصوص سرد لہجے میں کہا۔

"میں ان بلاسٹنگ کوڈز کا پوچھ رہا ہوں جو تمہارے ایک آدمی نے پاکیشیا سے حاصل کئے تھے۔ تمہاری ایجنسی کے اس آدمی کا نام کرشن تھا۔" ——— عمران نے کہا۔

"کرشن۔ کون کرشن۔ میں کسی کرشن کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے اپنی ایجنسی کے کسی آدمی کو پاکیشیا بھیجا تھا۔ تمہیں اس معاملے میں ضرور

کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

”دیکھو کرنل ترپاٹھی۔ میں تم سے شرافت سے بات کر رہا ہوں۔ تم نہیں جانتے میں جن بلاسٹنگ کوڈز کی بات کر رہا ہوں۔ ان بلاسٹنگ کوڈز سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ کافرستان کی سالمیت بھی داؤ پر لگی ہوئی ہے۔ اگر تم نے مجھے بلاسٹنگ کوڈز کے بارے میں نہیں بتایا تو پاکیشیا کے دس ایٹمی میزائل خود بخود فائر ہو جائیں گے اور کافرستان کے دس بڑے شہر لمحوں میں راکھ کے ڈھیر بن جائیں گے۔ جوابی کارروائی کے طور پر پاکیشیا کا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے۔ مگر پاکیشیا سے زیادہ اس وقت کافرستان کو خطرہ ہے کیونکہ جب تک یہاں سے جوابی میزائل فائر ہوں گے اس وقت تک کافرستان کے دس بڑے شہر تباہ ہو جائیں گے اور کروڑوں بے گناہ انسان ایٹم کی تباہ کاریوں کا نشانہ بن کر ہلاک، زخمی اور اپاہج ہو جائیں گے۔ ان بلاسٹنگ کوڈز کے بارے میں اگر تم مجھے بتا دو تو پاکیشیا اور کافرستان کے کروڑوں بے گناہ انسان ناگہانی موت سے بچ جائیں گے۔“ ——— عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈیٹا ڈرائیو اور ڈاکٹر ریحان ملک کی غداری اور اس کے بنائے ہوئے تمام مسئلوں کو اس کے سامنے بیان کر دیا۔ مگر کرنل ترپاٹھی کو اس کی کسی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

”تم کچھ بھی کر لو۔ میں اب بھی یہی کہوں گا کہ میں کسی ڈیٹا ڈرائیو اور کسی بلاسٹنگ کوڈز کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“ ——— اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تم چاہتے ہو کہ کافرستان کے کروڑوں انسان کیڑے مکوڑوں کی طرح ختم ہو جائیں اور ساتھ ہی پاکیشیا کے بھی۔“ ——— عمران غرا کر کہا۔

”میں کیا کہوں۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے اسی انداز میں کہا۔

”ہونہہ۔ میرے اتنا سمجھانے کے باوجود تم سنگ دلی کا مظاہرہ کر رہے ہو کرنل ترپاٹھی۔ پہلے تو مجھے تم پر شک تھا مگر اب میں نے تمہارا چہرہ پڑھ کر صاف اندازہ لگا لیا ہے کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو تمہارے پاس ہے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو میرے حوالے کر دو۔ ورنہ۔“ ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ورنہ۔ ورنہ کیا۔ یہ مت بھولو عمران کہ تم اس وقت میرے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔ یہاں ایک بار جو آتا ہے زندہ واپس نہیں جاتا۔ زیادہ سے زیادہ تم مجھے ہلاک کر سکتے ہو مگر یہ یاد رکھنا کہ تم اور تمہارے یہ دونوں ساتھی یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

”میں تم جیسے مکار۔ کینہ پرور اور چالاک آدمی کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں کرنل ترپاٹھی۔ اگر میں اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آ سکتا ہوں تو میرا یہاں سے جانا بھی اٹل ہے۔ ایٹمی میزائلوں سے تباہی آئے گی یا نہیں یہ تو میں نہیں بتا سکتا مگر میں تمہیں اور تمہاری ایجنسی کو یہاں کھڑے کھڑے ختم کر سکتا ہوں۔“ ——— عمران نے غرا کر کہا۔

"کیا مطلب۔" ـــــ اس کی بات سن کر کرنل ترپاٹھی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"مطلب۔ ہونہہ۔ میں یہاں جس کار میں آیا ہوں ۔ اس کار کے نیچے فاسٹم کٹ لگی ہوئی ہے۔ جس میں سی سی گیس بھری ہوئی ہے۔ اس کٹ پر میں نے ایس ٹی بم بھی لگا دیا ہے۔ جس کا ریموٹ میرے پاس ہے۔ مجھے بس ریموٹ کے ایک بٹن دبانے کی دیر ہے۔ جس سے ایس ٹی بم پھٹ جائے گا اور فاسٹم کٹ سے سی سی گیس طوفان بن کر دور دور تک پھیل جائے گی جس کی زد میں آنے والا انسان ایک لمحے میں ہلاک ہو جائے گا۔" ـــــ عمران نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ نکال کر کرنل ترپاٹھی کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ ریموٹ دیکھ کر کرنل ترپاٹھی کا رنگ اڑ گیا۔

"یہی نہیں۔ میرے کچھ ساتھی تمہارے اس سٹار سنٹر میں بھی پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے اس سنٹر پر قبضہ کرلیا ہے۔ اگر میں نے انہیں نہ روکا تو وہ تمہارے اس سنٹر کو بھی تباہ کر دیں گے۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ تمہارے ساتھی سٹار سنٹر پر کس طرح سے قبضہ کر سکتے ہیں۔ میجر پرکاش نے تو کہا تھا کہ اس نے ان پانچ حملہ آوروں کو پکڑ لیا ہے۔ اور۔ اور" ـــــ کرنل ترپاٹھی نے بوکھلاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ضرور ہوا ہوگا۔ مگر میرے ساتھی بچ نکلے تھے اور انہوں نے

تمہارے سٹار سنٹر پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ جس کا ثبوت یہ میری ریسٹ واچ پر جلتا ہوا سرخ بلب ہے۔" ـــــ عمران نے کہا اور اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی ریسٹ واچ کرنل ترپاٹھی کی طرف کر دی جس پر واقعی ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ جھوٹ ہے۔ سرا سر جھوٹ۔" ـــــ اس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دی تھیں کہ انہیں فی الحال سٹار سنٹر پر قبضہ کرنا ہے اور وہ جیسے ہی سٹار سنٹر پر قابض ہوں مجھے ایک کاشن دے دیں۔ مجھے ریڈ کاشن مل گیا ہے جس کا مطلب صاف ہے کہ اب تمہارے سٹار سنٹر پر ان کا قبضہ ہے۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو میں ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں سے بات کر لیتا ہوں۔ اگر انہوں نے تمہارے کسی ایک آدمی کو بھی زندہ چھوڑ دیا ہوگا تو وہ تمہیں خود ہی سب کچھ بتا دے گا۔" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نہیں مان سکتا۔ سٹار سنٹر پر تمہارے آدمی گئے ضرور تھے مگر میرے ساتھیوں نے انہیں بے ہوش کر دیا تھا۔ بے ہوشی کی حالت میں وہ بھلا سٹار سنٹر پر قبضہ کیسے کر سکتے ہیں۔ تم۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ قطعی جھوٹ۔" ـــــ کرنل ترپاٹھی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا مگر اس کے لہجے میں شدید پریشانی کا عنصر صاف نمایاں تھا۔

"تم اس طرح نہیں مانو گے۔ ناٹران وہ میز پر جو ٹرانسمیٹر ہے

اسے اٹھا لاؤ۔"۔۔۔۔۔ عمران نے میز پر موجود کرنل ترپاٹھی کے ٹرانسمیٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹرانسمیٹر اٹھا لایا۔ اور اس نے وہ ٹرانسمیٹر عمران کو دے دیا۔

"یہ تو لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے۔ گڈ۔ اپنے کسی آدمی کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتاؤ۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس پر میجر پرکاش کی فریکوئنسی ایڈجسٹ ہے۔ اسے آن کر کے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے کال دیتا ہوں۔"۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹرانسمیٹر آن کر کے اسے کرنل ترپاٹھی کے منہ کے قریب کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کالنگ۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے فوراً چیختے ہوئے کہا۔ جیسے ہی کرنل ترپاٹھی نے یہ الفاظ کہے۔ عمران نے فوراً ٹرانسمیٹر پیچھے ہٹاتے ہوئے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے فوراً کرنل ترپاٹھی کے عقب میں آ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"یس۔ میجر پرکاش اٹنڈنگ یو۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ اچانک دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل ترپاٹھی کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔ میجر پرکاش کی آواز میں کوئی گھبراہٹ اور کسی پریشانی کا کوئی عنصر نہیں تھا جسے محسوس کر کے کرنل ترپاٹھی عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔

"میجر پرکاش۔ تم نے مجھے رپورٹ نہیں دی۔ کہاں ہیں وہ پاکیشیائی ایجنٹس۔ کیا کیا ہے تم نے ان کا۔ اوور۔"۔۔۔۔۔ عمران نے جب کرنل ترپاٹھی کی آواز میں بات کی تو کرنل ترپاٹھی کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔

"چیف۔ میں نے آپ کو بتایا تو تھا کہ میں نے انہیں گیس سے بے ہوش کیا تھا۔ اس گیس سے بے ہوش ہونے والا انسان اینٹی ساکوم سے ہی ہوش میں آ سکتا ہے اور میں نے ان سب کو اینٹی انجکشن لگا دیے ہیں۔ اینٹی انجیکشن کے لگنے کے باوجود انہیں ہوش میں آنے میں وقت لگے گا۔ اب بھی ان کے ہوش میں آنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ لگ سکتا ہے۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئیں گے۔ میں ان سب کو اس قدر خوفناک عذاب میں مبتلا کر دوں گا کہ وہ چند ہی لمحوں میں میرے سامنے زبانیں کھول دیں گے۔ جیسے ہی وہ زبانیں کھولیں گے میں آپ کو کال کر کے خود ہی بتا دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور۔" دوسری طرف سے میجر پرکاش نے فخریہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

ٹائیگر اور ناٹران حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جس نے کہا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے اسے ریڈ کاشن دے دیا ہے جس کا مطلب تھا کہ انہوں نے ساماگا جنگل کے خفیہ سٹار سنٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ مگر اب جو بات اس سٹار سنٹر کا انچارج میجر پرکاش کہہ رہا تھا وہ انہیں حیران کر دینے کے لئے کافی تھی۔ ان کے ساتھی تا حال

بے ہوش تھے۔ اور ان کے قبضے میں تھے پھر عمران نے یہ کیوں کہا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے اس سنٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ مگر عمران چونکہ ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا اس لئے وہ خاموش تھے۔

"نہیں۔ میجر پرکاش۔ تم ان سے کوئی بات نہیں کرو گے۔ ان سے جو پوچھنا ہوگا میں خود آ کر پوچھوں گا۔ تم بس ان کی کڑی نگرانی رکھو۔ انہیں کسی طرح وہاں سے نکلنے مت دینا۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل ترپاٹھی کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

"اوہ۔ مگر چیف۔ آپ نے تو کہا تھا کہ میں ان کے منہ کھلوانے کے لئے ان کے ساتھ جو چاہوں کروں۔ میں نے تو ان کے منہ کھلوانے کے لئے جنگل کے ریڈ پاکٹرس بھی منگوا لئے ہیں۔ ریڈ پاکٹرس سرخ بچھوؤں کی ایک خاص نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے کاٹنے سے انسان ہلاک تو نہیں ہوتا مگر ان کے زہر سے انسان کا جسم ایک لمحے میں سوجنا شروع کر دیتا ہے اور انسان کے جسم میں اس قدر شدید تکلیف ہوتی ہے جیسے اس کے جسم میں آگ لگ گئی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ریڈ پاکٹرس ان پر چھوڑ دوں ۔ جب ریڈ پاکٹرس انہیں کاٹیں گے تو وہ اس خوفناک اذیت کو برداشت نہیں کر سکیں گے اور مجھ سے زندگی کی بھیک مانگنے کے لئے فوراً اپنے منہ کھول دیں گے۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا تو عمران نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یو نانسنس۔ میں نے تم سے کہا ہے نا کہ تم کچھ نہیں کرو گے۔

انہیں کس عذاب میں مبتلا کرنا ہے اور کس طرح ان کا منہ کھلوانا ہے۔ یہ سب میں خود کروں گا۔ سمجھے تم۔ نانسنس۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے کرنل ترپاٹھی کے انداز میں حلق کے بل دہاڑتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس چیف۔ اوور۔"۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی کی دہاڑ سن کر دوسری طرف میجر پرکاش نے سہم کر کہا۔

"ان پر کڑی نظر رکھو۔ اور میری کال کا انتظار کرو۔ آنے سے پہلے میں تمہیں کال کر دوں گا۔ اوور۔"۔۔۔۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"او کے چیف۔ میں آپ کا منتظر رہوں گا۔ اوور۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے میجر پرکاش کی تھکی تھکی سی آواز سنائی دی اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر آف کر کے عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو اس نے کرنل ترپاٹھی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔

"تم۔ جھوٹے۔ مکار۔ دھوکے باز۔ میں نے تم سے کہا تھا نا کہ تمہارے آدمی سٹار سنٹر پر کسی بھی طرح قبضہ نہیں کر سکتے۔ وہ میرے ساتھیوں کی قید میں ہیں۔ اور میرے ساتھی انہیں ہر حال میں ہلاک کر دیں گے۔"۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے ٹائیگر کا ہاتھ ہٹتے ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم جیسے مکار انسان کے ساتھ مکاری اور عیاری ہی کرنا پڑتی ہے کرنل ترپاٹھی۔ اب دیکھ لو تم اپنے جال میں خود ہی پھنس گئے ہو۔ اگر تم میری عیاری کے جال میں نہ آتے تو میں تمہارے میجر پرکاش سے

واقعی رابطہ نہیں کر سکتا تھا اور میجر پرکاش وہی کرتا جو وہ کہہ رہا تھا۔ لیکن اب وہ وہی کرے گا جو میں نے اس سے کہا ہے۔ میں نے کتنی آسانی سے اپنے ساتھیوں کو ایک خوفناک عذاب سے بچا لیا ہے۔'' ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ترپاٹھی کا رنگ یکلخت سیاہ پڑ گیا۔

''تت۔تم۔تم۔'' ــــ اس کے حلق سے غراہٹ بھری آواز نکلی۔

وہ اب سمجھا تھا کہ عمران نے اس کے ساتھ کیا چال چلی تھی۔

''اوہ۔ تو آپ نے کرنل ترپاٹھی کو ریڈ کاشن کا فریب دے کر اس سے سٹار سنٹر کے انچارج میجر پرکاش سے بات کرنے کے لئے یہ سارا چکر چلایا تھا'' ــــ ناٹران سے آخر رہا نہ گیا اور وہ بول ہی پڑا۔

''ہاں۔ اور یہ بے چارہ آسانی سے میرے چکر میں آ گیا۔ میں نے جان بوجھ کر اس سے دوسری طرف کال دینے کی بات کی تھی تاکہ میں اس کا اور میجر پرکاش کا انداز تخاطب جان سکوں اور دیکھ لو میجر پرکاش کو اس بات کا رتی برابر بھی شک نہیں ہوا کہ اسے کال کرنے والا کرنل ترپاٹھی نہیں ہے۔'' ــــ عمران نے کہا۔

''مگر آپ کے واچ پر ریڈ کاشن۔'' ــــ ناٹران نے سوالیہ انداز میں کہا۔

''یار۔ میری ریسٹ واچ ہے۔ ایک بٹن پریس کر کے میں اس پر ریڈ کاشن آن نہیں کر سکتا۔'' ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو اس کا جواب سن کر کرنل ترپاٹھی کا چہرہ بجھ سا گیا۔ جبکہ ناٹران اور ٹائیگر دونوں مسکرانے لگے۔

''تم میری توقع سے بھی بہت زیادہ چالاک ہو عمران۔ مگر یاد رکھو۔ تمہاری یہ چالاکی اور عیاری یہیں تک محدود ہو کر رہ جائے گی'' کرنل ترپاٹھی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چلو ایسے ہی سہی۔ اب تو بتا دو کہ بلاسٹنگ کوڈز کہاں ہیں۔'' عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔'' ــــ کرنل ترپاٹھی نے اسی انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تم کیا جانتے ہو یا کیا نہیں۔'' ــــ عمران نے کہا۔ اس نے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیہ نکالی۔۔ ڈبیہ شیشے کی تھی اور اس کے ڈھکن میں چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے۔ وہ ڈبیہ کے ڈھکن کو آہستہ آہستہ کھولتا ہوا کرنل ترپاٹھی کے قریب آ گیا۔ کرنل ترپاٹھی حیرت سے اس شیشے کی ڈبیہ کو دیکھ رہا تھا جس میں کوئی چیز ہل رہی تھی۔

''یہ کیا کر رہے ہو۔'' ــــ اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''اندھے ہو۔ دیکھ نہیں رہے ڈبیہ کھول رہا ہوں۔'' ــــ عمران نے کہا۔

''کیا ہے اس ڈبیہ میں۔'' ــــ کرنل ترپاٹھی نے پوچھا۔

''ریڈ پاکٹرس۔ سرخ بچھو۔'' ــــ عمران نے کہا۔

''کک۔کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کرنا چاہتے ہو تم اور یہ تمہیں کہاں سے مل گیا۔'' ــــ کرنل ترپاٹھی نے حیرت اور خوف کے ملے جلے سے لہجے میں کہا۔

"یہ مجھے رام دیر کی ایک الماری کے جار میں پڑا ملا تھا۔ وہ بھی شاید دوسروں سے راز اگلوانے کے لئے ان کا استعمال کرتا تھا۔ ان میں سے ایک میں ساتھ لے آیا تھا۔ اب یہ سرخ بچھو ڈبیہ میں بیٹھا بیٹھا تھک گیا ہے۔ تمہارے خوبصورت بدن پر تھوڑی سی چہل قدمی کر لے گا اور بس۔" ____ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یہ۔ یہ جانتے ہو۔ یہ کس قدر خطرناک ہے۔ کیا تم نے میجر پرکاش سے سنا نہیں تھا۔ یہ بے حد خطرناک ہے اور یہ انسانیت سوز سلوک ہے۔" ____ کرنل ترپاٹھی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"اسی بچھو سے میجر پرکاش میرے ساتھیوں کی زبانیں کھلوانا چاہتا تھا نا۔ کیا ہم انسان نہیں۔ تم لوگ دوسروں پر جب انسانیت سوز سلوک کرتے ہو۔ تب وہ جائز ہوتا ہے۔ بولو کہاں ہے بلاسٹنگ کوڈ والی ڈیٹا ڈرائیو۔" ____ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم جو مرضی کر لو۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔" ____ کرنل ترپاٹھی نے کہا۔ لیکن اس کی نظریں اس ڈبیہ پر ہی تھیں۔

عمران نے بڑے اطمینان سے جیب سے ایک چمٹی نکالی اور ڈبیہ کا ڈھکن کھول کر اس میں پڑا ہوا سرخ بچھو چمٹی سے اٹھا لیا اور جھک کر کرنل ترپاٹھی کی قمیض کے بٹن کھولنے لگا۔

"عمران۔ میں تمہارا بھیانک حشر کروں گا۔ تمہاری بوٹیاں نوچ ڈالوں گا۔" ____ قمیض کے بٹن کھلتے دیکھ کر کرنل ترپاٹھی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"اب بس۔ یہ چیخنا چلانا بند کرو۔ میں صرف تین تک گنوں گا اور اس بچھو کو تمہارے بدن پر پھینک دوں گا۔ یہ تمہیں ایک ڈنک دے یا دس یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ میں تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں۔" ____ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔ کرنل ترپاٹھی کی پیشانی پر یکلخت پسینہ ابھر آیا۔

"ایک۔" ____ عمران نے کہا اور کرنل ترپاٹھی نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔

"دو۔" ____ عمران نے کہا اور چمٹی میں تڑپتا ہوا بچھو کرنل ترپاٹھی کے گریبان کے قریب کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ تین کہتے ہی چٹکی کھول کر بچھو کرنل ترپاٹھی کے جسم پر پھینک دے گا۔ کرنل ترپاٹھی کی نظریں بچھو پر جمی ہوئی تھیں اور جسم پسینے میں بھیگتا جا رہا تھا۔

"تین۔" ____ عمران نے کہا اور کرنل ترپاٹھی یکلخت بری طرح چیخنے لگا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ مت گنو۔ گنتی مت گنو۔ اور ہٹاؤ اس بچھو کو پیچھے ہٹاؤ۔" ____ کرنل ترپاٹھی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"گڈ۔ بتاؤ۔" ____ عمران نے کہا۔ مگر اس نے بچھو کو پیچھے نہیں ہٹایا تھا۔

"ایسے نہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ایک معاہدہ کرنا پڑے گا عمران۔"

کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"کیسا معاہدہ۔" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے۔ بس اتنی سی بات ہے۔" کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے منظور ہے۔ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ وعدہ کرو۔ میں جانتا ہوں۔ تم جو وعدہ کرتے ہو اسے نبھاتے ہو۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"او کے۔ میں علی عمران تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھے وہ ڈیٹا ڈرائیو دے دو گے جس میں بلاسٹنگ کوڈز موجود ہیں تو میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اب ٹھیک ہے۔ سنو۔ بلاسٹنگ کوڈز والی ڈیٹا ڈرائیو سٹار سنٹر کے ڈاکٹر پریتم راؤ کے پاس ہے۔ تم میری اس سے بات کرا دو۔ میں اسے ہدایات دے دیتا ہوں۔ وہ ڈیٹا ڈرائیو تمہارے ساتھیوں کے حوالے کر دے گا اور اس ڈیٹا ڈرائیو کو لے کر تمہارے ساتھی بھی آ جائیں گے۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔

"گڈ۔ تم مجھے ڈاکٹر پریتم راؤ کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتاؤ۔ میں اس سے خود بات کر لیتا ہوں۔" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا تم ڈاکٹر پریتم راؤ سے میری آواز میں بات کرو گے۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ تمہاری سریلی آواز سن کر ہی وہ مجھے کچھ بتانے کے لئے تیار ہوگا۔ ورنہ میری بے سری آواز تو شاید وہ سننے کے لئے بھی نہ ہو۔" ——— عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم میجر پرکاش سے بات کرو۔ وہ تمہاری ڈاکٹر پریتم سے بات کرا دے گا۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ یہ کام تو میں کر لوں گا۔ اب لگے ہاتھوں تم یہ بھی بتا دو کہ ساماگا جنگل میں وہ سٹار سنٹر کیوں قائم کیا گیا ہے۔ وہاں ایسا کون سا خاص کام ہو رہا ہے جس کے لئے خاص طور پر وہاں کی سیکورٹی کے لئے تمہاری ایجنسی کو ہی تعینات کیا گیا ہے۔" ——— عمران نے کہا۔

"یہ میں نہیں جانتا۔ مجھے اوپر سے احکامات ملے تھے۔ جن پر میں نے عمل کیا تھا۔" ——— کرنل تر پاٹھی نے کہا۔ عمران نے صاف اندازہ لگا لیا کہ کرنل تر پاٹھی جھوٹ بول رہا ہے۔

"پھر تو تم یہ بھی نہیں جانتے ہو گے کہ پاکیشیا سے اس طرح بلاسٹنگ کوڈز کیوں حاصل کئے گئے تھے۔ کافرستان ان کوڈز سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔" ——— عمران نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ درست ہے۔ مجھے واقعی نہیں معلوم کہ بلاسٹنگ کوڈز کیوں حاصل کئے گئے تھے۔ اور ان کا ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

کرنل ترپاٹھی نے اپنے لہجے میں خود اعتمادی لانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو۔ یہ بتاؤ کہ تمہاری ایجنسی نے ڈاکٹر ریحان ملک کو کیوں ہلاک کیا تھا اور اسے اگر اس طرح ہلاک کرنا ہی تھا تو اسے ایک ملازم کا میک اپ کیوں کیا گیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میرے ایک آدمی کرشن نے ڈاکٹر ریحان ملک سے رابطہ کیا تھا۔ اور ڈاکٹر ریحان ملک نے ہی اسے وہ ڈیٹا ڈرائیو دی تھی جس کے بارے میں اسے بعد میں پتہ چل گیا کہ وہ ایک ڈسپوزیبل ڈرائیو ہے۔ اس سے بظاہر تو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا لیکن کرشن نے جب دوبارہ اس سے رابطہ کیا تو ڈاکٹر ریحان ملک نے اس سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ دونوں میں خاصی تلخ کلامی ہوئی تھی جس پر کرشن کو شک ہوا کہ ڈاکٹر ریحان ملک اس سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ وہ فوری طور پر ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ کرشن خاموشی سے اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچا تو ڈاکٹر ریحان ملک کسی سے فون پر باتیں کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے کروڑوں ڈالر حاصل کر لئے ہیں اور وہ اب اس سے بھی کہیں زیادہ دولت حاصل کر سکتا ہے۔ اس نے ریڈ لیبارٹری میں اپنے سپر کمپیوٹر کو لاکڈ کر دیا ہے۔ اور وہ لاکڈ کمپیوٹر اس وقت تک ری اوپن نہیں ہوگا جب تک وہ خود اسے کوڈز لگا کر اوپن نہیں کرے گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ

خفیہ طور پر چھپ جائے گا اور پھر وہ پاکیشیا حکومت کو بھی بلیک میل کرے گا۔ اس نے اس کمپیوٹر میں اس قدر پیچیدہ کوڈنگ کر دی ہے کہ ایک ماہ کے اندر اندر اگر کمپیوٹر کو ری فریش نہ کیا گیا تو ایٹمی میزائل یا تو وہیں پھٹ جائیں گے یا پھر اپنے مقرر کردہ اہداف کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ یہ صورتحال ایسی خوفناک ہو گی کہ پاکیشیا حکومت ہر حال میں اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گی اور جب وہ اس کی بتائی ہوئی مطلوبہ رقم دے دے گی تو وہ انہیں وہ کوڈ بتا دے گا۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس نے حکومت کے ایک اہم آدمی سر سلطان کو ایک ابتدائی رپورٹ بھی بھیج دی ہے جس میں اس نے جان بوجھ کر اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا تاکہ حکومت کو ساری صورتحال کا علم ہو جائے۔ اس رپورٹ کے بعد ظاہر ہے حکومت کے پیروں تلے سے زمین نکل جاتی اور وہ ہر صورت میں اس کو تلاش کرتے۔ یا پھر انہیں کمپیوٹر کو ری فریش کرنے کے لئے اس ڈیٹا ڈرائیو کی ضرورت پڑتی جو اس نے کافرستان کے حوالے کر دی تھی۔ وہ ڈیٹا ڈرائیو تو انہیں واپس مل نہیں سکتی تھی اس لئے حکومت لامحالہ اسی کے لئے سرگرداں رہتی اور پھر عین وقت پر وہ حکومت کے سامنے اپنی ڈیمانڈ رکھ دیتا جسے حکومت پاکیشیا کو ہر صورت میں ماننا پڑتا۔ یہ سب سن کر کرشن کو غصہ آ گیا اور وہ دروازہ کھول کر ڈاکٹر ریحان ملک کے سامنے آ گیا۔ کرشن کا ارادہ تھا کہ وہ ڈاکٹر ریحان ملک سے ریڈ لیبارٹری میں موجود سپر کمپیوٹر کا وہ کوڈ پوچھے گا جس سے اس کمپیوٹر کا لاک کھولا جا سکتا ہے۔ مگر اسے اچانک

اپنے سامنے دیکھ کر ڈاکٹر ریحان ملک گھبرا گیا۔ اس نے جیب سے فوراً ریوالور نکال لیا اور اس نے کرشن پر حملہ کرتے ہوئے اس پر فائرنگ کر دی۔ کرشن اس حملے سے بچ گیا مگر اس کی جوابی فائرنگ سے ڈاکٹر ریحان ملک نہ بچ سکا اور وہ کرشن کی فائرنگ سے ہلاک ہو گیا۔ اس کی ہلاکت سے کرشن پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ سپر کمپیوٹر کو ری اوپن کرنے کا کوڈ اسے معلوم نہ ہو سکا تھا۔ اسے اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے ڈاکٹر ریحان ملک کو نہ صرف ملازموں جیسا لباس پہنا دیا بلکہ اس کا میک اپ بھی بدل دیا۔ پھر وہ وہاں سے نکل آیا۔ اس نے مجھ سے رابطہ کر کے یہ سب کچھ بتایا تو میں بھی پریشان ہو گیا کیونکہ ڈاکٹر ریحان ملک کی ہلاکت ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ مجھے بھی خدشہ تھا کہ ہم نے جو بلاسٹنگ کوڈز خفیہ طور پر حاصل کئے تھے۔ ڈاکٹر ریحان ملک کی ہلاکت کی وجہ سے یہ راز لیک آؤٹ ہو سکتا ہے اور یہ معاملہ ایسا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر تمہارے علم میں ضرور آ جاتا اور تمہارے پاس چونکہ ڈیٹا ڈرائیو کے حصول کے سوا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا اس لئے تم اپنی ٹیم کے ساتھ کافرستان آ کر کرشن کے ذریعے مجھ تک رسائی حاصل کر سکتے تھے۔ اس لئے میں نے کرشن کو فوری طور پر واپس بلا لیا اور پھر اس کا خاتمہ کر دیا۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو ریحان ملک واقعی غدار تھا اور اس نے سر سلطان کو جو رپورٹ بھجوائی تھی وہ اصل میں اس کی پلاننگ کا ہی حصہ تھی۔“ عمران

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس نے اپنی بیوی کو بچوں سمیت فوری طور پر گریٹ لینڈ چھوڑ کر ایکریمیا منتقل ہونے کی ہدایات دی تھیں۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

”کرشن کو یہ سب کیسے معلوم ہوا تھا۔“ ——— عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر ریحان ملک جس فون سیٹ پر بات کر رہا تھا اس میں ایک ریکارڈر تھا۔ کرشن نے اسی ریکارڈ سے ڈاکٹر ریحان ملک اور اس کی بیوی کی تمام باتیں سن لی تھیں۔“ ——— اس نے کہا۔

”وہ فون سیٹ کہاں تھا۔ میں نے تو ایسا سیٹ وہاں کہیں نہیں دیکھا تھا۔“ ——— عمران نے کہا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”کرشن وہ سیٹ اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے ان کی باتیں مجھے بھی سنائی تھیں۔ میں نے ساری باتیں سن کر سیٹ ضائع کر دیا تھا تا کہ ہمارا یہ راز کسی پر اوپن نہ ہو سکے۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

”اور تمہارے آدمی نے شاید خود کو چھپانے کے لئے ایک مقامی غنڈے کا میک اپ کیا تھا تا کہ کوئی اس کی شناخت نہ کر سکے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اس کے لئے اس نے باقاعدہ پلاننگ کی تھی۔ ایک مقامی بدمعاش کے کلب پر حملہ کر کے اس نے اسے ہلاک یا زخمی کر دیا تھا اور اس کی جگہ خود سنبھال لی تھی۔“ ——— کرنل ترپاٹھی نے کہا۔

”لیکن۔ کرشن نے تو اس بدمعاش کا میک اپ نہیں کیا تھا۔ وہ تو

اس کے ساتھ ڈاکٹر ریحان ملک کی رہائش گاہ میں جاتا تھا۔ اگر کرشن نے مقامی بدمعاش کا میک اپ کیا تھا تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی کون تھا۔"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ اس کا دوسرا ساتھی آتوش کمار تھا۔ میں نے دوسرے ایجنٹس سے اس کا بھی خاتمہ کروا دیا تھا۔"۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کتنے جھوٹ بولو گے تم۔"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اور اس نے چمٹی میں پکڑے ہوئے سرخ بچھو کو واپس ڈبیہ میں ڈالا اور ڈبیہ بند کر کے چمٹی سمیت جیب میں ڈال لی۔

"جھوٹ۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا جھوٹ بولا ہے۔"۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر ریحان ملک کی ہلاکت کے سوا تم نے مجھے جو بتایا ہے وہ سب جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں تم سے جھوٹ بول رہا ہوں۔"۔۔۔۔۔ کرنل ترپاٹھی نے دوبارہ غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"میں سچ اور جھوٹ کی تمیز جانتا ہوں کرنل ۔ تم نے ڈاکٹر ریحان ملک کی غداری اور اس کی بیوی کے بارے میں جو بتایا ہے وہ سچ ہے۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے کہ تم نے کرشن کو ہلاک کر دیا ہے اور تم نے مجھ سے یہ بھی جھوٹ کہا ہے کہ تم اس حقیقت سے ناواقف ہو کہ پاکیشیا کے ایٹمی میزائلوں کے بلاسٹنگ کوڈز کس مقصد کے لئے حاصل کئے

گئے تھے۔ اور ان کا کافرستان کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ہمارا ایک سائنسدان بدنیت ہو گیا تھا۔ دولت کے حصول کے لئے اس نے نہ صرف اپنا ضمیر بلکہ اپنا ایمان بھی بیچ دیا تھا اور اس نے خود ہی جرائم کی دنیا میں قدم رکھ کر کافرستان کے ایک ایجنٹ سے رابطہ کیا تھا۔ اور اسے ان بلاسٹنگ کوڈز کی افادیت اور ان کے بارے میں تفصیلات مہیا کی تھیں۔ اس ایجنٹ نے فوری طور پر اعلیٰ حکام سے بات کی اور اعلیٰ حکام نے غدار سائنسدان کے ذریعے نہ صرف ریڈ لیبارٹری تک رسائی حاصل کر لی بلکہ اس سے پاکیشیا کے دفاع کو خطرے میں ڈالنے کے لئے اور پاکیشیا کی کمر توڑنے کے لئے فوری طور پر بلاسٹنگ کوڈز کے حصول کی کوششیں شروع کر دیں۔ کافرستان کے لئے کوڈز انتہائی اہمیت کے حامل تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر وہ ڈاکٹر ریحان ملک کے توسط سے بلاسٹنگ کوڈز حاصل کر لیں تو اس کو مزید دولت دے کر وہ پاکیشیا کے سپر ماسٹر کمپیوٹر میں تبدیل شدہ کوڈ فیڈ کرا دیں گے۔ تاکہ پاکیشیا کے ٹارگٹ میزائل بے کار ہو جائیں یا پھر پاکیشیا کی تباہی کا موجب بن جائیں۔ اس کے لئے ظاہر تھا کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو میں موجود کوڈز میں ایسی تبدیلیاں کرتے کہ کسی کو آخری وقت تک کچھ معلوم نہ ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ کوڈز حاصل کرنے کے باوجود ڈاکٹر ریحان ملک کو ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔ جو ایک بار بک سکتا ہے اسے دوسری بار خریدنا کچھ مشکل نہیں تھا۔ اس کے علاوہ جو ایجنٹ ڈاکٹر ریحان ملک کے ساتھ ریڈ لیبارٹری میں گیا تھا گو کہ

ڈاکٹر ریحان ملک اسے ایک خفیہ راستے سے اور اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لے گیا تھا مگر وہ ایجنٹ بے حد ذہین تیز اور چالاک تھا۔

اس کے پاس دو آپشن تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ ڈاکٹر ریحان ملک کو بھاری رقم دے کر اس کی مدد حاصل کرتا۔ دوسری صورت میں وہ خود ریڈ لیبارٹری میں پہنچ جاتا۔ مگر پھر وہی ہوا جس کے بارے میں تم نے بتایا ہے۔ ڈاکٹر ریحان ملک ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس ایجنٹ جس کا فرضی نام کرشن رکھا گیا تھا کے پاس یہی ایک طریقہ بچا تھا کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو میں تبدیل شدہ پروگرامنگ لے جاتا اور خاموشی سے ماسٹر کمپیوٹر میں ایڈجسٹ کر دیتا۔ اس کے لئے ظاہر ہے اس ایجنٹ کو پلاننگ ہی کرنا تھی کیونکہ ڈاکٹر ریحان ملک کی ہلاکت کے بعد اس کی ریڈ لیبارٹری میں رسائی مشکل بھی ہو سکتی تھی۔ ریڈ لیبارٹری میں جانے کے تمام راستے سیلڈ ہو سکتے تھے اور لیبارٹری کے سکیورٹی نظام کو بھی بدلا جاسکتا تھا۔ اس کے لئے اس ایجنٹ نے ریڈ لیبارٹری میں کام کرنے والے کسی اور سائنسدان کو اپنے جال میں پھنسانا تھا۔ یا اسے ہلاک کر کے اس کے میک اپ کا ہی سہارا لینا۔ بہرحال یہ طے ہے کہ اس ایجنٹ نے بلاسٹنگ کوڈز کو کسی نہ کسی ذریعے سے ریڈ لیبارٹری میں تبدیل کرنے ضرور جانا تھا۔ اور تم نے جس سٹار سنٹر کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بارے میں بھی کرنل ترپاٹھی میرا اندازہ یہی ہے کہ اس سنٹر میں یقیناً انہی کوڈز پر کام کیا جا رہا ہے۔ سائنسدان اور سافٹ ویئر انجینئرز یقیناً اسی تگ و دو میں ہوں گے کہ وہ ڈیٹا ڈرائیو میں موجود ڈیٹا کو کسی

طرح محفوظ کرنے میں کامیاب ہو جائیں کیونکہ وہ ان کوڈز کو اس صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں جب اس ڈیٹا ڈرائیو سے ڈیٹا کسی محفوظ ڈرائیو میں منتقل کر دیا جائے۔'' ـــــ عمران نے کہا اور یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا۔ کرنل ترپاٹھی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یہ سب تمہارے اندازے ہیں یا۔'' ـــــ کرنل ترپاٹھی نے شدید حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''پہلے تو ضرور اندازے تھے مگر تمہارا انداز اور تمہارا سوال اس بات کی دلیل ہے کہ میں نے جو کہا ہے۔ وہ غلط نہیں ہے۔'' ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ترپاٹھی نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''نہیں۔ تمہاری کوئی بات بھی درست نہیں ہے۔ اگر تمہیں اپنے اندازوں پر اتنا ہی بھروسہ ہے تو بتاؤ کون ہے وہ ایجنٹ جس نے یہ سب کچھ کیا تھا۔'' ـــــ کرنل ترپاٹھی نے سرد لہجے میں کہا۔

''وہ ایجنٹ تم خود ہو کرنل ترپاٹھی۔'' ـــــ عمران نے کہا تو کرنل ترپاٹھی کا یکلخت رنگ اڑ گیا۔

''کیا۔ یہ کیا بکواس ہے۔ ایسے چھوٹے موٹے کاموں کے لئے میں جاؤں گا۔ ہونہہ۔'' ـــــ کرنل ترپاٹھی نے منہ بنا کر کہا۔

''اب زیادہ اداکاری مت کرو کرنل ترپاٹھی۔ تم نے ڈاکٹر ریحان ملک کے ساتھ مل کر لیبارٹری کے تمام کلوز سرکٹ کیمرے آف کرا دیئے تھے تا کہ ریڈ لیبارٹری میں تمہارے داخل ہونے کی کوئی تصویر نہ

آ سکے۔ مگر وہاں چند ایسے کیمرے بھی لگے ہوئے تھے جن کے بارے میں خود ڈاکٹر ریحان ملک بھی لاعلم تھا۔ ان کیمروں سے تمہاری تصویر حاصل کر لی گئی تھی۔ گو تم نے زبردست میک اپ کر رکھا تھا مگر تمہارے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن اڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ تمہاری آنکھوں کی رنگت جو سو فیصد اس تصویر جیسی ہے۔ میک اپ کی وجہ سے میں واقعی نہیں جان سکا تھا کہ وہ ایجنٹ تم ہو۔ مگر اب میں نے تمہارے بائیں ہاتھ کا اڑا ہوا ناخن اور تمہاری آنکھوں کی رنگت سے تمہیں پہچان لیا ہے۔“ ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تم خطرناک حد تک چالاک ہو عمران۔ کاش میں نے تمہیں اپنے دفتر میں آنے کی اجازت نہ دی ہوتی۔ یہ تو میں جان ہی چکا تھا کہ تم میرے بھائی رام ویر کے ساتھ یہاں آ رہے ہو۔ مگر میں واقعی یہ نہیں جانتا تھا کہ رام ویر کے بھیس میں تم یہاں آؤ گے۔ ورنہ میرے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی تمہارا استقبال موت ہی کرتی۔“ کرنل ترپاٹھی نے غراتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں کوئی اور بات ہوتی اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران چونک کر میز کی جانب مڑا۔

”ریڈ فون پر کال ہے۔ اور یہ کال یقیناً تمہارے پرائم منسٹر کی ہو گی۔ میں بات کرتا ہوں۔ ٹائیگر اس کا منہ بند کر دو۔“ ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر کرنل ترپاٹھی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر

فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس سر۔ کرنل ترپاٹھی اٹنڈنگ یو“ ۔۔۔۔۔ عمران نے کرنل ترپاٹھی کی آواز میں کہا۔

”کرنل ترپاٹھی۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران اور اس کے دو ساتھی تمہارے دفتر میں موجود ہیں۔ کیا یہ سچ ہے“ ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ یہ درست ہے۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا سر“ ۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے شاگل کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے تمہارے بھائی رام ویر کو شدید زخمی حالت میں ٹریس کر لیا ہے۔ یہ بتانے کے لئے اس نے تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو تمہاری سیکرٹری نے اسے بتایا کہ رام ویر دو آدمیوں کے ساتھ تمہارے آفس میں موجود ہے۔ جن کے بارے میں شاگل نے مجھے بتایا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں جو تمہیں نقصان پہنچانے کی غرض سے وہاں پہنچے ہیں۔ اب تم بھی تصدیق کر رہے ہو۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ وہاں کیا کر رہے ہیں اور تم نے ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی“ ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں اور ان کے بارے میں مجھے پتہ نہ چلے۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ میں نے پہلے ہی سمجھا تھا کہ رام ویر دو آدمیوں کو لے

کر میرے ہیڈ کوارٹر میں آ رہا ہے۔ اس سے پہلے وہ اس طرح کبھی کسی غیر مطلق آدمی کو میرے ہیڈ کوارٹر میں نہیں لایا تھا۔ اس سے فون پر یہ بات کرتے ہوئے مجھے صاف اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ رام دیر نہیں بلکہ عمران ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے ہیڈ کوارٹر میں آنے کی اجازت دے دی۔ میں نے ہیڈ کوارٹر میں فوراً ان کا شکار کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا اور پھر وہ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر میں آئے ان پر چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی۔ وہ تین تھے انہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا اور وہ ہلاک ہو گئے ۔ ان کی گولیوں سے چھلنی لاشیں میرے سامنے پڑی ہیں جنہیں میں باہر کسی گندے نالے یا جوہڑ میں پھینکوانے کا سوچ رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔'' ـــــ عمران نے ناٹران اور ٹائیگر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔'' ـــــ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے حیرت اور مسرت سے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں جانتا ہوں آپ کو یہی خدشہ ہے نا کہ اس قدر چالاک، خطرناک اور تیز ترین آدمی اس آسانی سے کیسے ہلاک ہو گیا۔'' ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ درست ہے کرنل ترپاٹھی ۔ اس کی ہلاکت کی مجھے کئی بار تصدیق شدہ اطلاعات دی گئی تھیں مگر بعد میں نتیجہ اس کے برعکس ہی ہوتا تھا۔'' دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے صاف گوئی سے کہا۔

''آپ ٹھیک کہتے ہیں سر۔ لیکن میں نے اس بار انہیں سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔ وہ نفسیاتی طور پر اچانک ہمارے حملے کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں ۔ میں نے انہیں زندہ گرفتار کرنے یا بے ہوش کر کے ان سے پوچھ گچھ کرنے کا رسک ہی نہیں لیا تھا۔ اگر ایسا کرتا تو شاید پھر کسی طرح ان کے بچ نکلنے کا امکان ہو جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں نے یہ بھی سوچ لیا تھا کہ اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی نہ بھی ہوئے تب بھی میں ان لوگوں کو ہیڈ کوارٹر میں آتے ہی ہلاک کر دوں گا۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا کہ وہ کون ہیں اور کس مقصد کے لئے آئے تھے۔'' ـــــ عمران نے کہا۔

''بہرحال جو ہوا ہے بہتر ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کافرستان کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اور میری دلی خواہش تھی کہ ان کی ہلاکت کافرستان میں ہی ہو۔ اور تم نے میری خواہش کے مطابق کافرستان میں ہی انہیں ہلاک کیا ہے تو اس کی میں تمہیں مبارکباد دیتا ہوں۔'' ـــــ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ کی یہ مبارک باد میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔ اور ہاں سر میں آپ کو ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں۔'' عمران نے کہا۔

''کون سی بات۔'' ـــــ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

''مجھے ابھی تھوڑی دیر قبل سٹار سنٹر سے میجر پرکاش کی کال آئی

تھی۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میجر پرکاش۔ اوہ۔ کیا کہا ہے اس نے۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"سٹار سنٹر پر چند نامعلوم افراد نے حملہ کیا تھا۔ انہوں نے بیس پوائنٹ پر موجود میرے تمام آدمیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اور وہ زیرو ٹنل میں پہنچ گئے تھے۔ میجر پرکاش نے زیرو ٹنل میں ایک گیس سے انہیں بے ہوش کر دیا تھا اور اب وہ بلیک روم میں قید ہیں۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ کون تھے وہ حملہ آور۔"۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

"یہی معلوم کرنے کے لئے میں نے انہیں ابھی ہلاک کرنے کا آرڈر نہیں دیا۔ گیس کی وجہ سے وہ اگلے کئی گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتے۔ میں سوچ رہا تھا کہ عمران اور اس کے دو ساتھیوں کا تو میں نے یہاں شکار کر لیا ہے پھر سٹار سنٹر پر حملہ کرنے والے کون ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ عمران کا کوئی دوسرا گروپ ہو۔ میں ان سے معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آخر انہیں میرے بارے میں اور سٹار سنٹر کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا اور وہ سٹار سنٹر میں کس مقصد کے لئے گئے تھے۔" عمران تیز تیز لہجے میں کہتا چلا گیا۔

"اوہ ہاں۔ یہ جاننا واقعی بے حد ضروری ہے۔ اگر ان کا تعلق عمران کے کسی گروپ سے ہے تو وہ ہمارے لئے اور زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ جو کوئی بھی ہیں میجر پرکاش کو کال کر

کے انہیں بھی فوراً ہلاک کرنے کا حکم دے دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ میجر پرکاش کے لئے دردِ سر بن جائیں۔ وہاں ڈاکٹر پریتم راؤ جیسے ہمارے کئی بہترین دماغ موجود ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی وجہ سے ان میں سے کسی ایک کو بھی خراش تک آئے۔ بس وہ ایک بار سٹار مشین تیار کر لیں۔ پھر ان کا وہاں سے کام ختم ہو جائے گا۔ سٹار مشین سے وہ لمحوں میں لانگ ویوز پھیلا کر پاکیشیا کی ریڈ لیبارٹری میں موجود سپر ماسٹر کمپیوٹر کی پروگرامنگ بدل دیں گے۔ اس کے بعد ہمیں اس سٹار مشین کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا اور سٹار مشین اور لانگ ویوز سے ریڈ لیبارٹری کے سپر ماسٹر کمپیوٹر کے پروگرام کی تبدیلی کا سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ یس سر۔ اگر ایسی بات ہے تو میں ابھی جا کر ان سب کو ہلاک کر دیتا ہوں۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او کے۔ انہیں ہلاک کر کے مجھے فوراً رپورٹ دینا۔"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے رابطہ ختم کر دیا۔

"تو یہ ہے چکر۔ یہ لوگ سٹار سنٹر میں ایسی مشین بنا رہے ہیں جس سے وہ یہاں بیٹھے بیٹھے ہمارے کمپیوٹروں کی پروگرامنگ بدل سکتے ہیں۔"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تب تو ہمیں وہاں سے بلاسٹنگ کوڈز حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس مشین کو بھی تباہ کرنا ہوگا۔" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"ہاں۔ اب چلو۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ پرائم منسٹر خود ہی میجر پرکاش کو کال کر کے اسے ان سب کی ہلاکت کا حکم دے دے۔ وہ تو پہلے ہی ریڈ پاکٹرس سے انہیں خوفناک عذاب میں مبتلا کرنے کا پروگرام بنائے بیٹھا ہے۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"اس کا کیا کروں۔" ـــــ ٹائیگر نے کرنل ترپاٹھی کی طرف اشارہ کر کے عمران سے پوچھا۔ اس نے ابھی تک کرنل ترپاٹھی کا منہ پکڑ رکھا تھا۔ اور کرنل ترپاٹھی کی آنکھیں غصے اور پریشانی سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"میں نے تو اسے زندہ چھوڑنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ تم اور ناٹران اس وعدے سے بری ہو۔ تم جو چاہو وہ کرو۔ میں تمہیں منع نہیں کروں گا۔" ـــــ عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا جیسے وہ اس کا اشارہ سمجھ گیا ہو۔ اس نے جیسے ہی کرنل ترپاٹھی کے منہ سے ہاتھ ہٹائے کرنل ترپاٹھی بری طرح سے چیخنے لگا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے عمران۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ تم۔ تم۔" اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر اسی لمحے ٹائیگر کے ہاتھ حرکت میں آئے اور کڑک کی آواز کے ساتھ کرنل ترپاٹھی کی گردن کی ہڈی ٹوٹتی چلی گئی۔ ٹائیگر نے نہایت ماہرانہ انداز میں زوردار جھٹکا دے کر اس کی گردن توڑ دی تھی۔

"عمران صاحب۔ باہر موجود افراد کا کیا کرنا ہے۔ اور ساماگا جنگل تو یہاں سے بہت دور ہے۔ ہم وہاں کیسے جائیں گے۔" ـــــ ناٹران نے کہا۔

"میں نے آتے ہوئے اس عمارت کی چھت پر ٹی تھری سکس ہیلی کاپٹر دیکھا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کرنل ترپاٹھی کا ہی ہوسکتا ہے۔ ہم باہر موجود مسلح افراد کو سی گیس سے ہلاک کریں گے اور یہاں سے نکل جائیں گے اور کرنل ترپاٹھی نے یقیناً چھت پر جانے کے لئے علیحدہ انتظام کر رکھا ہوگا۔ تم وہ خفیہ راستہ تلاش کرو تب تک میں باہر موجود مسلح آدمیوں کا انتظام کرتا ہوں۔" ـــــ عمران نے کہا تو ناٹران اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ کمرے کی دیواروں کو ٹھونک بجا کر وہاں سے نکلنے کا خفیہ راستہ تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ عمران نے کرنل ترپاٹھی کے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سٹار سنٹر میں میجر پرکاش سے رابطہ کیا اور اسے اپنے آنے کی اطلاع دیتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کیا۔ پرائم منسٹر نے ابھی تک وہاں کوئی کال نہیں کی تھی۔ میجر پرکاش کے کہنے کے مطابق اس کے ساتھی بدستور بے ہوش تھے اور میجر پرکاش اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ عمران نے اسے کہا کہ وہ جلد سے جلد وہاں پہنچ رہا ہے۔ پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا اور اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس نے اندرونی جیب سے ایک چپٹا سا میک اپ باکس نکالا اور اپنا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں اس نے کرنل ترپاٹھی کا میک اپ کر لیا تھا۔ پھر اس نے کرنل ترپاٹھی کا لباس اتار کر پہن لیا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا۔ ٹائیگر اور ناٹران ابھی تک خفیہ راستہ ڈھونڈ رہے تھے۔

"کیا کر رہے ہو تم دونوں۔ ایک راستہ نہیں مل رہا تمہیں۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مل گیا ہے عمران صاحب۔" ـــــ اسی لمحے ناٹران نے کہا اور اس نے ایک دیوار پر لگی ایک لڑکی کی تصویر کی ایک آنکھ میں انگلی رکھ کر اندر دبائی تو اچانک دائیں طرف دیوار میں ایک خلاء سے بن گیا۔ جہاں سے اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"سنو۔ اب میں فاسٹم کٹ اوپن کرنے لگا ہوں۔ جونہی میں انگوٹھے کا کاشن دوں تم لوگوں نے سانس روک لینے ہیں اور دو منٹ تک سانس روکے رکھنا۔ پھر سانس لے لینا۔ اوکے۔" ـــــ عمران نے کہا تو ناٹران اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ریموٹ کنٹرول دوبارہ اٹھا لیا تھا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اس پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔ اس نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک جلتا ہوا سبز بلب بجھ گیا اور اس کی جگہ ایک سرخ بلب جلنے لگا۔ عمران نے انہیں انگوٹھے کا اشارہ کیا اور انہوں نے سانس روک لیا۔

"چلو۔ جلدی چلو۔ میں نے فاسٹم کٹ اوپن کر دی ہے۔ اب چند ہی لمحوں میں ہر طرف سی سی گیس پھیل جائے گی اور یہاں موجود تمام افراد کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک ہو کر گر جائیں گے۔" ـــــ عمران

نے کہا اور اس نے لپک کر کرنل ترپاٹھی کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیاں بہت طویل تھی اور واقعی چھت پر جا کر ختم ہوئی تھیں۔ چھت پر دس مسلح افراد گرے پڑے تھے۔ اور وہاں سیاہ رنگ کا ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ چھت کے کناروں سے انہوں نے نیچے دیکھا تو انہیں چاروں طرف انسان واقعی کیڑے مکوڑوں کی طرح گرے پڑے دکھائی دیئے۔ انہوں نے سانس روک لئے تھے۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھولا اور پائلٹ سیٹ پر آ بیٹھا۔ ٹائیگر اور ناٹران پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کا انجن آن کیا تو کنٹرول پینل پر رنگ برنگے بلب جل اٹھے اور ڈائل تھرکنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کے پر آہستہ آہستہ گھومنا شروع ہو گئے۔ پھر ان کی رفتار بڑھنے لگی اور چند ہی لمحوں میں پروں نے برق رفتاری سے گردش کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر اوپر اٹھایا اور خاصی بلندی پر لے جا کر اسے تیزی سے اڑاتا لے گیا۔ اب وہ آزادی سے سانس لے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر کے کنٹرول پینل پر ایک کمپیوٹرائزڈ نقشہ تھا۔ جس پر مختلف سپاٹس کو مارک کیا گیا تھا۔ عمران نے پوائنٹر کو ساماگا جنگل کے سپاٹ پر ایڈجسٹ کیا اور ہیلی کاپٹر کا آٹو پائلٹ آن کر کے اطمینان سے بیٹھ گیا۔ کمپیوٹر سکرین پر ساماگا جنگل کا پوائنٹ کلوز ہو گیا تھا۔ سکرین پر وہاں کا فاصلہ اور ہیلی کاپٹر کی رفتار کے حساب سے ساٹھ منٹ کا ٹائم بھی آن ہو گیا تھا۔ یعنی ہیلی کاپٹر اگر اسی رفتار سے اڑتا رہتا تو وہ اگلے

ایک گھنٹے تک ساماگا جنگل کے سٹار سنٹر میں پہنچ سکتا تھا۔

ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد آخر کار ہیلی کاپٹر ساماگا جنگل میں پہنچ گیا۔ جنگل میں پہنچتے ہی عمران نے اس کا آٹو پائلٹ آف کر دیا اور ہیلی کاپٹر کو خود کنٹرول کرتے ہوئے اسے نیچے لے جانے لگا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ میجر پرکاش کالنگ فرام سٹار سنٹر۔ ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کیا آپ ہیلی کاپٹر میں ہیں۔ اوور“ ——— ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری طرف سے میجر پرکاش کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس۔ میں پہنچ گیا ہوں۔ اوور“ ——— عمران نے کرنل ترپاٹھی کی آواز میں کہا۔

”اوکے چیف۔ میں لینڈنگ ڈے کھول رہا ہوں۔ آپ ہیلی کاپٹر لینڈنگ پوائنٹ کی طرف لے آئیں۔ اوور“ ——— دوسری طرف سے میجر پرکاش نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اوور“ ——— عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا کیونکہ سکرین پر ایک دائرہ سا بن گیا تھا جو جنگل کے ایک خاص حصے کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ وہی دائرہ لینڈنگ پوائنٹ ہے۔ تھوڑا ہی آگے جانے کے بعد جنگل کا ایک خالی قطعہ دکھائی دیا جہاں ایک دائرے نما بڑا سا سوراخ دکھائی دے رہا تھا اور نیچے ایک اور دائرہ اور دائرے میں سفید رنگ سے ایچ لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جو ہیلی کاپٹر لینڈنگ کا مخصوص پوائنٹ تھا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اس سوراخ

پر معلق کیا اور پھر آہستہ آہستہ اسے نیچے لے جانے لگا۔ اس نے اشارے سے ٹائیگر اور ناٹران کو خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے پیڈ جیسے ہی ہیلی پیڈ سے لگے اوپر کھلا ہوا سوراخ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ نیچے واقعی اتنی جگہ تھی کہ وہاں ایک ہیلی کاپٹر آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا۔ سوراخ بند ہوتے ہی اچانک وہاں اندھیرا سا چھا گیا۔ اسی لمحے عمران کی چھٹی حس جاگ اٹھی مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اچانک اس کا سر بڑے زور سے چکرایا۔ اس نے فوراً سانس روکنے کی کوشش کی مگر بے سود اس کے ذہن میں جیسے یکلخت اندھیرے کا طوفان سا چھا گیا اور وہ دائیں طرف گرتا چلا گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی ایک بڑے چہرے والے نوجوان نے چونک کر میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر فوراً چوکنا ہو گیا۔ فون ہاٹ لائن تھا جو ڈائریکٹ پرائم منسٹر ہاؤس سے لنکڈ تھا۔ نوجوان سٹار سنٹر کا سیکیورٹی انچارج میجر پرکاش تھا جس نے ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی۔ اس کا چہرہ جتنا بڑا تھا اتنے ہی اس کے چہرے پر سرد مہری اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس سر۔ میجر پرکاش بول رہا ہوں سر۔ سیکیورٹی انچارج فرام سٹار سنٹر۔''——اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر بول رہا ہوں۔''——دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر۔''——میجر پرکاش نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے

میں کہا۔ پرائم منسٹر سے اس کی اکثر بات ہوتی رہتی تھی۔ وہ وہاں کی صورتحال کے بارے میں وقتاً فوقتاً آگاہی حاصل کرتے رہتے تھے۔

''میجر پرکاش۔ تم نے جو پاکیشیائی ایجنٹ گرفتار کئے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے اور وہ اس وقت کہاں ہیں۔''——دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا تو میجر پرکاش بے اختیار چونک پڑا۔

''وہ پانچ ہیں جناب۔ ان میں تین مرد اور دو عورتیں ہیں اور میں نے انہیں بلیک روم میں بند رکھا ہے۔''——میجر پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ ہوش میں ہیں۔''——دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

''نو سر۔ میں نے انہیں زیرو تنل میں ساکوم سموک گیس سے بے ہوش کر دیا تھا۔ انہیں ہوش میں لانے کے لئے میں نے انہیں اینٹی ساکوم انجکشن لگا دیئے ہیں مگر اس کے باوجود ان کا دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں آنا ناممکن ہے۔''——میجر پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اب غور سے سنو۔ تم فوراً جاؤ اور ان سب کو ہلاک کر دو۔'' دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ مگر سر۔ چیف نے مجھے انہیں زندہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ وہ خود یہاں آ رہے ہیں۔''——میجر پرکاش نے جلدی سے کہا۔

''نانسنس۔ میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ انہیں گولیوں سے اڑا دو۔

فوراً''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے غصے سے کہا۔

''یس۔ یس سر۔ جیسے آپ کا حکم۔''۔۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر کی دہاڑ سن کر میجر پرکاش نے بوکھلا کر کہا۔

''اور سنو۔ کرنل ترپاٹھی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گا۔''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا تو میجر پرکاش حیرت سے اچھل پڑا۔

''کرنل ترپاٹھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔''۔۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے حیرت زدہ اور انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اسے ہلاک کرنے والا اور کوئی نہیں پاکیشائی ایجنٹ علی عمران ہے۔ جس کے پانچ ساتھی تمہاری قید میں ہیں۔ عمران اور اس کے دو ساتھی کرنل ترپاٹھی کے بھائی رام ویر کے ذریعے اس تک پہنچ گئے تھے اور کرنل ترپاٹھی نے عمران کو اپنا بھائی رام ویر سمجھ کر اپنے آفس میں بلا لیا تھا۔ وہاں عمران نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔

میں نے کرنل ترپاٹھی کے آفس اور اس کے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ کیمرے لگوا رکھے ہیں۔ جس سے میں پرائم منسٹر ہاؤس میں اس کی ایکٹیویٹی چیک کرتا رہتا ہوں۔ کیمروں کے بارے میں کرنل ترپاٹھی بھی لاعلم تھا۔ جب میں نے کرنل ترپاٹھی کا ہیڈ کوارٹر چیک کرایا تو مجھے وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں دکھائی دیں جبکہ کرنل ترپاٹھی اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر

اطمینان اور وہاں لاشیں دیکھ کر میں پریشان ہو گیا۔ پھر میں نے اس کے آفس میں دیکھا تو مجھے وہاں بھی کرنل ترپاٹھی دکھائی دیا۔ جس کی گردن ایک طرف اس انداز میں لٹکی ہوئی تھی جیسے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کے افراد کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ انہوں نے کرنل ترپاٹھی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا تھا اور عمران کرنل ترپاٹھی کا میک اپ کر کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس وقت ہیلی کاپٹر میں سٹار سنٹر کی طرف جا رہا ہے۔ وہ لوگ ابھی ابھی وہاں سے روانہ ہوئے ہیں۔ تم فوراً پہلے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرو اور پھر جیسے ہی کرنل ترپاٹھی کا ہیلی کاپٹر جنگل کی طرف آئے اسے فوراً ہٹ کر دو۔ یہ میرا حکم ہے اور تم نے ہر صورت میں اس پر عمل کرنا ہے۔''۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور میجر پرکاش کا چہرہ پرائم منسٹر کی باتیں سن کر حیرت سے بگڑتا جا رہا تھا۔ پرائم منسٹر کے آخری الفاظ سن کر وہ اور زیادہ بوکھلا گیا تھا۔

''اوہ۔ یس سر۔ یس سر۔ مم۔ میں ابھی جا کر ان سب کو ہلاک کر دیتا ہوں اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر ساماگا جنگل کی طرف آئے گا میں اسے بھی میزائل مار کر ہٹ کر دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ میں انہیں ختم کر دوں گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔''۔۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے کہا۔

''گڈ۔ اور سنو۔ میں نے تمہیں جو حکم دیا ہے تمہیں اس پر سختی سے

عملدر آمد کرنا ہے۔ ان لوگوں سے کوئی رو رعایت برتنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم سے عمران یقیناً سٹار سنٹر میں داخل ہونے کے لئے کرنل ترپاٹھی کی آواز میں بات کرے گا۔ مگر تم اس کی کسی بات پر دھیان نہ دینا۔ وہ کرنل ترپاٹھی نہیں ہے۔ وہ عمران ہے۔ پاکیشیا کا ایک خطرناک اور عیار ایجنٹ جو ذرا سا موقع ملنے پر بھی کایا پلٹ دیتا ہے۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"لیس سر۔ میں اسے کایا پلٹنے کا کوئی موقع نہیں دوں گا۔ آپ نے مجھے یہ سب کچھ بتا کر بہت اچھا کیا ہے۔ میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا کہ وہ ہمارے لئے کسی بھی خطرے کا باعث بن سکے۔" میجر پرکاش نے کہا۔

"تم سب سے پہلے جا کر عمران کے ساتھیوں کو ہلاک کرو اور پھر سٹار سنٹر کے تمام داخلی اور خارجی راستے سیلڈ کر دو۔ بلکہ ایک اور کام کرو۔ عمران کے ساماگا جنگل میں آنے سے پہلے جنگل میں ایک زارک میزائل فائر کر دو۔ اس میزائل سے نکلنے وال گیس جنگل میں پھیل جائے گی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے کوئی بعید نہیں کہ وہ جنگل میں آتے ہی ہیلی کاپٹر دور چھوڑ دیں۔ وہ دوسرے راستے سے بھی جنگل میں آ سکتے ہیں۔ جنگل میں زارک گیس کی موجودگی میں ان کا آگے بڑھنا دشوار ہو جائے گا اور اگر معمولی سی زارک گیس بھی انہوں نے سونگھ لی تو وہ فوراً ان کے دماغوں میں چڑھ جائے گی اور ان کے دماغوں کی رگیں فوراً پھٹ جائیں گی۔ ایسی صورت میں بھی ان کا زندہ

بچنا ناممکن ہو جائے گا"۔۔۔ دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ مگر سر۔ زارک گیس کے اثرات تو دیر تک برقرار رہتے ہیں۔ میں نے بیس پوائنٹ کی حفاظت کے لئے ریزرو فورس بلوائی ہے جو چند گھنٹوں تک یہاں پہنچ جائے گی۔ اگر میں نے جنگل میں زارک میزائل فائر کر دیا تو اس فورس میں سے بھی کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا۔" میجر پرکاش نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ریزرو فورس سے رابطہ تو ہوگا۔ تم کال کر کے فوراً انہیں جنگل میں آنے سے روک دو۔ میں ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت چاہتا ہوں۔ ہیلی کاپٹر ہٹ ہونے اور جنگل میں زارک گیس سے ہی وہ ہلاک ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ان کا راستہ روکنے کے لئے تمہاری ریزرو فورس بھی ناکام ہو جائے گی۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں کمانڈر سے بات کرتا ہوں اور انہیں فوراً واپس جانے کا آرڈر دے دیتا ہوں اور پھر میں آپ کے حکم سے جنگل میں زارک میزائل فائر کر دیتا ہوں۔"۔۔۔ میجر پرکاش نے سر جھکتے ہوئے کہا۔

"فوری طور پر میرے احکامات پر عمل کرو۔ جب میں تمہیں دوبارہ کال کروں تو مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے سوا اور کچھ نہ بتانا۔ سمجھ گئے تم۔"۔۔۔ پرائم منسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"لیس سر۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ بے فکر رہیں۔"۔۔۔ میجر پرکاش

نے کہا تو پرائم منسٹر نے اسے مزید ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔ میجر پرکاش کے چہرے پر قدرے ناگواریت کے تاثرات تھے۔ جیسے وہ پرائم منسٹر کے احکامات سے ناخوش ہو۔

"حیرت ہے۔ پرائم منسٹر۔ گنتی کے چند پاکیشیائی ایجنٹوں سے اس قدر خوفزدہ ہو رہے ہیں جیسے وہ انسان نہ ہوں بلکہ بھوت ہوں۔ عمران اور اس کے دو ساتھی بھلا یہاں آ کر کیا کر لیں گے۔ یہاں میرا ہولڈ ہے۔ میجر پرکاش کا۔ میں نے جہاں ان کے پانچ ساتھیوں کو پکڑ لیا تھا تو میرے لئے بھلا مزید تین آدمیوں کو پکڑنا کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ عمران آخر چیف پر قابو پانے میں کیسے کامیاب ہو گیا اور اس نے مجھ سے بات بھی کی تھی اور وہ چیف کے میک اپ میں یہاں آ بھی رہا ہے۔ میں نے اس عمران کی بہت تعریف سنی ہے۔ سنا ہے وہ اور اس کے ساتھی مرنے کے بعد بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔ قطعی ناممکن۔ بھلا کوئی مرنے کے بعد بھی زندہ ہوا ہے۔ اور اگر یہ سچ ہے تو میں عمران سے یہ گر ضرور سیکھوں گا۔ میں اس سے پوچھوں گا کہ اس کے پاس ایسا کون سا منتر ہے جسے پڑھ کر وہ اور اس کے ساتھی دوبارہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ ہونہہ۔ عمران یہاں اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کرنل ترپاٹھی کا روپ بدل کر آ رہا ہے۔ اگر ان سب کو مارنا ہی ہے تو میں انہیں اس قدر جلد اور آسان موت کیوں ماروں۔ انہوں نے میرے چیف اور بے شمار آدمیوں کو ہلاک کیا ہے۔ میں ان کی ہلاکت کا بدلہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے خوفناک انداز میں

لوں گا۔ انتہائی خوفناک انداز میں۔"۔۔۔ میجر پرکاش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ میز کے پیچھے سے نکل کر وہ شمالی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار کے ایک حصے کو انگلی کے ناخن مار کر مخصوص انداز میں بجایا تو دیوار میں ایک چوکھٹا سا نمودار ہو گیا۔ اس کے اندر ایک بٹن تھا۔ میجر پرکاش نے بٹن پریس کیا تو گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ دیوار ایک سائیڈ پر سمٹ کر غائب ہو گئی۔ سامنے ایک چھوٹی سی سرنگ تھی جس کا اختتام اندھیرے میں تھا۔ میجر پرکاش تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ سامنے ایک اور دیوار تھی۔ اس نے دیوار کے پاس جا کر اس کی جڑ کے مخصوص حصے میں بوٹ کی ٹو ماری تو دیوار درمیان سے سائیڈوں میں ہٹ گئی۔ اب سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں جن کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ میجر پرکاش نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک بڑا ہال تھا جہاں سفید لباس پہنے بے شمار لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ ہر طرف شیشے کی بڑی بڑی دیواریں نظر آ رہی تھیں۔ ہال کے درمیان میں ایک بڑی سی مشین تھی جس پر کئی افراد کام کرتے دکھائی دے رہے تھے۔

میجر پرکاش شیشے کا دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہوا اور پھر سامنے جانے کے بجائے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک اور شیشے کا دروازہ کھول کر وہ ایک کیبن نما کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں چند کمپیوٹرائزڈ مشینیں موجود تھیں۔ جن پر چند آدمی کام کر رہے تھے۔

میجر پرکاش ایک مشین کے قریب آ گیا۔ مشین پر کام کرنے والا آدمی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”راہول۔“—— میجر پرکاش نے کہا۔

”یس باس۔“—— مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اس مشین پر لانگ ویوز کا جال پھیلا دو۔ ساماگا جنگل کو مکمل طور پر اپنی رینج میں لے لو۔ ابھی تھوڑی دیر میں چیف اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر پر آ رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ آئیں مجھے فوراً خبر کرنا۔ اور ان کے لئے ہیلی پیڈ وے اوپن کر دو۔“—— میجر پرکاش نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے باس۔“—— نوجوان نے کہا جس کا نام راہول تھا۔

”اور تمہیں سارے جنگل پر نگاہ رکھنی ہے۔ جنگل میں کسی بھی طرف سے ایک چوہا بھی داخل ہو تو تمہیں فوراً مجھے اس کے بارے میں بتانا ہے۔“—— میجر پرکاش نے کہا۔

”اوکے باس۔“—— راہول نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اس کے علاوہ لینڈنگ پوائنٹ پر تھری تھری ون بھی آن کر رکھو۔ کسی بھی وقت اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔“—— میجر پرکاش نے کہا۔

”یس باس۔“—— راہول نے کہا۔

”میں ڈاکٹر پریتم راؤ کے کیبن میں جا رہا ہوں۔ مجھے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ جیسے ہی چیف کا ہیلی کاپٹر نظر آئے مجھے وہیں انفارم کر دینا۔“—— میجر پرکاش نے کہا تو راہول نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کیبن سے نکل کر دوبارہ ہال میں آ گیا۔ اور رائٹ سائیڈ پر ایک لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کیبن میں چلا گیا۔ کمرے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا جو میز پر لیپ ٹاپ کمپیوٹر پر انتہائی انہماک سے کام کر رہا تھا۔

”ڈاکٹر پریتم راؤ۔“—— میجر پرکاش نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو ادھیڑ عمر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ میجر پرکاش۔ تم۔ آؤ۔ بیٹھو۔“—— ڈاکٹر پریتم راؤ نے کہا تو میجر پرکاش آگے بڑھا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ایک منٹ میجر۔ میں ایک ضروری کام کر رہا ہوں۔ پھر تم سے بات کرتا ہوں۔“—— ڈاکٹر پریتم راؤ نے اس سے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ آپ اطمینان سے کام کریں۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔“—— میجر پرکاش نے مسکرا کر کہا تو ڈاکٹر پریتم راؤ اثبات میں سر ہلا کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر وہ اپنے کام میں مصروف رہا پھر اس نے لیپ ٹاپ کمپیوٹر آف کیا اور میجر پرکاش کی طرف دیکھنے لگا۔

”یس میجر پرکاش۔ اب بتائیں۔ کیسے آنا ہوا ہے آپ کا۔“ ڈاکٹر

پریتم راؤ نے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ بیس پوائنٹ پر چند نامعلوم افراد نے اچانک حملہ کر دیا تھا جس کے نتیجے میں ہمارے تمام افراد ہلاک ہو گئے تھے۔''ـــــ میجر پرکاش نے سلسلہ کلام جاری کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور تم نے ان پانچ حملہ آوروں کو زیرو ٹنل میں ساکوم سموک سے بے ہوش کر کے گرفتار بھی کر لیا تھا۔''ـــــ ڈاکٹر پریتم راؤ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے انہیں بلیک روم میں قید کر رکھا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ ان سب کو باندھ کر ان پر سرخ بچھو چھوڑ دیتا۔ اور ان سے حقیقت اگلواتا کہ وہ کون ہیں اور انہوں نے یہاں کس مقصد کے لئے حملہ کیا تھا۔ مگر چیف نے نہ صرف ان پر سرخ بچھو چھوڑنے سے مجھے منع کر دیا تھا بلکہ انہوں نے اس وقت تک انہیں ہلاک کرنے سے بھی منع کر دیا تھا کہ جب تک وہ خود نہیں آ جاتے۔''ـــــ میجر پرکاش نے کہا۔

''تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔''ـــــ ڈاکٹر پریتم راؤ نے اس کی طرف حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پریشانی کی بات ہے ڈاکٹر۔ چیف کی مجھے کال آئی تھی۔ وہ دو آدمیوں کے ساتھ اپنے ذاتی ہیلی کاپٹر میں یہاں آنے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔''ـــــ میجر پرکاش نے کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھا۔''ـــــ ڈاکٹر پریتم راؤ نے کہا۔

''چیف کے بعد مجھے جناب پرائم منسٹر کی کال آئی تھی۔ انہوں نے جو کچھ بتایا ہے اسے جان کر آپ بھی پریشان ہو جائیں گے۔'' میجر پرکاش نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیا کہہ دیا ہے انہوں نے جو تم اس قدر پریشان ہو رہے ہو۔''ـــــ ڈاکٹر پریتم راؤ نے کہا تو اس نے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر ڈاکٹر پریتم راؤ بھی پریشان ہو گیا۔

''اوہ۔ تو تم جا کر ان پانچوں ایجنٹوں کو ہلاک کر دو اور ان کے دوسرے ساتھی جیسے ہی یہاں آئیں ان کا بھی ہیلی کاپٹر تباہ کر دو۔ اگر پرائم منسٹر کہہ رہے ہیں تو تمہیں کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہیے۔'' ڈاکٹر پریتم راؤ نے کہا۔

''نہیں ڈاکٹر میں انہیں فوراً اور آسان موت نہیں مارنا چاہتا۔ انہوں نے جس طرح بیس پوائنٹ پر تباہی مچائی ہے اور عمران نے چیف کو جس بے دردی سے گردن توڑ کر ہلاک کیا ہے۔ میں ان سب کو بھی تڑپا تڑپا کر اور ایک ساتھ ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔''ـــــ میجر پرکاش نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ مجھے یہ سب کیوں بتا رہے ہو۔'' ڈاکٹر پریتم راؤ نے کہا۔ ان کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

''میں چاہتا ہوں کہ اگر پرائم منسٹر صاحب کی کال آئے تو آپ انہیں یہ سب نہ بتائیں بلکہ یہی کہیں کہ اول تو آپ اس سارے واقعے

سے لاعلم ہیں یا پھر میں نے ان کی ہدایات پر ہی عمل کیا تھا۔" میجر پرکاش نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو میں ایسا ہی کہہ دوں گا۔" ــــــ ڈاکٹر پریتم راؤ نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر پرکاش کے چہرے پر جیسے خوشیوں کی آبشار پھوٹ پڑی۔

"اوہ۔ تھینک یو۔ تھینک یو ڈاکٹر۔ میں اس احسان کے لئے آپ کا تمام عمر ممنون رہوں گا۔" ــــــ میجر پرکاش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ تو ڈاکٹر پریتم راؤ بھی مسکرا دیا۔

پھر کنٹرول روم سے راہول نے میجر پرکاش کو کال کر کے بتایا کہ چیف کا ہیلی کاپٹر آرہا ہے تو میجر پرکاش فوراً وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور تقریباً بھاگتا ہوا کنٹرول روم میں پہنچ گیا۔ اس نے فوراً ہیلی کاپٹر سے رابطہ کیا اور بڑے محتاط انداز میں پائلٹ سے بات کرنے لگا جو اس سے کرنل ترپاٹھی کی آواز میں بات کر رہا تھا۔ میجر پرکاش اسے ہدایات دینے لگا کہ وہ ہیلی کاپٹر پیڈ کی طرف لے جائیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ہیلی کاپٹر کھلے ہوئے زمین دوز ہیلی پیڈ پر اتر رہا تھا۔

"راہول۔ تھری تھری ون آن ہے نا۔" ــــــ اس نے راہول سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ آن ہے۔" ــــــ راہول نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"جیسے ہی ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہو۔ فوراً تھری تھری ون آن کر

دینا۔" ــــــ میجر پرکاش نے کہا اور اس کی بات سن کر راہول بری طرح سے چونک پڑا۔

"اوہ۔ مگر باس اس میں تو چیف ہیں۔" ــــــ راہول نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔ ہیلی کاپٹر میں چیف نہیں ہیں۔ نانسنس۔ ان کے میک اپ میں پاکیشیائی ایجنٹ آئے ہیں۔ انہوں نے چیف کو ان کے ہیڈ کوارٹر میں ہلاک کر دیا ہے۔" ــــــ میجر پرکاش نے تیز لہجے میں کہا تو راہول کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام دیگر افراد بھی بری طرح سے چونک پڑے۔ اور آنکھیں پھاڑ کر سکرین پر ہیلی کاپٹر کو اترتا دیکھنے لگے۔ ہیلی کاپٹر پیڈ پر اتر چکا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پروں کی گردش میں کمی آئی میجر پرکاش حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"تھری تھری ون آن کرو۔ فوراً۔" ــــــ اس نے کہا تو راہول نے مشین پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پر یکبارگی تیز روشنی چمکی اور سکرین یکلخت تاریک ہو گئی۔

"گڈ شو۔ گڈ شو۔ وہ لوگ تھری تھری ون کا شکار ہو گئے ہیں۔ فوراً دلیر سنگھ کو کال کرو۔ اور اس سے کہو کہ وہ ہیلی کاپٹر میں موجود تینوں آدمیوں کو بلیک روم میں پہنچا دے۔" ــــــ میجر پرکاش نے کہا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا کیبن سے نکلتا چلا گیا اور پھر وہ ہال سے نکل کر دائیں سائیڈ پر بنی ہوئی ایک راہداری میں آ گیا۔ راہداری میں چند مسلح افراد موجود تھے۔ اس پر نظر پڑتے ہی ان کی ایڑیاں بج اٹھی تھیں۔

میجر پرکاش انہیں نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک آہنی دروازہ تھا۔ جو بند تھا۔ دروازے کے باہر چار مسلح افراد چوکنے کھڑے تھے۔

"دروازہ کھولو۔" ـــــ میجر پرکاش نے کہا تو ایک مسلح آدمی نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے نمبرنگ پیڈ کے مختلف بٹن پریس کئے اور ایک خانے میں اس نے اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک وسیع کمرہ تھا۔ کمرے میں آہنی کرسیاں موجود تھیں۔ جن پر سیکرٹ سروس کے ممبران بندھے ہوئے تھے۔ ان کے سر ڈھلکے ہوئے تھے وہاں بھی چند مسلح افراد موجود تھے۔

"انہیں ہوش نہیں آیا اب تک۔" ـــــ میجر پرکاش نے ایک مسلح آدمی سے پوچھا۔

"نو باس۔" ـــــ اس نے جواب دیا۔ اسی لمحے تین آدمی مزید تین بے ہوش آدمیوں کو اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"گڈ شو۔ انہیں بھی کرسیوں پر باندھ دو۔" ـــــ میجر پرکاش نے کہا تو وہ تینوں سر ہلا کر آگے بڑھے اور انہوں نے ان تینوں بے ہوش آدمیوں کو کرسیوں پر بٹھا کر باندھنا شروع کر دیا۔ چیف کرنل ترپاٹھی کو اس طرح باندھتے دیکھ کر مسلح افراد چونک پڑے تھے مگر کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ میجر پرکاش سے کوئی سوال کر سکے۔ اس لئے کسی نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"ان لوگوں کو تو ہوش میں آنے میں دیر لگے گی۔ دلیر سنگھ تم اینٹی

تھری تھری ون لے آؤ۔ میں ان آنے والے نئے مہمانوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" ـــــ میجر پرکاش نے کہا تو ایک آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"تم سب کو حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چیف نہیں ہے۔ بلکہ چیف کے میک اپ میں ایک پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اسی لئے میں نے اسے فوراً تھری تھری ون فائر کر کے بے ہوش کر دیا تھا۔ اس نے چیف کو ان کے ہیڈ کوارٹر میں ہلاک کر دیا ہے۔ اب میں اسے ہوش میں لا کر چیف اور اپنے باقی ساتھیوں کی ہلاکت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔" ـــــ میجر پرکاش نے اپنے ساتھیوں کی حیرت دور کرتے ہوئے کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں دلیر سنگھ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بھری ہوئی سرنج تھی۔ اس نے عمران، ٹائیگر اور نائران کو تھوڑا تھوڑا انجکشن لگایا اور پیچھے ہٹ گیا۔

"جب تک انہیں ہوش آتا ہے تم ریڈ پاکٹرس لے آؤ۔" ـــــ میجر پرکاش نے کہا تو دلیر سنگھ سر ہلا کر ایک بار پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اسی لمحے اچانک عمران کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو میجر پرکاش کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے خود کو ایک بڑے ہال نما کمرے میں پایا۔ اس کے سامنے ایک بڑے سے چہرے والا نوجوان کھڑا اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحے تک تو اسے کچھ سمجھ میں نہ آیا مگر دوسرے لمحے اسے فوراً احساس ہو گیا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے جسم کے گرد رسیاں لپٹی ہوئی ہیں اور اس کے بازو پیچھے بندھے ہوئے ہیں۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس کے تمام ساتھی ناٹران سمیت اسی کی طرح کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے اور کمرے میں چار مشین گن بردار ان کے سروں پر موجود تھے۔

عمران سوچنے لگا کہ یہ ساری سچویشن آخر بدل کیسے گئی۔ وہ ناٹران اور ٹائیگر کے ساتھ زمین دوز ہیلی پیڈ پر اتر گیا تھا اور اس سے میجر پرکاش جس انداز میں بات کر رہا تھا اس سے بھی ظاہر نہیں تھا کہ اسے

اس پر کسی قسم کا کوئی شک ہو گیا ہے۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا ہے۔''۔۔۔۔ سامنے کھڑے بڑے سے چہرے والے نوجوان نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے فوراً اس کی آواز پہچان لی۔ کہ یہی میجر پرکاش ہے جس کی اس سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی۔ اسی اثناء میں عمران کے باقی ساتھیوں کو بھی ہوش آ گیا تھا۔

''کیا مطلب۔ یہ کیا بکواس ہے میجر پرکاش۔ تم نے مجھے اس طرح سے کیوں باندھ رکھا ہے۔''۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کرنل ترپاٹھی کے لہجے میں انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ تم دوسروں کی آواز کی بڑی کامیابی سے نقل کر لیتے ہو۔ داد دینی پڑے گی تمہاری اداکاری کی مسٹر علی عمران۔''۔۔۔۔ میجر پرکاش نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''وہاٹ۔ نانسنس۔ میں تمہیں علی عمران دکھائی دیتا ہوں۔ بے وقوف۔ میں چیف ہوں۔ چیف کرنل ترپاٹھی۔''۔۔۔۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اگر تم کرنل ترپاٹھی ہو تو پھر وہ کون تھا جسے تم نے اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہلاک کیا تھا۔ بس عمران بس۔ میرے سامنے اداکاری مت کرو۔ مجھے معلوم ہے تم پاکیشائی ایجنٹ ہو اور تم نے اور تمہارے ان دو ساتھیوں نے کرنل ترپاٹھی کے ہیڈ کوارٹر میں گھس کر اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔''۔۔۔۔ میجر پرکاش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے میجر پرکاش ۔ میں کرنل ترپاٹھی ہوں۔ ٹاپ سیکرٹ ایجنسی کا چیف۔" ـــــ عمران نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ایک اور نوجوان داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں شیشے کا بڑا سا مرتبان تھا جس میں سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے بے شمار بچھو دکھائی دے رہے تھے۔ مرتبان کا منہ کپڑے سے بندھا ہوا تھا۔

"دلیر سنگھ۔" ـــــ میجر پرکاش نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے آنے والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔" ـــــ دلیر سنگھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مرتبان کا منہ کھولو اور اس میں موجود تمام بچھو اس پر الٹ دو میں دیکھتا ہوں یہ کب تک میرے سامنے اس طرح اداکاری کرتا ہے۔" ـــــ میجر پرکاش نے کہا۔

"یس باس۔" ـــــ دلیر سنگھ نے کہا اور مرتبان لے کر عمران کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں میجر پرکاش ۔ اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ۔ ورنہ۔" ـــــ عمران نے کہا۔

"دلیر سنگھ۔ جلدی کرو ۔ میں اس کے حلق سے کربناک چیخیں سننا چاہتا ہوں۔" ـــــ میجر پرکاش نے دلیر سنگھ سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس باس۔" ـــــ دلیر سنگھ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں

کہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے بھاری مرتبان تھام رکھا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مرتبان کے منہ سے کپڑا کیسے ہٹائے۔ ایک لمحے کے لئے وہ ساکت کھڑا رہا جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ وہ اب کیا کرے۔

"تم پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ میں تمہارا کام کر دیتا ہوں۔" عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور دوسرے لمحے دلیر سنگھ بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل پیچھے کھڑے میجر پرکاش سے جا ٹکرایا۔ عمران کی لات پوری قوت سے اس کی ناف پر پڑی تھی۔ دلیر سنگھ نے دونوں ہاتھوں سے مرتبان تھام رکھا تھا۔ زوردار لات کھانے اور پیچھے کھڑے میجر پرکاش سے ٹکرا کر گرنے کے باوجود اس نے مرتبان نہیں چھوڑا تھا۔ اس سے پہلے کہ مشین گن بردار کچھ سمجھتے عمران اچانک اپنی کرسی سے اچھلا اور ایک مشین گن بردار پر جھپٹا اور اس نے بڑی پھرتی سے اس کے ہاتھ سے مشین گن چھین لی اور دوسرے لمحے اس کی مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دیوار کے ساتھ کھڑے مشین گن برداروں کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ مردہ چھپکلیوں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔ عمران نے ایک ہی حملے میں تمام مشین گن برداروں کو جہنم واصل کر دیا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ میجر پرکاش ۔ چیخیں تو اب تمہاری بلند ہوں گی۔" ـــــ عمران نے نیچے گرے ہوئے میجر پرکاش کی طرف دیکھتے ہوئے غرا کر کہا لیکن اسی لمحے دلیر سنگھ نے مرتبان زمین پر رکھ کر اپنے

جسم کو زمین پر مخصوص انداز میں گھماتے ہوئے عمران کے پیٹ میں ٹکر مارنے کی کوشش کی مگر عمران تیزی سے گھوما۔ اور دلیر سنگھ فرش پر گرے میجر پرکاش سے ٹکرا کر دوبارہ نیچے جا گرا۔ عمران نے دلیر سنگھ کی ٹکر سے بچتے ہوئے گھوم کر پوری قوت سے زمین سے اٹھتے ہوئے میجر پرکاش کے سینے پر لات جما دی اور میجر پرکاش اس طرح ڈکرایا جیسے اس کے جسم سے روح نکل رہی ہو۔ عمران کی لات کی ضرب ٹھیک اس کے دل کے مقام پر پڑی تھی۔ جس سے میجر پرکاش کے ہاتھ پیر ایک لمحے کے لئے پھیلے اور سمٹے اور پھر ساکت ہو گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ منہ کے بل گرنے والے دلیر سنگھ نے تیزی سے پلٹ کر اٹھتے ہوئے عمران کی طرف بڑھنا چاہا مگر عمران نے لیٹے لیٹے فوراً ٹریگر دبا دیا۔ اور دلیر سنگھ کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور اس کے جسم سے جیسے خون کے فوارے چھوٹ پڑے۔ وہ گر کر چند لمحے تڑپتا رہا اور ساکت ہو گیا۔ میجر پرکاش اسی طرح بے ہوش پڑا تھا۔ عمران نے ایک نظر اسے دیکھا اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے اس میجر پرکاش کو زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے۔ اسے بھی اڑا دو گولیوں سے۔"۔۔۔ جولیا نے عمران کی طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنا بڑا میجر قسم کا آدمی۔ اتنی جلدی مر جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس نے ہمیں ریڈ پاکٹرس کے عذاب میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ذرا ریڈ پاکٹرس کے عذاب کا مزہ اسے بھی تو چکھ لینے دو۔"۔۔۔ عمران

نے ٹائیگر کی رسیاں کھولتے ہوئے کہا اور دوبارہ میجر پرکاش کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر کی کھولی ہوئی رسی وہ ساتھ لے گیا تھا۔

ٹائیگر نے اٹھ کر باقی ساتھیوں کو کھولنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں سب ممبران آزاد ہو گئے۔ عمران میجر پرکاش کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور رسی سے باندھ دیا۔ کیپٹن شکیل، تنویر، صفدر اور جولیا نے آگے بڑھ کر مردہ افراد کی مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔

"ریڈ پاکٹرس۔ کیا یہ ان بچھوؤں کا نام ہے۔"۔۔۔ کراسٹی نے خوف بھری نظروں سے مرتبان میں موجود سرخ رنگ کے بچھوؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہمیں۔ فوراً باہر جانا چاہیے۔ یہاں لازماً اور مسلح افراد بھی ہوں گے۔"۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اسی لمحے باہر سے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب یہ آوازیں سنتے ہی برق رفتاری سے دروازے کی سائیڈوں سے لگ گئے اور انہوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔ اسی لمحے باہر سے چار مسلح افراد تیزی سے اندر آ گئے۔ ان کے اندر آنے کی دیر تھی کہ تنویر اور جولیا کی مشین گنیں ایک ساتھ شعلے اگلنے لگیں اور وہ چاروں چیختے ہوئے دروازے پر ہی ڈھیر ہو گئے۔

"تنویر دروازے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ جو اس طرف آنے کی کوشش کرے اسے فوراً ہلاک کر دینا۔"۔۔۔ عمران نے کہا تو تنویر سر ہلا کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا تو ٹائیگر

میجر پرکاش کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میجر پرکاش کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھا تو چند ہی لمحوں میں میجر پرکاش کے جسم میں حرکت آ گئی۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے۔ اسی لمحے میجر پرکاش کی کراہ سنائی دی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ان سب کو آزاد دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

''تت۔ تم آدمی نہیں ہو سکتے۔ تت۔ تم رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔''۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یہ کمال میرے ناخنوں کا ہے سر۔ میرے تیز ناخنوں کے سامنے رسیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے واقعی پرائم منسٹر کی ہدایات پر عمل کر لینا چاہیے تھا۔ تم جیسے لوگوں کو اس طرح زندہ چھوڑنا واقعی مصیبت کا باعث بن جاتا ہے۔''۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم ہم پر ریڈ پاکٹرس چھوڑ کر ہماری چیخیں سننا چاہتے تھے نا۔ اب میں تم پر ریڈ پاکٹرس چھوڑوں گا اور ہم سب تمہاری چیخیں سنیں گے۔ کیا خیال ہے۔ سناؤ گے ہمیں اپنی چیخیں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر زمین پر پڑا ہوا مرتبان اٹھایا اور اس کے قریب لے آیا۔ یہ دیکھ کر میجر پرکاش کا رنگ اڑ گیا۔

''نن۔ نہیں۔ اسے مت کھولنا۔ مم۔ میں۔ میں۔''۔۔۔۔۔ میجر پرکاش نے لرزتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ ابھی تو میں مرتبان تمہارے پاس ہی لایا ہوں اور تم ابھی سے منمنانے لگے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''تت۔ تم۔ مجھ پر ریڈ پاکٹرس چھوڑنا چاہتے ہو۔ مت چھوڑو۔ فار گاڈ سیک۔ مت چھوڑو۔''۔۔۔۔۔ عمران کو مرتبان کے کپڑے کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر میجر پرکاش نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تم اس خوفناک عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو بتاؤ۔ ڈاکٹر پریتم راؤ کہاں ہے اور وہ لانگ ویوز مشین کہاں ہے۔''۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی طرف سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بتاتا ہوں۔ سب بتا دوں گا بلکہ میں تمہیں وہاں لے جاؤں گا۔ پپ۔ پلیز مجھے چھوڑ دو۔''۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔

''باہر کتنے مسلح افراد موجود ہیں۔''۔۔۔۔۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

''اس راہداری میں چند افراد تھے۔ دوسری طرف ایک اور راہداری ہے۔ وہاں بیس سے پچیس افراد موجود ہیں۔''۔۔۔۔۔ اس نے کہا۔

''راہداری یہاں سے کتنی دور ہے۔ اور کیا وہاں تک فائرنگ کی آواز نہیں سنائی دیتی۔''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''تمام راہداریاں ساؤنڈ پروف ہیں۔ سامنے ایک دروازہ ہے۔ اس سے گزر کر ایک سرنگ میں جاؤ گے تو تمہیں دائیں طرف راہداری اور وہاں موجود مسلح آدمی دکھائی دے جائیں گے اور اسی راہداری کے دوسرے سرے پر وہ مشین موجود ہے۔ جس پر ڈاکٹر پریتم راؤ اور اس

کے ساتھی کام کر رہے ہیں۔“ ——— میجر پرکاش نے کہا۔ وہ بدستور خوفزدہ نظروں سے عمران کے ہاتھوں میں موجود بچھوؤں سے بھرے مرتبان کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی زبان بڑی روانی سے چل رہی تھی۔ عمران اس سے سوال کرتا رہا اور وہ خوف بھرے انداز میں اسے جواب دیتا رہا۔ پھر عمران سر ہلا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے مرتبان ایک طرف رکھا اور جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا نے مشین گن کا رخ میجر پرکاش کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی میجر پرکاش کے جسم میں سوراخ بنتے چلے گئے۔

”آؤ“ ——— عمران نے ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا اور وہ سب اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گئے۔ پھر وہ میجر پرکاش کے بتائے ہوئے راستوں سے ہوتے ہوئے سرنگ میں آ گئے۔ وہاں چھ مسلح افراد موجود تھے۔ عمران اور ان کے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے انہیں وہیں ڈھیر کر دیا۔ اور پھر وہ اسی طرح مسلسل اور تیز رفتار انداز میں فائرنگ کرتے ہوئے دوسری راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ اس سے پہلے کہ راہداری میں موجود مسلح افراد ان پر جوابی فائرنگ کرتے انہوں نے ان سب کو بھون کر رکھ دیا۔ اور پھر وہ ایک دروازہ کھول کر اس شیشے کے بنے کیبنوں والے ہال میں داخل ہو گئے۔ جہاں بے شمار افراد ایک بڑی مشین پر کام کر رہے تھے۔ وہاں چند مسلح افراد بھی تھے جنہیں عمران نے لمحوں میں ہلاک کر دیا تھا اور پھر وہ سب تیزی سے ہال میں پھیل گئے۔ ان سب کو اس طرح ہال میں آتے دیکھ کر وہاں

موجود سائنسدانوں اور انجینئروں کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی تھیں۔

”ڈاکٹر پریتم راؤ کون ہے۔“ ——— عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ اپنے کیبن میں ہیں۔“ ——— ایک آدمی نے لکڑی کے ایک کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران بجلی کی سی تیزی سے اس کیبن کی طرف بڑھا۔ اس نے زوردار لات مار کر ایک دھماکے سے کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہاں ایک ادھیڑ عمر شخص بڑے انہماک سے بیٹھا ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر پر کام کر رہا تھا۔ کیبن کی دیواریں دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ کیبن مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ ورنہ اندر بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر شخص فائرنگ کی آوازیں سن کر فوراً باہر آ جاتا۔

”کیا مطلب۔ کون ہو تم اور تم اس طرح اندر کیوں آئے ہو“ ادھیڑ عمر نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کی مشین گن سے گولیاں نکلیں اور ادھیڑ عمر کے سامنے رکھے ہوئے لیپ ٹاپ کمپیوٹر کے پرزے اڑتے چلے گئے۔ فائرنگ ہوتے ہی ادھیڑ عمر فوراً دائیں طرف جھک گیا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر پریتم راؤ ہے۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تت۔ تم۔ تم۔“ ——— ڈاکٹر پریتم راؤ نے بوکھلا کر اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اٹھتے ہی وہ گھبرا کر دوبارہ کرسی پر گر گیا تھا۔

”ڈاکٹر پریتم راؤ۔ پاکیشیا سے جو بلاسٹنگ کوڈز کی ڈیٹا ڈرائیو لائی

گئی ہے۔ کہاں ہے وہ ۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ اس کمپیوٹر کی طرح میں تمہاری کھوپڑی کے بھی پرخچے اڑا دوں گا۔"۔۔۔۔ عمران نے اچھل کر اس کے قریب جاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تت۔ تم ۔ تم۔"۔۔۔۔ ڈاکٹر پریتم راؤ کے منہ سے نکلا۔

"ڈیٹا ڈرائیو کے بارے میں بتاؤ جلدی۔"۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر مشین گن اس کے سر سے لگا دی۔

"دیتا ہوں۔ مم ۔ مجھے مت مارو۔ پلیز ۔ میں ڈیٹا ڈرائیو دیتا ہوں۔" ڈاکٹر پریتم راؤ نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں میز کی دراز کھولی اور پھر اس نے ایک یو ایس بی ڈیٹا نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈرائیو کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا کر ڈرائیو احتیاط سے اندرونی جیب میں ڈال لی۔ اس نے ریڈ لیبارٹری میں جو تصویریں دیکھیں تھیں۔ ان میں اس ڈیٹا ڈرائیو کی بھی ایک تصویر تھی جس سے عمران نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔

"گڈ بائے۔ ڈاکٹر۔"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ڈاکٹر پریتم راؤ کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر بکھر گئی۔

ڈاکٹر پریتم راؤ کو ہلاک کر کے عمران کیبن سے باہر آ گیا۔

"ان سب کو اڑا دو گولیوں سے۔ یہ انسان نہیں درندے ہیں۔ جو بے گناہ اور معصوم انسانوں کی ہلاکت کے لئے اس مشین پر کام کر رہے

تھے۔ اور اس مشین کو بھی تباہ کر دو۔"۔۔۔۔ عمران نے تیز آواز میں کہا اور اس کی بات سن کر وہاں موجود سفید لباس والے بری طرح سے چیخ اٹھے۔ مگر عمران کا حکم ملتے ہی اس کے ساتھیوں نے فائر کھول دیئے تھے اور ان کی احتجاجی چیخوں نے کربناک چیخوں کا روپ دھار لیا۔ ان سب کو ہلاک کرنے کے بعد انہوں نے فائرنگ کر کے ان مشینوں کو بھی تباہ کر دیا جن پر وہ کام کر رہے تھے۔ ایک کیبن میں جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اپنا سامان بھی مل گیا تھا جس میں دو ٹائم بم بھی تھے۔ عمران کے کہنے پر دونوں ٹائم بم اس بڑی مشین پر لگا دیئے گئے اور پھر وہ سب وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے کیبنوں میں موجود تمام افراد کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ ایک کیبن میں عمران کو کنٹرول روم مل گیا تھا۔ جہاں جا کر اس نے سب سے پہلے ایک مشین پر ہیلی پوائنٹ کی طرف جانے والا راستہ تلاش کیا اور ہیلی کاپٹر کے اوپر سے چھت کھول دی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ہیلی کاپٹر میں سوار نہایت تیزی سے ساماگا جنگل سے نکلے جا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کافی کشادہ تھا جس میں وہ سب آسانی سے سما گئے تھے۔ جنگل میں ابھی ٹاپ سیکرٹ سروس کی ریزرو فورس نہیں پہنچی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان پر باہر سے کوئی حملہ نہیں کیا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ ٹاپ سیکرٹ سروس کے چیف کرنل ترپاٹھی کا تھا۔ اس لئے عمران اسے اطمینان سے وادئ مشکبار کی طرف اڑائے چلا جا رہا تھا۔ وادئ مشکبار میں داخل ہونے سے پہلے اس نے وہاں ایک

تحریک آزادی کے کمانڈر ابوعبداللہ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا اور پھر وہ وادیٔ مشکبار میں داخل ہو گئے۔ جہاں سے وہ مقبوضہ علاقوں سے نکل کر آسانی سے پاکیشیا پہنچ سکتے تھے۔

ابھی وہ جنگل سے نکل کر تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ سامنے جنگل میں یکے بعد دیگرے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور انہوں نے وہاں آگ کا طوفان سا بلند ہوتے دیکھا۔ ٹائم بم اپنے مقررہ وقت پر پھٹ گئے تھے جس سے سٹار سنٹر تباہ ہو گیا تھا۔

''اب تو بتا دو اپنے دل کی بات۔ اب تو مشن مکمل ہو چکا ہے۔'' جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ۔ دل کی بات۔ وہ بھی تنویر کے سامنے۔'' عمران نے بوکھلا کر کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیے جبکہ جولیا نے برا سا منہ بنا لیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں تہلکہ خیز شاہکار ناول

مکمل ناول

ڈائمنڈ بلاسٹر

مصنف
ظہیر احمد

ڈائمنڈ بلاسٹر: ایک انوکھا اور انقلابی فارمولا۔

ڈائمنڈ بلاسٹر: ایک ایسا فارمولا جس سے پاکیشیا کے سامنے تمام سپر پاورز گھٹنے ٹیک سکتی تھیں۔

ریحانہ ملک: کون تھی۔ جس کے ماں باپ کو انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے قتل کر دیا گیا تھا۔

پروفیسر جلیل آفندی: جو گریٹ لینڈ کے صف اول کے سائنسدان ہونے کے باوجود پاکیشیا کے لیے کام کر رہے تھے۔ کیوں؟

بلیک کنگ: کون تھا۔ جس کے کئی روپ تھے۔

بلیک کنگ: جو گریٹ لینڈ میں جرائم پیشہ دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا۔

مادام کرسٹا: بلیک کنگ کی دست راست۔ جو گریٹ لینڈ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت بن کر انہیں تلاش کر رہی تھی۔

ہارڈمین: عمران کا ایک ایسا دوست جو دولت کے لیے بک گیا تھا۔ اور؟

وہ لمحہ: جب عمران بلیک کنگ کی حقیقت جاننے کے لیے در بدر بھٹک رہا تھا۔

وہ لمحہ: جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر موت منڈلانے لگی۔ اور پھر؟